

زیارات مدینہ منورہ

بی کے بی پبلیکیشنز ۔ پاکستان

فہرست

زیارت نمبر # 101

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Locaction: https://goo.gl/maps/9XCXAvvjJNwzxQmd9

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے پر یہ زمین دس دینار میں دو یتیموں ساحل اور سہیل سے خریدی تھی۔اس سے قبل یہ زمین کھجوریں سکھانے کے لیے استعمال ہوتی تھی۔ آنحضور ﷺ نے خود اس مسجد کی تعمیر میں شرکت کی تھی۔ تعمیر کے لیے پتھر کی بنیادوں کا استعمال کیا گیا اور مٹی کی دیواریں بنائی گئیں۔ کھجور کے درختوں



کے تنے اور شاخیں چھت کے لیے استعمال کی گئیں۔ اس وقت مسجد کے تین دروازے تھے اور اس کا رخ مسجدِ الاقصیٰ کی جانب تھا جو کہ اس وقت کا قبلہ تھا۔ اس میں غریبوں اور مسافروں کو پناہ دینے کے لیے ایک سایہ دار حصہ بھی بنایا گیا تھا۔ بعد میں قبلے کا رخ تبدیل کر کے کعبے کی جانب کر دیا گیا تھا اور ایک دروازے کو بند کر کے دوسری سمت میں ایک اور دروازہ بنا دیا گیا تھا۔ جب صحابہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تجویز دی کہ چھت کو گارے سے پختہ کر دیا جائے، تو انھوں نے انکار کرتے ہوئے کہا: 'نہیں، یہ چھت عریشِ موسیٰ کی طرح رہے گی، موسیٰ کی چھپر نما چھت کی طرح۔' اس کے تین سال بعد تک فرش کو کسی چیز سے ڈھکا نہیں گیا تھا۔ مسجد کے ترجمان کا کہنا ہے کہ مسجد کا ابتدائی رقبہ 1050 مربع میٹر تھا اور ہجرت کے سات سال بعد آنحضور ﷺ کی ہدایت پر اسے بڑھا کر 1425 مربع میٹر کر دیا گیا تھا۔



آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان مسجد کے بالکل ساتھ بنایا گیا اور وہاں ہی ان کا انتقال ہوا اور وہیں ان کی اہلیہ حضرت عائشہ کے حجرے میں انھیں سپرِ خاک کیا گیا۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ان کے ساتھی ان کی تدفین کے لیے بہترین مقام کا انتخاب کر رہے تھے تو حضرت ابو بکر نے انھیں بتایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کہہ چکے تھے کہ نبیوں کو وہیں

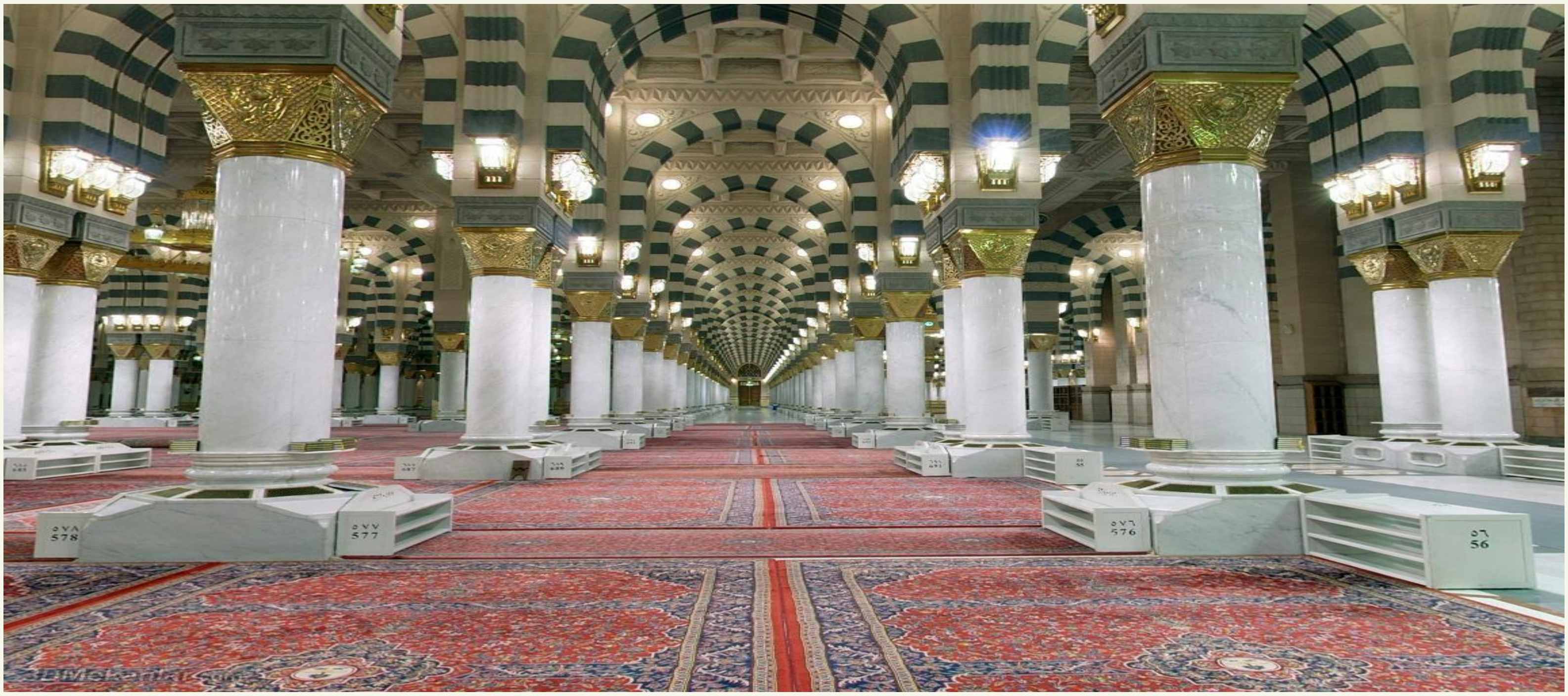
دفنایا جاتا ہے جہاں اللہ ان کی روح نکالتا ہے۔ جب خلیفۂ اول بیمار ہوئے تو انھوں نے اپنی بیٹی سے اجازت مانگی کہ کیا وہ ان کے حجرے میں آنحضور ﷺ کے قریب دفن ہو سکتے ہیں جس پر حضرت عائشہ نے رضامندی ظاہر کر دی۔ خلیفۂ دوم عمر بن خطاب نے بھی ایسا ہی کیا اور انھیں بھی پیغمبرِ اسلام اور پہلے خلیفہ حضرت ابو بکر کے قریب دفن ہونے کی اجازت مل گئی۔ تاہم کئی صدیوں میں مسجد کے پھیلاؤ کی وجہ سے یہ حجرہ مسجد کے اندر آ گیا ہے۔ مسجدِ نبوی کا معروف سبز گنبد اس حجرے کے اوپر ہی بنایا گیا ہے۔



مسجد کی خوبصورتی

شاندار طرزِ تعمیر اور جدید ترین ٹیکنالوجی سے بنائی گئی اس عمارت کی ہر چیز انتہائی خوبصورت ہے اور مبالغہ آرائی کے بغیر بھی کہیں تو یہ عمارت دور سے بھی بہت زیادہ دلکش ہے۔ اس مسجد میں اندر سے لے کر باہر تک اس کی ٹیکنالوجی، طرزِ تعمیر، اس کی مینجمنٹ، اس کے وسائل کے استعمال ہر طرح سے حسن چھلکتا ہے۔ اپنے احاطوں سے اس کے صحن تک اور دیدہ زیب زر و جواہرات سے مزین چھتوں تک، اس کے حجم اور اس کے بلندی سے لے کر اس کے گنبدوں اور میناروں تک، اس کے صحنوں اور اس کی چھتریوں سے لے کر اس کی چھت تک، اس کی روشنیوں اور ساؤنڈ سسٹم سے لے کر اس کی ٹھنڈک اور اس کی راحت تک، اس کی دیواروں اور اس کے فرش سے لے کر اس کے دروازوں اور سیڑھیوں تک، یہاں تک کہ اس کے ستونوں اور غالیچوں کی آرائش کو بھی الفاظ میں بیان کرنا ناانصافی ہو گی۔

اس مسجد کے ترجمان شیخ عبدالواحد الحطب کا کہنا ہے کہ اس کمپاؤنڈ میں 250 میناروں پر خودکار چھتریاں لگائی گئی ہیں تاکہ عبادت گزار شدید دھوپ اور بارش سے بچ سکیں۔ ان چھتریوں اپنے ہی پانی کی نکاسی کا نظام بنایا گیا ہے، اور ہر ایک 143 مربع میٹر جگہ پر سایہ کرتی ہے اور 800 عبادت گزاروں کو موسم کی سختیوں سے بچاتی ہے۔



زیارت نمبر # 102

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توسیع

خانہ کعبہ اور مسجدِ نبوی کی سعودی جنرل پریزیڈنسی کا کہنا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بنائی ہوئی مسجد کا ابتدا میں سائز 1050 مربع میٹر تھا۔ ہجرت کے سات سال کے بعد پیغمبرِ اسلام کی ہدایت پر اس بڑھا کر 1425 مربع میٹر کر دیا گیا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے صدیوں بعد اس مسجد کی متعدد بار تعمیرِ نو اور توسیع ہو چکی ہے جس کی ابتدا حضرت عمر کے دور میں شروع ہوئی اور پھر اموی اور عباسی ادوار اور خلافتِ عثمانیہ سے لے کر سعودی دور جاری رہی ہے۔



مدینہ میں مسلم آبادی میں اضافے کے باوجود مختلف جہتوں سے اس کی توسیع کے دوران اس کی حقیقی بنیاد کو محفوظ رکھنے کے لیے اس مسجد کے رتبے کا لحاظ رکھا گیا۔ اس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث شامل ہے جس کے مطابق اس مسجد میں ادا کی گئی ایک نماز مکہ کی مسجد الحرام کو چھوڑ کر باقی تمام مساجد میں ادا کی گئی ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ اس کے علاوہ یہ ان صرف تین مساجد میں سے ایک ہے، جس کی زیارت کے لیے طویل سفر کرنے کی مسلمانوں کو اجازت ہے۔ چنانچہ حج اور عمرے کے دوران لاکھوں کی تعداد میں مسلمان اس مسجد کا دورہ کرتے ہیں۔ ڈاکٹر زریوا کے مطابق حضرت عمر نے کہا تھا کہ اگر مسجد اپنی اصل بنیادوں پر کھڑی ہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ اس کی توسیع شام تک پہنچ جائے۔ مسجد اپنی اصل سائز کے مقابلے میں اس وقت 100 گنا زیادہ بڑی ہے اور پرانے مدینہ شہر کے تقریباً تمام حصوں پر محیط ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر محمد واجد اختر نے اپنی کتاب 'مسجدِ نبوی کے بارے میں وہ نو چیزیں جو آپ نہیں جانتے' میں کہا ہے کہ مسجد کی بیرونی حد آج جنت البقیع سے جڑی ہے مگر پہلے جنت البقیع قدیم مدینہ کی حدود سے باہر ہوتا تھا، اسی لیے یہ کہنا درست ہوگا کہ مسجد آج قدیم مدینہ کے مکمل علاقے پر محیط ہو گئی ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلی مرتبہ مسجد کی توسیع رش کی وجہ سے دوسرے خلیفہ کے دور میں سنہ 638 میں کی گئی۔ انھوں نے مسجد کے ارد گرد کی زمین خریدی اور اسے مسجد کا حصہ بنا دیا تاہم اس جانب جہاں پیغمبر اسلام کی بیویوں کے مکانات تھے اس جانب کچھ نہیں کیا گیا۔

》 اس کے بعد تیسرے خلیفہ عثمان بن عفان نے بھی سنہ 650 (29 ہجری) نے صحابہ سے مشاورت کے بعد مسجد کو اپ گریڈ کیا۔ انھوں نے پلستر اور تراشے ہوئے پتھر کی دیواریں بنوائیں، تراشے ہوئے پتھر اور لوہے کی مدد سے ستون بنوائے اور ٹیل کی لکڑی کی چھت بنوائی۔ سنہ 707 (88 ہجری) میں مدینہ کے گورنر عمر بن عبدالعزیز نے بنو امیہ کے خلیفہ ولید ابن العبد المالک کے احکام پر مسجد کا احاطہ بڑھا کر اسے 6440 مربع میٹر تک لے گئے۔ انھوں نے چار مینار بنوائے اور ایک محراب بنوائی۔ داخلی ستونوں کو سنگِ مرمر اور سونے کے کام سے سجایا گیا اور ان کی تعداد 232 تک پہنچ گئی۔

》 عباسی خلیفہ المہدی نے 161-165 ہجری میں مسجد میں کام کروایا جس کے بعد اس کا رقبہ 8890 مربع میٹر ہو گیا اور اس میں 60 کھڑکیاں اور 24 دروازے لگائے گئے۔

- سنہ 1257 (654ہجری) میں جب مسجد کو آگ لگادی گئی تھی تو خلیفہ المعتصم نے اسے دوبارہ تعمیر کرنے کی ٹھانی مگر 656ہجری میں بغداد پر تاتاریوں کے حملے کے باعث وہ یہ کام نہ کر سکے۔
- مملوک دور میں اس کی تعمیرِ نو کی گئی جنھوں نے چار مرکزی دروازوں کو چھوڑ کر باقی تمام دروازوں کو پیتل کی نقاشی سے بند کر دیا۔
- عثمانیہ دور میں سلطان سلیمان نے گنبد کی مرمت کروائی اور 974ہجری میں سونے کا پانی چڑھا ہوا تانبے کا بنا نیا ہلال نصب کیا۔ اس سے قبل ممالک دور میں مینار اور گنبد پر ہلال لگانا شروع کیا گیا تھا۔ سنہ 1228ہجری میں سلطان محمود کے دور میں گنبد کو سبز رنگ دیا گیا تھا جو کہ آج تک اسی رنگ کا ہے۔
- سلطان عبدالماجد نے اس وقت مسجد کی توسیع کروائی جب 1277ہجری میں اس میں دڑاڑیں پڑ گئی تھیں اور اس توسیع کے بعد مسجد کا رقبہ 10303 مربع میٹر ہو گیا۔ خبر رساں ادارے الجزیرہ کے مطابق پانچ نئے دروازے شامل کیے گئے اور دیواروں کی اونچائی بڑھا کر 11 میٹر کر دی گئی۔ 170 چھوٹے گنبد لگائے گئے، 600 تیل کے لیمپ بھی شامل کیے گئے۔



- تاریخ دان سلطان غالب الکویتی کے مطابق سنہ 1909 (1327)ہجری میں مسجدِ نبوی جزیرہ نما عرب میں وہ پہلا مقام تھی جہاں بجلی لگائی گئی۔
- سعودی دور میں آئیں تو شاہ عبدالعزیز السعود نے 1950 میں مسجد کا احاطہ بڑھا کر 16327 مرتب میٹر تک لے گئے، جس میں 706 ستون اور 170 گنبد تھے۔
- ترجمان الحتاب کے مطابق اسی دور میں مسجد میں بجلی کی رسد ایک خصوصی سٹیشن سے آنے لگی اور لیمپوں کی تعداد 2427 ہو گئی۔
- عرب نیوز کے مطابق 1973 میں شاہ فیصل نے مسجد کے مغرب میں 35000 مربع میٹر کو مسجد کے لیے مختص کر دیا، اور اس سارے حصے میں پنکھے اور سپیکر نصف کیے گئے اور چھتریاں بھی لگائی گئیں۔
- سنہ 1398ہجری میں شاہ خالد بن عبدالعزیز کے توسیع کے بعد شاہ فہد نے 1405 سے 1414ہجری کے دوران ایک اور توسیعی منصوبہ شروع کیا۔ داخلی گزرگاہیں وسیع کی گئیں جبکہ برقی سیڑھیاں بنائی گئیں جس کے بعد حرم کے دروازوں اور داخلی گزرگاہوں کی کل تعداد 85 ہو گئی۔ خوبصورت تزئین و آرائش والے گنبد، چار مینار اور 13 دروازے اس کے علاوہ تھے۔
- سب سے بڑے توسیعی منصوبے کی اب انتقال کر چکے شاہ عبداللہ نے 2012 میں منظوری دی تھی تاکہ منصوبے کی تکمیل کے بعد 20 لاکھ عبادت گزار یہاں سما سکیں۔
- وزیر خزانہ ابراہیم العساف نے کہا تھا کہ یہ عمارت 'چھ لاکھ 14 ہزار 800 مربع میٹر کے رقبے پر ہوگی اور مسجد اور صحنوں کا کل رقبہ 10 لاکھ 20 ہزار 500 مربع میٹر ہوگا۔' انھوں نے مزید بتایا کہ اس کے بعد مسجد میں 10 لاکھ جبکہ صحن میں آٹھ لاکھ عبادت گزار سما سکیں گے۔

》 الحطب کا کہنا تھا کہ شاہ عبداللہ نے مسجد کے صحنوں اور احاطوں کے ستونوں پر 250 چھتریوں کی تنصیب کا بھی حکم دیا تھا تاکہ ایک لاکھ 43 ہزار مربع میٹر جگہ پر سایہ فراہم کیا جاسکے۔ خود کار چھتریاں دو مختلف اونچائیوں کی تھیں تاکہ وہ ایک دوسرے کے اوپر چھا سکیں اور عبادت گزاروں تک دھوپ یا بارش کو پہنچنے سے روک سکیں۔



》 روزنامہ عکاظ نے عبدالواحد الحطب کے حوالے سے کہا تھا کہ موجودہ توسیعی منصوبے میں مشرقی اور مغربی جانب 12.5 ہیکٹر رقبے پر موجود تعمیرات کو ہٹا دیا جائے گا۔ انھوں نے مزید بتایا کہ جب شاہ سلمان نے شاہ عبداللہ کے بعد تخت سنبھالا تو انھوں نے توسیعی منصوبہ اور دیگر کام دوبارہ شروع کرنے پر زور دیا تاکہ حرمین شریفین کو بہتر بنایا جاسکے اور یہاں تمام سہولیات فراہم کی جاسکیں تاکہ زائرین آسانی سے حج اور عمرہ کر سکیں۔

》 توقع ہے کہ توسیعی منصوبے کے دوسرے اور تیسرے مرحلے کے اختتام پر 10 لاکھ سے بھی زائد عبادت گزاروں کے لیے جگہ بن جائے گی جبکہ پہلی توسیع میں آٹھ لاکھ عبادت گزاروں کے لیے جگہ بنے گی۔

》 ان کا کہنا تھا کہ مجموعی طور پر پورا توسیعی منصوبہ 2040 تک 12 لاکھ مزید عبادت گزاروں کے لیے جگہ پیدا کرے گا۔



زیارت نمبر # 103

مسجد نبوی ﷺ اور ادب کا اعلیٰ مقام

Location: https://goo.gl/maps/9XCXAvvjJNwzxQmd9

عثمانی دور میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعمیر تعمیرات کی دنیا میں محبت اور عقیدت کی معراج ہے۔ ذرا پڑھیئے اور اپنے دلوں کو عشق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور کریں۔

ترکوں نے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی وسیع عریض ریاست میں اعلان کیا کہ انہیں عمارت سازی سے متعلق فنون کے ماہرین درکار ہیں۔ اعلان کرنے کی دیر تھی کہ ہر علم کے مانے ہوئے لوگوں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ سلطان کے حکم سے استنبول کے باہر ایک شہر بسایا گیا جس میں اطراف عالم سے آنے والے ان ماہرین کو الگ الگ محلوں میں بسایا گیا۔ اس کے بعد عقیدت اور حیرت کا ایسا باب شروع ہوا جس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ خلیفہ وقت جو دنیا کا سب سے بڑا فرمانروا تھا، وہ نئے شہر میں آیا اور ہر شعبہ کے ماہر کو تاکید کی کہ اپنے ذہین ترین بچے کو اپنا فن اس طرح سکھائیں کہ اسے یکتا و بے مثال کر دے۔ اسی اثناء میں ترک حکومت اس بچے کو حافظ قرآن اور شہسوار بنائے گی۔ دنیا کی تاریخ کا یہ عجیب وغریب منصوبہ کئی سال تک جاری رہا۔ 25 سال بعد نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت تیار ہوئی جو نہ صرف اپنے شعبہ میں یکتائے روزگار تھے بلکہ ہر شخص حافظ قرآن اور باعمل مسلمان بھی تھا۔ یہ لگ بھگ 500 لوگ تھے۔ اسی دوران ترکوں نے پتھروں کی نئی کانیں دریافت کیں۔ نئے جنگلوں سے لکڑیاں کٹوائیں۔ تختے حاصل کئے گئے اور شیشے کا سامان بہم پہنچایا گیا۔ یہ سارا سامان نبی کریم ﷺ کے شہر پہنچایا گیا تو ادب کا یہ عالم تھا کہ اسے رکھنے کے لئے مدینہ منورہ سے دور ایک بستی بسائی گئی تاکہ شور سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کی بے ادبی اور مدینہ منورہ کا ماحول خراب نہ ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے انہیں حکم تھا کہ اگر کسی کٹے پتھر کو اپنی جگہ بٹھانے کے لئے چوٹ لگانی کی ضرورت پیش آئے تو موٹے کپڑے کو پتھر پر تہ بہ تہ یعنی کئی بار فولڈ کر کے رکھیں، پھر لکڑی کے ہتھوڑے سے آہستہ آہستہ سے چوٹ لگائیں تاکہ آواز پیدا نہ ہو اور اگر ترمیم کی ضرورت ہو تو اسے واپس اسی بستی بھیجا جائے، وہاں اسے کاٹ کر درست کیا جائے۔ ماہرین کو حکم تھا کہ ہر شخص ہر کام کے دوران ہر وقت باوضو رہے اور درود شریف اور تلاوت قرآن میں مشغول رہے۔ حجرہ مبارک کی جالیوں کو کپڑے سے لپیٹ دیا گیا کہ گرد و غبار اندر روضہ پاک میں نہ جائے۔ ستون لگائے گئے کہ ریاض الجنت اور روضہ پاک پر مٹی نہ گرے۔ یہ کام پندرہ سال تک چلتا رہا اور تاریخ عالم گواہ ہے ایسی محبت، ایسی عقیدت سے کوئی تعمیر نہ کبھی پہلے ہوئی اور نہ کبھی بعد میں ہو گی۔



زیارت نمبر # 104

گنبدِ خضراء

Location: https://goo.gl/maps/SCPjsEp2x5ru8Vgd6

1279ء میں اس وقت کے شاہِ مصر سلطان منصور صالحہ نے پہلی مرتبہ قبر مبارک یعنی حجرہ نبی ﷺ پر لکڑی کا ایک گول گنبد یا قبہ بنوایا جس کا بنیادی نچلہ زاویہ مربہ اور اوپر کا حصہ آٹھ کناروں پر مشتمل تھا، جسے حجرۂ نبوی پر گول دائرہ کی مانند بنیاد بنا کر لکڑی کے کیلوں سے ہی نصب کیا گیا۔اس گنبد یا قبہ کا رنگ سیسہ کی مانند سفید و چمکدار تھا، کیونکہ اس پر قلعی یا سیسہ چڑھا دیا گیا تھا۔اس لئے اس گنبد کو قبہ فیجاء، قبہ بیضاء اور قبہ زرقاء یعنی آسمانی رنگ والا قبہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ پھر اس قبہ کی تجدید شاہ شعبان بن حسین بن محمد نے 1363ء تا 1364ء میں از سر نو کرائی۔ تیرھویں صدی کے اوائل میں گنبد میں پھر شگاف پڑ گیا جس کے سبب میں سلطان محمود بن سلطان عبد الحمید ثانی نے نیا گنبد بنوایا اور اس پر سبز رنگ کرنے کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے یہ "گنبد خضراء" کے نام سے شہرت پذیر ہوا جو اب تک تابندہ و درخشندہ اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

فائدہ: سب سے پہلا گنبد 1279ء میں تعمیر ہوا جسے "قبہ الرزاق" کہا جاتا تھا۔اس کے بعد ایک نیلا گنبد اس پر تعمیر ہوا پھر تیسرا ایک سفید گنبد تعمیر ہوا اور اسکے بعد موجودہ سبز گنبد تعمیر ہوا۔ یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ جب بھی نیا گنبد بنایا جاتا تو پرانا توڑا نہیں جاتا تھا بلکہ ایک کے اوپر دوسرا گنبد بنا دیا جاتا تھا۔

موجودہ گنبد اسی دور کی یاد دلاتا ہے، جب حجاج مدینہ منورہ کی پاک فضاؤں میں داخل ہوتے ہیں تو دور سے یہ گنبد ان کے دلوں کو گرما دیتا ہے۔ گنبد خضراء اپنے اندر بے انتہا مقناطیسی کشش رکھتا ہے اور دنیا کے کلمہ گو اس کی زیارت کو بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور واقعی یہ سعادت کی بات بھی ہے کیونکہ یہ روضۂ رسول ﷺ کی چھت پر قائم ہے۔



زیارت نمبر # 105

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک کے بارے میں مکمل وضاحت

Location: https://goo.gl/maps/YVP4Yp6XyLjQ2spk8

حرمین شریفین کی انتظامیہ کی جانب سے ایک تقریب منعقد کی گئی جس میں مسجد نبوی کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک کے بارے میں مکمل وضاحت کی گئی"

تشریح وتوضیح:-



《 گزشتہ ساڑھے پانچ صدیوں میں کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک تک نہیں جاسکا ہے۔وہ حجرہ شریف جس میں آپ اور آپ کے دو اصحاب کی قبریں ہیں،اس کے گرد ایک چار دیواری ہے،اس چار دیواری سے متصل ایک اور دیوار ہے جو پانچ دیواروں پر مشتمل ہے۔

《 یہ پانچ کونوں والی دیوار حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃاللہ علیہ نے بنوائی تھی۔اور اس کے پانچ کونے رکھنے کا مقصد اسے خانہ کعبہ کی مشابہت سے بچانا تھا۔اس پنج دیواری کے گرد ایک اور پانچ دیواروں والی فصیل ہے۔اس پانچ کونوں والی فصیل پر ایک بڑا سا پردہ یا غلاف ڈالا گیا ہے۔ یہ سب دیواریں بغیر دروازے کے ہیں، لہذا کسی کے ان دیواروں کے اندر جانے کا کوئی امکان نہیں ہے۔روضہ رسولؐ کی اندر سے زیارت کرنے والے بھی اس پانچ کونوں والی دیوار پر پڑے پردے تک ہی جاپاتے ہیں۔روضہ رسولؐ پر سلام عرض کرنے والے عام زائرین جب سنہری جالیوں کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں تو جالیوں کے سوراخوں سے انہیں بس وہ پردہ ہی نظر آسکتا ہے، جو حجرہ شریف کی پنج دیواری پر پڑا ہوا ہے۔



《 اس طرح سلام پیش کرنے والے زائرین اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے درمیان گو کہ چند گز کا فاصلہ ہوتا ہے لیکن درمیان میں کل چار دیواریں حائل ہوتی ہیں۔

《 ایک سنہری جالیوں والی دیوار، دوسری پانچ کونوں والی دیوار، تیسری ایک اور پنج دیواری، اور چوتھی وہ چار دیواری جو کہ اصل حجرے کی دیوار تھی۔

《 گزشتہ تیرہ سو سال سے اس پنج دیواری حجرے کے اندر کوئی نہیں جاسکا ہے سوائے دو مواقع کے۔ایک بار 91 ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں ان کا غلام اور دوسری بار 881 ہجری میں معروف مورخ علامہ نورالدین ابوالحسن السمہودی کے بیان کے مطابق وہ خود۔

《 مسجد نبوی میں قبلہ کا رخ جنوب کی جانب ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ مبارک ایک بڑے ہال کمرے میں ہے۔ بڑے ہال کمرے کے اندر جانے کا دروازہ مشرقی جانب ہے یعنی جنت البقیع کی سمت۔یہ دروازہ صرف خاص شخصیات کے لیے کھولا جاتا ہے۔اس دروازے سے اندر داخل ہوں تو بائیں جانب حضرت فاطمۃالزہرہ رضی اللہ تعالی عنہا کی محراب ہے۔اس کے پیچھے ان کی چارپائی (سریر) ہے۔

》 العربیہ ویب سائٹ نے محقق محی الدین الہاشمی کے حوالے سے بتایا کہ ہال کمرے میں روضہ مبارک کی طرف جائیں تو سبز غلاف سے ڈھکی ہوئی ایک دیوار نظر آتی ہے۔1406ہجری میں شاہ فہد کے دور میں اس غلاف کو تبدیل کیا گیا۔اس سے قبل ڈھانپا جانے والا پردہ 1370ہجری میں شاہ عبدالعزیز آل سعود کے زمانے میں



تیار کیا گیا تھا۔مذکورہ دیوار 881ہجری میں اُس دی وار کے اطراف تعمیر کی گئی جو 91ہجری میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے تعمیر کی تھی۔اس بند دیوار میں کوئی دروازہ نہیں ہے۔قبلے کی سمت اس کی لمبائی 8 میٹر، مشرق اور مغرب کی سمت 6.5 میٹر اور شمال کی جانب دونوں دیواروں کی لمبائی ملا کر 14 میٹر ہے۔

》 کہا جاتا ہے کہ 91ہجری سے لے کر 881ہجری تک تقریباً آٹھ صدیاں کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو نہیں دیکھ پایا۔اس کے بعد 881ہجری میں حجرہ مبارک کی دیواروں کے بوسیدہ ہو جانے کے باعث ان کی تعمیر نو کرنا پڑی۔اس وقت نامور مورخ اور فقیہ علامہ نورالدین ابوالحسن السمہودی مدینہ منورہ میں موجود تھے، جنھیں ان دیواروں کی تعمیر نو کے کام میں حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔وہ لکھتے ہیں 14 شعبان 881ھ کو پانچ دیواری مکمل طور پر ڈھادی گئی۔دیکھا تو اندرونی چار دیواری میں بھی دراڑیں پڑی ہوئی تھیں، چنانچہ وہ بھی ڈھادی گئی۔ہماری آنکھوں کے سامنے اب مقدس حجرہ تھا۔مجھے داخلے کی سعادت ملی۔میں شمالی سمت سے داخل ہوا۔خوشبو کی ایسی لپٹ آئی جو زندگی میں کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔میں نے رسول اللہ اور آپ کے دونوں خلفاء کی خدمت



میں ادب سے سلام پیش کیا۔مقدس حجرہ مربع شکل کا تھا۔اس کی چار دیواری سیاہ رنگ کے پتھروں سے بنی تھی، جیسے خانہ کعبہ کی دیواروں میں استعمال ہوئے ہیں۔چار دیواری میں کوئی دروازہ نہ تھا۔میری پوری توجہ تین قبروں پر مرکوز تھی۔تینوں سطح زمین کے تقریباً برابر تھیں۔صرف ایک جگہ ذرا سا ابھار تھا۔یہ شاید حضرت عمر کی قبر تھی۔قبروں پر عام سی مٹی پڑی تھی۔اس بات کو پانچ صدیاں بیت چکی ہیں، جن کے دوران کوئی انسان ان مہر بند اور مستحکم دیواروں کے اندر داخل نہیں ہوا۔

》 علامہ نورالدین ابوالحسن سمہودی نے اپنی کتاب (وفاء الوفاء) میں حجرہ نبوی کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ "اس کا فرش سرخ رنگ کی ریت پر مبنی ہے۔حجرہ نبوی کا فرش مسجد نبوی کے فرش سے تقریباً 60 سینٹی میٹر نیچے ہے۔اس دوران حجرے پر موجود چھت کو ختم کر کے اس کی جگہ ٹیک کی لکڑی کی چھت نصب کی گئی جو دیکھنے میں حجرے پر لگی مربع جالیوں کی طرح ہے۔اس لکڑی کے اوپر ایک چھوٹا سا گنبد تعمیر کیا گیا جس کی اونچائی 8 میٹر ہے اور یہ گنبد خضراء کے عین نیچے واقع ہے"۔یہ سب معلومات معروف کتاب "وفاء الوفاء با اخبار دار المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم" کے مؤلف نورالدین ابوالحسن السمہودی نے اپنی مشہور تصنیف میں درج کی ہیں---واللہ اعلم بالصواب

زیارت نمبر # 106

جب سنہری مبارک جالیاں نہیں تھیں

Location: https://goo.gl/maps/YVP4Yp6XyLjQ2spk8

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب سنہری جالیاں نہیں تھیں اس وقت عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بالکل حجرے مبارک کی دیوار تک آجاتے تھے اور اس مقام پر اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ حجرے مبارک میں موجود تینوں قبور کی اصل لوکیشن کیا ہے، فرش پر تین دایرے بنایے گیے تھے جو زایرین کو اصل قبور کے عین سامنے آکر ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کا موقع فراہم کرتے تھے۔

سنہری جالیوں کے لگنے کے بعد عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاں حجرے مبارک کی دیوار تک پہنچنے کی سعادت سے محروم ہو گیے وہیں وہ فرش پر بنے ان تین دایروں کی زیارت سے بھی محروم ہو گیے۔

سنہری جالیاں جب لگائی گیئں تو اس میں بھی فرش پر بنے تینوں دایروں کے مماثل تین دایرے بنایے گیے جو رسول مکرم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تینوں قبور مبارکہ کی نشان دہی کرتے ہیں اور آج بھی لوگ سنہری جالیوں کے انہی تین دایروں کے سامنے کھڑے ہو کر درود و سلام کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ لیکن جب وہ ایسا کرتے ہیں تو ان میں سے بہت کم کو علم ہوتا ہے کہ جالیوں کے اس پار آج بھی فرش پر وہ تین دائرے موجود ہیں جہاں پہلے لوگ پہنچ جایا کرتے تھے۔

اگر آپ تصویر کو ایک مرتبہ پھر غور سے دیکھیں تو آپکو آج بھی فرش پر بنے ان دائروں کے سامنے والی حجرے مبارک کی دیوار پر جو غلاف چڑھا ہے اس پر دائروں کے مقابل رسول مکرم "سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم"، "سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ "اور "سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ "کے اسمائے گرامی انکی قبور مبارکہ کی نشان دہی کرتے ہوے لکھے نظر آئیں گے۔



زیارت نمبر # 107

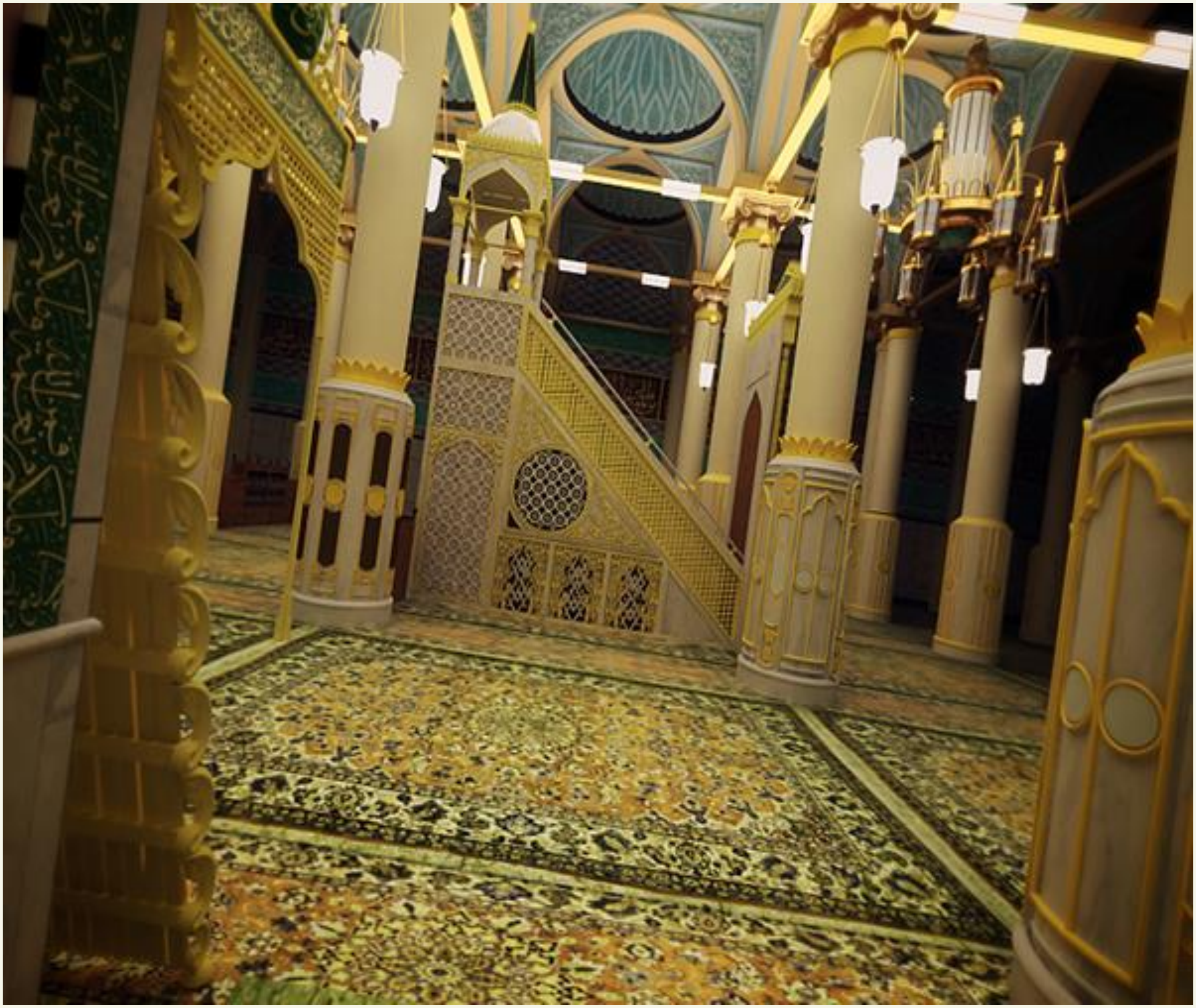
ریاض الجنۃ (جنت کا باغ)

Location: https://maps.app.goo.gl/XPh5PhJjhQmndUSZ6

نبی کریم ﷺ کی مسجد مقدس کا ایک عظیم المرتبت حصہ عظمت شان اور رفعت مقام میں منفرد حیثیت کا حامل ہے، جسے آپ ﷺ کی زبانِ وحی ترجمان سے ریاض الجنۃ کا لقب نصیب ہوا۔ ریاض الجنۃ سے مراد جنت کا باغ ہے۔ روضہ اقدس ﷺ کی مغربی دیوار سے متصل مصلیٰ رسول ﷺ تک کا ایک چھوٹا سا قطعہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ حبیب پروردگار ﷺ کا فرمان ذی شان ہے:

مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ.

ترجمہ: میرے گھر اور میرے منبر کے درمیاں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ (صحيح البخاري 1137)



زیارت نمبر # 108

ستون ہائے رحمت

Location: https://maps.app.goo.gl/XPh5PhJjhQmndUSZ6

ریاض الجنۃ میں آٹھ ستون مثالی اور تاریخی نوعیت کے حامل ہیں، جنہیں ستون ہائے رحمت کہا جاتا ہے۔ ستون کو عربی میں ''اسطوانہ'' کہتے ہیں۔



»اسطوانہ حنانہ--اسطوانہ مخلقہ

شفیع المذنبین رحمت للعالمین ﷺ کیلئے جب منبر تیار ہو گیا تو آپ ﷺ خلافِ معمول جمعہ کے دن خشک تنے کے پاس سے گزر کر منبر پر رونق افروز ہوئے ہی تھے کہ وہ خشک لکڑی فراق محبوب ﷺ میں زار و قطار رونے لگی،

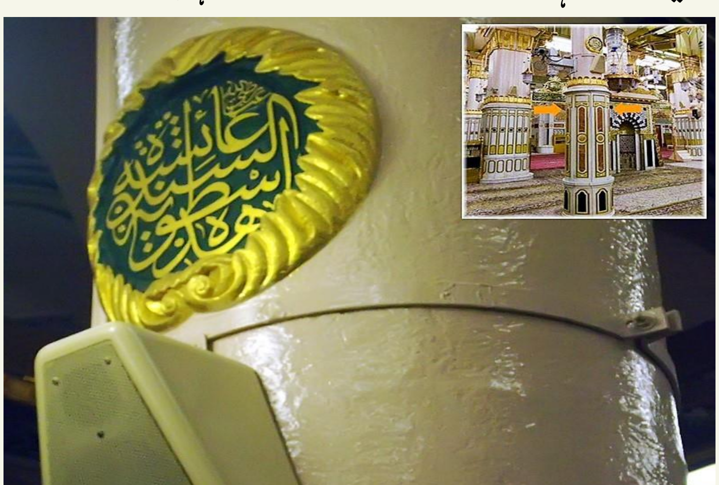
رحمت کائنات ﷺ نے منبر سے اتر کر اسے گلے لگایا اور وہ بچے کی طرح سسکیاں بھرتی ہوئی خاموش ہو گئی، وہ لکڑی ذکر خداوندی کے سننے سے محرومی پر گریہ وزاری کر رہی تھی۔

کھجور کے اس تنے کے رونے کی وجہ سے یہ "ستون حنانہ "یعنی رونے والا ستون کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اسے اسطوانہ مخلقہ بھی کہا جاتا ہے۔

یہ ستون ریاض الجنۃ میں موجودہ محراب نبوی اور منبر کے تقریباً درمیان واقع ہے جس پر ''هذه الأسطوانة المخلقة'' بیضوی سبز دائرہ میں سنہری حروف سے لکھا ہوا ہے۔

»اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا

یہ ستون شمال سے ریاض الجنۃ کی حدبندی کرنے والے ستون چاروں اطراف سے تیسرا اور درمیانہ ستون ہے۔ اس ستون کو ''ستون قرعہ'' بھی کہتے ہیں۔



Pillar of 'Aa'isha

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسجد نبوی میں ایک جگہ بہت زیادہ بابرکت ہے اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہو جائے تو انہیں اس جگہ پر نماز پڑھنے کیلئے ہجوم کی وجہ سے قرعہ ڈالنا پڑے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے اصرار پر انہوں نے اس جگہ کی نشاندہی فرما دی، اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی اس ستون کا علم ہو گیا۔ اسی وجہ سے اسے اسطوانہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا جاتا ہے۔

(المعجم الأوسط:862)

«اسطوانہ وفود



یہ ستون "ستون سریر" کے بعد واقع ہے اور حجرہ نبوی ﷺ کی دیوار میں ہی ریاض الجنۃ کی طرف ہے۔ سلطان عرب ﷺ کی خدمت اقدس میں نواحی بستیوں اور مختلف ممالک کے وفود حاضر ہوتے تو اس ستون کی جگہ حضور اقدس ﷺ انہیں اپنی زیارت سے مشرف فرماتے تھے۔ وفود کی باریابی کی وجہ سے اس کا نام اسطوانہ وفود مشہور ہوا۔

«اسطوانہ حرس



اس کو اسطوانہ حرس اور اسطوانہ علی بھی کہا جاتا ہے۔ حرس کے معنی پاسبانی کے ہیں۔ حبیب کبریا ﷺ رات کے وقت جب دولت کدہ میں تشریف لے جاتے تو اس مقام پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین میں سے کوئی ایک صحابی پہرہ دینے کی غرض سے آ بیٹھتے۔ عموماً یہ خدمت سیدنا علی رضی اللہ عنہ انجام دیتے اور اکثر اوقات نوافل بھی اسی ستون کے پاس پڑھتے تھے اس لیے یہ ستون ان کے نام سے منسوب ہو گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ خود لے لیا اور اس کے متعلق وحی نازل ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے پہرہ ختم کرا دیا۔

«اسطوانہ سریر

یہ ستون حجرہ مقدسہ مطہرہ کی جالی کے ساتھ ملا ہوا ہے منبر شریف سے مشرق کو چوتھا ہے۔



حضور اقدس ﷺ چارپائی اور چٹائی اس جگہ بچھاتے جس کی وجہ سے یہ ستون "اسطوانہ سریر" کے نام سے موسوم ہوا۔ یہ ستون ریاض الجنۃ میں مقصورہ شریف کی جالیوں سے اس طرح پیوست ہے کہ اس ستون کا آدھا حصہ روضۂ اقدس ﷺ کے اندر اور آدھا ریاض الجنۃ میں ہے۔ آپ ﷺ یہاں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی چارپائی کھجور کے پتوں کی بنی ہوئی تھی، جسے محل اعتکاف پر بچھا دیا جاتا اور چٹائی جس پر آپ ﷺ رات بسر فرماتے دن کو اسے پاؤں مبارک کے نیچے رکھ لیا کرتے تھے۔ بعض اوقات حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا دیوار میں بنی ہوئی کھڑکی سے آپ ﷺ کے گیسو مبارک کی آرائش کر دیا کرتی تھیں۔



»اسطوانہ ابی لبابہ رضی اللہ عنہ

یہ ستون حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ستون کے ساتھ قبر نبوی کی طرف سے دوسرا اور منبر نبوی کی طرف سے چوتھا ستون ہے۔

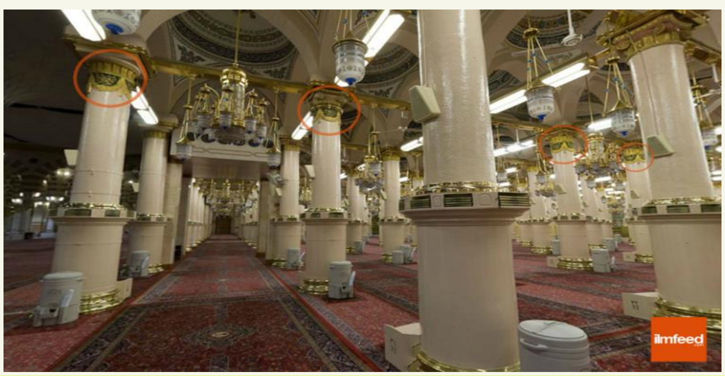
یہ وہ تاریخی ستون ہے جہاں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ایک غلطی کے ارتکاب کے بعد ندامت اور پشیمانی کے غلبہ کے سبب اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ ایک زنجیر سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک میری توبہ قبول نہ ہو گی اسی طرح بندھا رہوں گا خواہ اس حالت میں موت آجائے۔

اسی وجہ سے اس کو "اسطوانہ توبہ" بھی کہا جاتا ہے۔



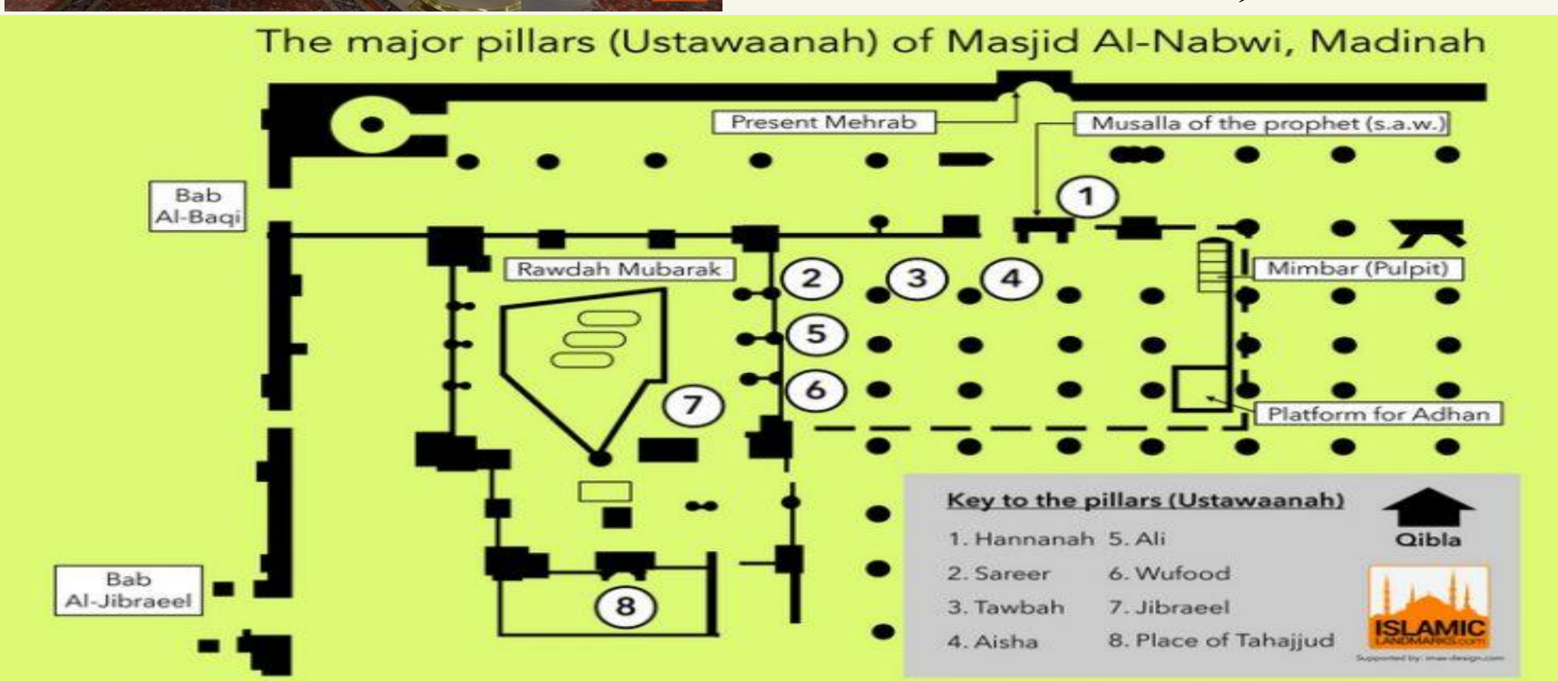
»اسطوانہ تہجد

باب جبرئیل علیہ السلام سے اگر مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہوں تو روضہ رسول ﷺ کی پچھلی جالیوں سے متصل ایک چھوٹا سا چبوترہ ہے اور وہاں دیوار کے ساتھ ایک محراب کا نشان ہے۔ یہ محراب یا ستون سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کے شمال میں واقع ہے۔ اس مقام پر سید الاولین والآخرین خاتم النبیین ﷺ نماز تہجد ادا فرماتے تھے۔



»اسطوانہ جبرئیل علیہ السلام

یہ ستون اس وقت روضۂ اقدس ﷺ کی جالی کے اندر واقع ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی شکل میں آتے اور عموماً اس جگہ تشریف فرما ہوتے تھے۔



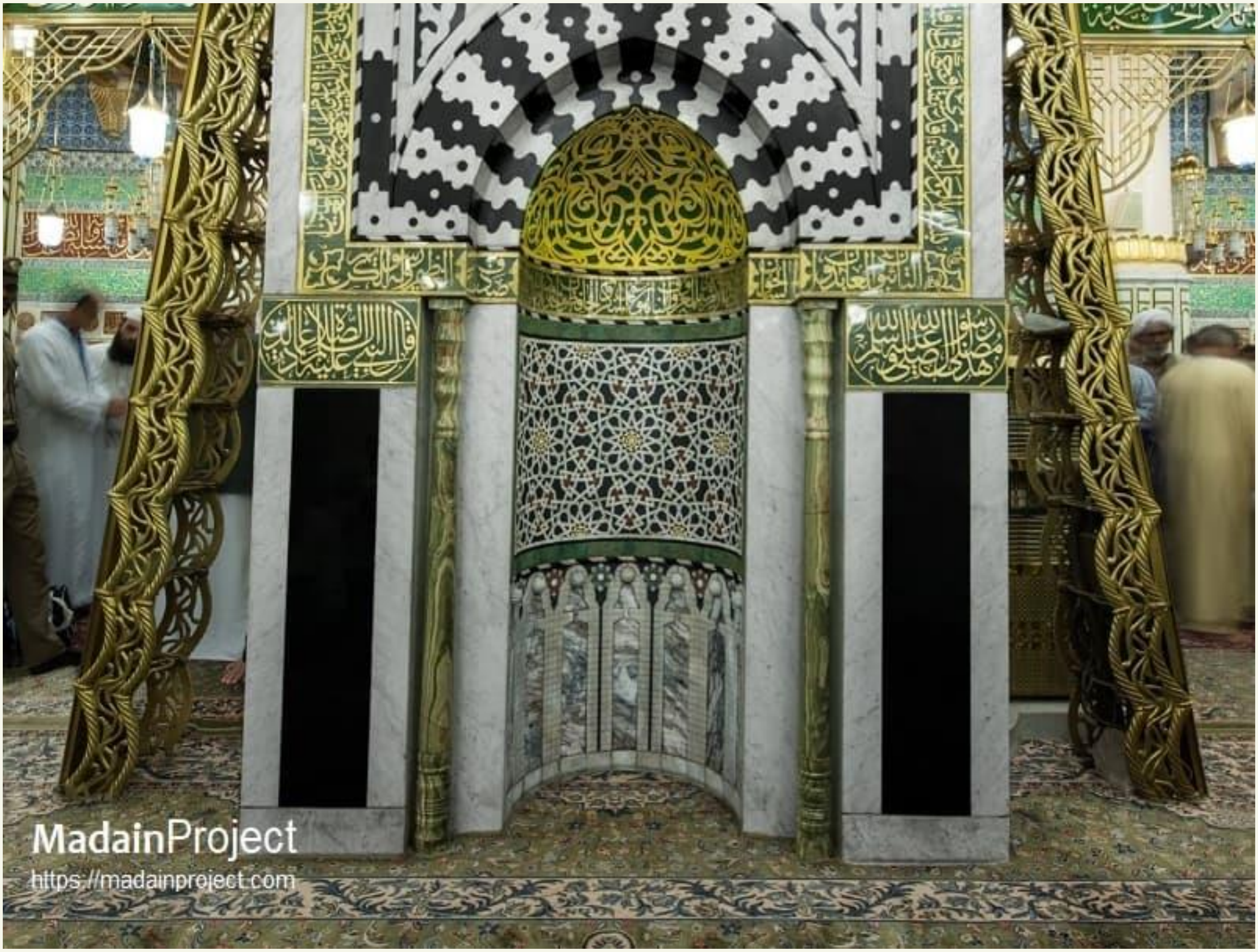
زیارت نمبر # 109

مصلی رسول ﷺ

Location: https://maps.app.goo.gl/7pxkMqnk9dhmrd9k7

نبی اکرم ﷺ آخر دور میں اسطوانہ حنانہ کے پاس کھڑے ہو کر امامت فرماتے تھے. خلیفہ ولید بن عبد الملک کے عہد میں سید نا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے 88ھ میں اسی مقام پر محراب نبوی بنوادی، البتہ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں محراب کی علامت نہیں تھی۔

مصلیٰ رسول ﷺ پر ایک نہایت خوبصورت محراب اس طرح بنائی گئی ہے کہ وہاں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا شخص جب سجدہ کرتا ہے تو اس کی پیشانی عین اس جگہ ٹکراتی ہے جہاں نبی پاک ﷺ کے قدمین مبارک ہوا کرتے تھے اور جہاں آپ ﷺ سجدہ کیا کرتے تھے اس مقام کو محراب کی دیوار سے ڈھانپ دیا گیا ہے تاکہ زائرین اور حجاج کے پیروں سے اس مبارک جگہ کی بے ادبی نہ ہو۔ اس محراب پر "ھذا مصلی رسول اللہ ﷺ" لکھا ہوا ہے۔



زیارت نمبر # 110

منبر رسول ﷺ

Location: https://maps.app.goo.gl/SCmKF948uTJq5dq48

سرور کونین، رحمت دارین ﷺ منبر بننے سے پہلے کھڑے ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو خطبہ سے مشرف فرماتے تھے۔ جب طویل قیام کے باعث تھکان محسوس ہوتی تو وہاں نصب شدہ کھجور کے تنے کے ساتھ سہارہ لیتے۔ لیکن ضعفِ پیری اور مجمع کے بڑھ جانے کی وجہ سے منبر بنانے کی تجویز پیش ہوئی۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اگر آپ ارشاد فرمائیں تو میں آپ کیلئے ایک ایسا منبر بنادوں (جیسا کہ میں نے ملک شام میں بنتے دیکھا ہے) تاکہ آپ اس پر سکون وطمانیت سے بیٹھ سکیں۔"

سنن أبي داود: 1081

آپ ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور منبر بنانے کی اجازت مرحمت فرمادی، چنانچہ آپ ﷺ کیلئے دو زینوں کا منبر تیار کیا گیا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ منبر رسول ﷺ تین سیڑھی کا تھا۔ اور یہ منبر 8 ہجری میں بنایا گیا۔

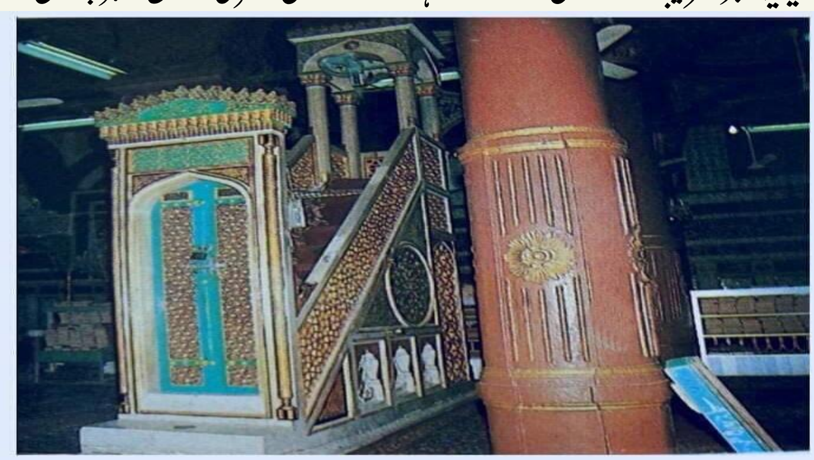


زیارت نمبر # 111

منبر شریف کی تاریخ پر ایک نظر

Location: https://maps.app.goo.gl/SCmKF948uTJq5dq48

منبر شریف جو 8ھ میں بنایا گیا تھا آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ میں آپ کے زیرِ استعمال رہا 654ھ میں مسجد نبوی میں ہونے والی آتشزدگی میں دیگر اثاثوں کے ساتھ وہ منبر مبارک بھی جل گیا۔ 656ھ میں یمنی حاکم ملک مظفر شمس الدین نے ایک نیا منبر بنوا کر ارسال کیا جو دس سال وہاں رہا۔ اسکے بعد 666ھ میں مصر کے سلطان رکن الدین بیبرس نے مسجد نبوی شریف کے لیے ایک نیا منبر ارسال کیا یہ منبر تقریباً 132 سال تک موجود رہا۔ 797ھ میں مصری سلطان ظاہر برقوق نے ایک نیا منبر بھیجا جو تقریباً 24 سال تک رہا۔



822ھ میں سلطان مصر معید شیخ نے ایک نیا منبر بھجوایا۔

886ھ میں یہ منبر بھی آتشزدگی میں جل کر خاکستر ہو گیا۔

اسکے بعد اہلِ مدینہ نے وہاں اینٹوں کا منبر بنا دیا جو دو سال تک زیرِ استعمال رہا۔

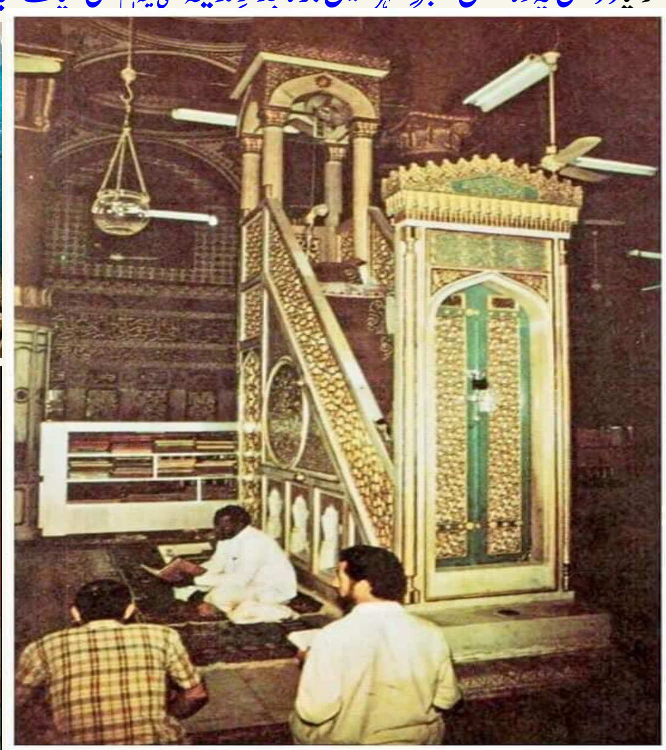
888ھ مصری سلطان اشرف قیتبائی نے منبر شریف بھجوایا جو مسجد نبوی شریف میں سو سال تک زیرِ استعمال رہا جو آج بھی مسجد قبا شریف میں موجود ہے۔

موجودہ آخری منبر 999ھ میں عثمانی سلطان مراد خان نے بنوا کر ارسال کیا جو آج بھی اپنی آن و شان کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں موجود ہے۔

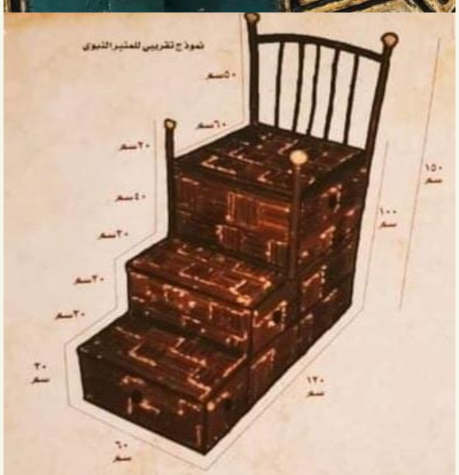
1393ھ میں سعودی حکومت نے اسکی تزئین وآرائش کی 1403ھ میں خادمِ حرمین شریفین شاہ فہد کے دور میں اس پر سونے کی تلمیع کروائی گئی اور اس کا نیا دروازہ لگوایا ((یعنی یہ وہ اصل منبرِ اطہر نہیں جو تاجدارِ مدینہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں بنایا گیا تھا جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے))

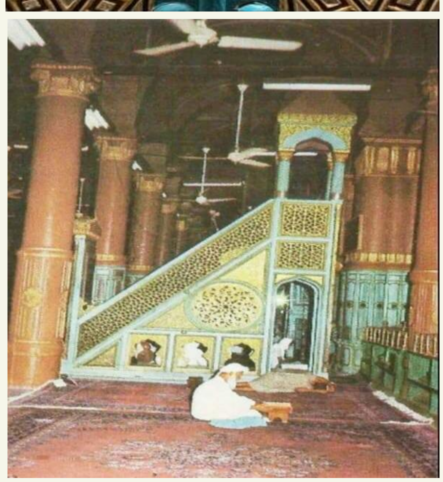






منبر المسجد النبوي في بداية الثمانينات الميلادية





زیارت نمبر # 112

میرا بھی مسجد نبوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاص تعلق رہا ہے

Location: https://maps.app.goo.gl/eCRykSPKs1JhaDV7A

"مسجد نبوی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا خاص تعلق ہے"

مسجد النبوی کی تعمیر کے بعد سن آٹھ ہجری تک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد النبوی میں موجود کھجور کے ایک درخت کے تنے سے سہارہ لیکر خطبہ ارشاد فرماتے رہے لیکن مسلمانوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہونے کی وجہ سے اب یہ مشکل ہونے لگا تھا کہ مسجد نبوی میں دوران خطبہ تمام اصحابہ اکرم آسانی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر سکیں اور احسن طریقے سے خطبہ سن سکیں۔ اس لیے صحابہ اکرم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت چاہی کہ کوئی ممبر بنوا کر مسجد نبوی میں رہ دیا جائے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمائیں تہ لوگ آپ کی آسانی سے زیارت بھی کر سکیں اور آپکی آواز مبارک بھی مسجد میں دور تک جا سکے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسکی اجازت دی تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں تین اسٹیپ والا ایک ممبر بنا کر رکھا گیا اور یوں یہ ممبر اسلامی تاریخ کا پہلا ممبر ہونے کا کا زوال اعزاز حاصل کر گیا. آج کل ہماری مساجد میں بھی اس ہی منمبر کی سنت پوری کرتے ہوتے تین اسٹیپ کے ممبر بنائے جاتے ہیں۔



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسلامی تاریخ کا جو یہ پہلا لکڑی کا ممبر بنایا گیا تھا، اسکی لکڑی "الغابہ" کے جنگل سے لی گئی تھی جس کی تصویر دی گئی ہے۔

یہ "الغابہ" کے جنگل کی تصویر ہے جو اب "الغابہ وائیلڈ پارک" کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس جنگل کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ اسکے کسی درخت کی لکڑی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اسلامی تاریخ کا پہلا ممبر تعمیر ہوا۔ جس لکڑی سے یہ تاریخ ساز متبرک ممبر تعمیر ہوا اس لکڑی کا نام "تمارسک" ہے۔ اب کبھی آپ مدینہ منورہ بلے جائیں تو اس پارک کی بھی زیارت کر لیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت نے اس مقام کو متبرک اور تاریخی بنا دیا ہے۔

جب احد کے پاس سے گذر کر وادی جن کی طرف جاءیں تو غابہ کا پارک باءیں جانب وادی بیضا جانے والی سڑک سے تھوڑا ہٹ کر ہے۔ اسی علاقہ میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اونٹوں کیلیے چراگاہیں ہوتی تھیں- مدینہ کے سارے برساتی نالے اسے جانب بہتے ہیں۔ نالوں اور ان کے ارد علاقہ کو وادی کہہ دیتے ہیں احد کے قریب سے گذر کر آنے والی وادے قناۃ، قباء کی طرف آنے والی وادی وادیء بطحان اور مغربی جانب (مسجد میقات وغیرہ کے قریب سے گذر کر) آنے والی وادیء العقیق غابہ کے قریب پہنچ کر مل جاتی ہیں اور اس نالے کو وادیء الحمض کہتے ہیں۔

زیارت نمبر # 113

صفہ اور اصحاب صفہ کا تعارف

Location: https://maps.app.goo.gl/ZwP5vQnG5GQZjLyx9

صفہ سائبان اور سایہ دار جگہ کو کہا جاتا ہے، اور اس سے مراد مسجد نبوی میں واقع وہ سایہ دار جگہ ہے جہاں فقراء مہاجرین اقامت پذیر تھے جن کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اصحاب صفہ زہد و تقویٰ کے پیکر، غریب و نادار ہونے کی وجہ سے مسجد نبوی شریف میں اقامت گزین تھے۔ مسجد کے آخر میں مسجد سے علیحدہ ایک سایہ دار جگہ بنی ہوئی تھی جس میں وہ رہتے اور سوتے تھے۔

(تهذيب الأسماء واللغات للنووي–ج3ص177)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صفہ مسجد نبوی ﷺ کے آخر میں وہ سایہ دار مقام تھا جس میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین رہائش پذیر ہوئے تھے جن کا ملجا و ماویٰ کوئی نہ تھا۔

(فتح الباري شرح: ج6ص595)



زیارت نمبر # 114

خوخہ ابو بکر رضی اللہ عنہ

Location: https://maps.app.goo.gl/uhHG3L7isXeNQW6XA

خوخہ کے معنی "روشن دان" کے ہیں، یعنی (سوراخ) جو گھر یا کمرہ کی روشنی کے لئے دیوار میں کھولا جاتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے مرض وفات میں جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا اس میں یہ حکم دیا:

مسجد کی جانب گھروں کی کھڑکیاں یا روشن دان بند کر دیئے جائیں صرف ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی کھڑکی یا روشن دان کھلا رہے۔

(صحيح البخاري:3691)

سعودیہ کی پہلی تعمیر میں وہاں دروازہ تعمیر کر کے اس کا نام باب الصدیق رکھ دیا گیا اب یہ تین متصل دروازوں پر مشتمل ہے اسکا جنوبی دروازہ خوخہ ابو بکر ہے وہاں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے: ''هذه خوخة سيدنا أبي بكر الصديق رضى الله''

نوٹ: مسجد نبوی میں باب السلام سے داخل ہوتے بائیں جانب یہ جگہ ہے۔





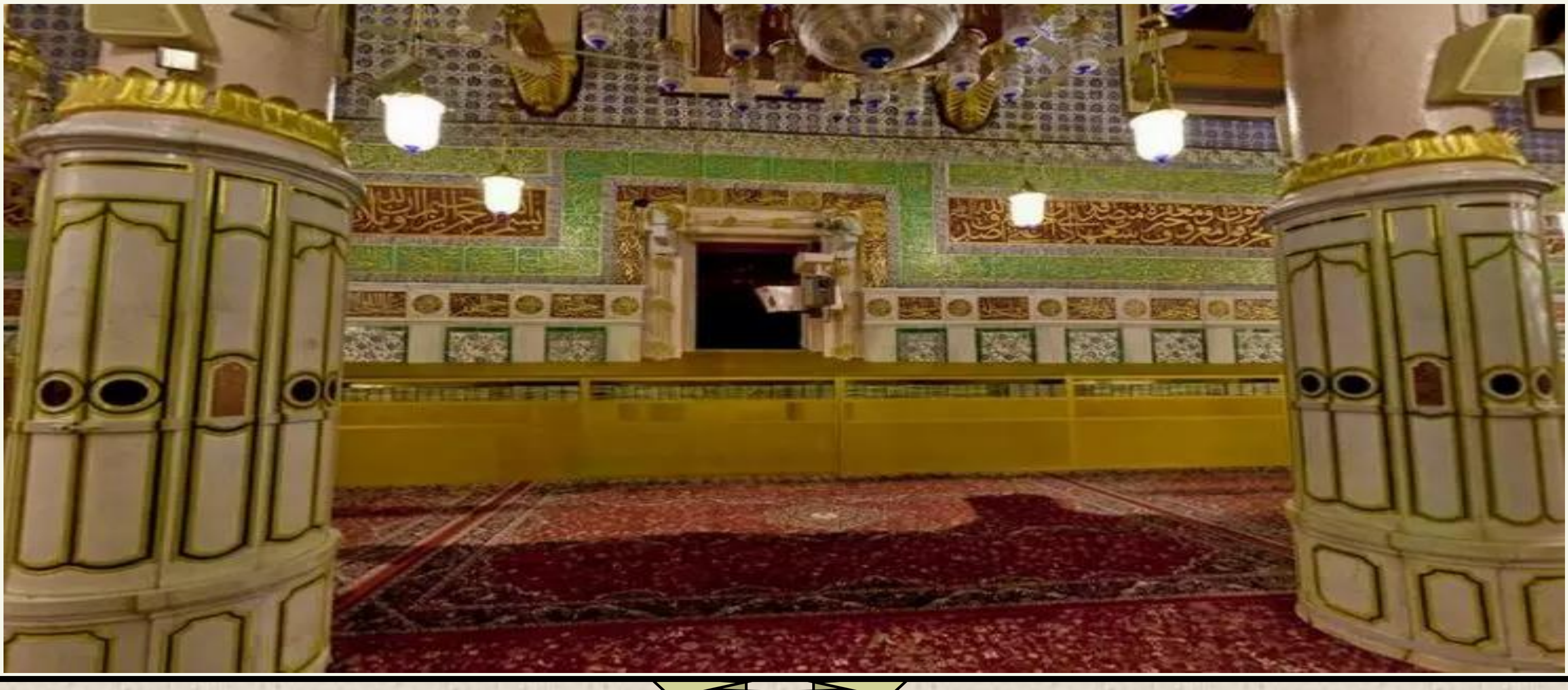
زیارت نمبر # 115

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گھر

Location: https://maps.app.goo.gl/WeFajx7SDaUKbcz37

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مکان قبلہ کی جانب محراب سے مشرق کی طرف واقع تھا، اسی میں وہ ستون بھی تھا جس کے اوپر کھڑے ہو کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ بھی کے زمانہ میں اذان دیا کرتے تھے۔ قبلہ کی طرف سے جو مکانات مسجد سے متصل تھے اور جن کے دروازے مسجد نبوی میں کھلا کرتے تھے ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ال کا مکان بھی تھا اور اس کا دروازہ دریچہ آل عمر کے نام سے مشہور تھا۔ 1375ھ میں سعودی حکومت کی پہلی توسیع کے دوران ساری دیواریں منہدم کر دی گئیں اس لئے اب اس مکان کی کچھ زمین جنوبی ہال کے اندر اور زیادہ تر حصہ ہال سے متصل باہر کشادہ میدان میں سمجھنا چاہیئے۔ اب قبلہ کی دیوار میں ایک کھڑی کے سوا کچھ بھی نہیں جو "دریچہ آلِ عمر" کی جگہ پر بطور علامت اب تک باقی چلی آ رہی ہے۔





فہرست

زیارت نمبر # 116

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا گھر

Location: https://maps.app.goo.gl/TPDukwQ43Vd6AszL6

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان منبر کی طرف سے پانچویں ستون اور باب السلام کی طرف سے دوسرے ستون کے درمیان واقع تھا،اس کو ظاہر کرنے کیلیئے بنائے گئے چھوٹے سے کمرے کی دیوار پر لکھی گئی قرآنی آیات کے نیچے تھوڑا گہرا سوراخ دے کراس پر نالے کو ظاہر کیا گیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ پرنالہ اکھاڑنے کا حکم دیا تھا تو حضرت عباس رضی اللہ عنھنے کہا یہ پرنالہ خود رسول اللہ ﷺ اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا یہ بات سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو آپ میری پیٹھ پر سوار ہو کر یہ پرنالہ وہیں لگا دیجیئے جہاں پر سرکار دوعالم ﷺ نے لگایا تھا۔

عثمانی دور کے بعد بھی پرنالہ کی جگہ کو قائم رکھا گیا جس پر سورۃ البقرہ کی آیات کریمہ تحریر کی گئی ہے، جو اس واقعہ کی یاد دہانی بھی کرواتی ہے اور درس بھی دیتی ہے:

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ۔ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ۔ وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ

(الطبقات الكبريٰ لابن سعد – ج4ص20-21)



زیارت نمبر # 117

ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان کا موجودہ نشان

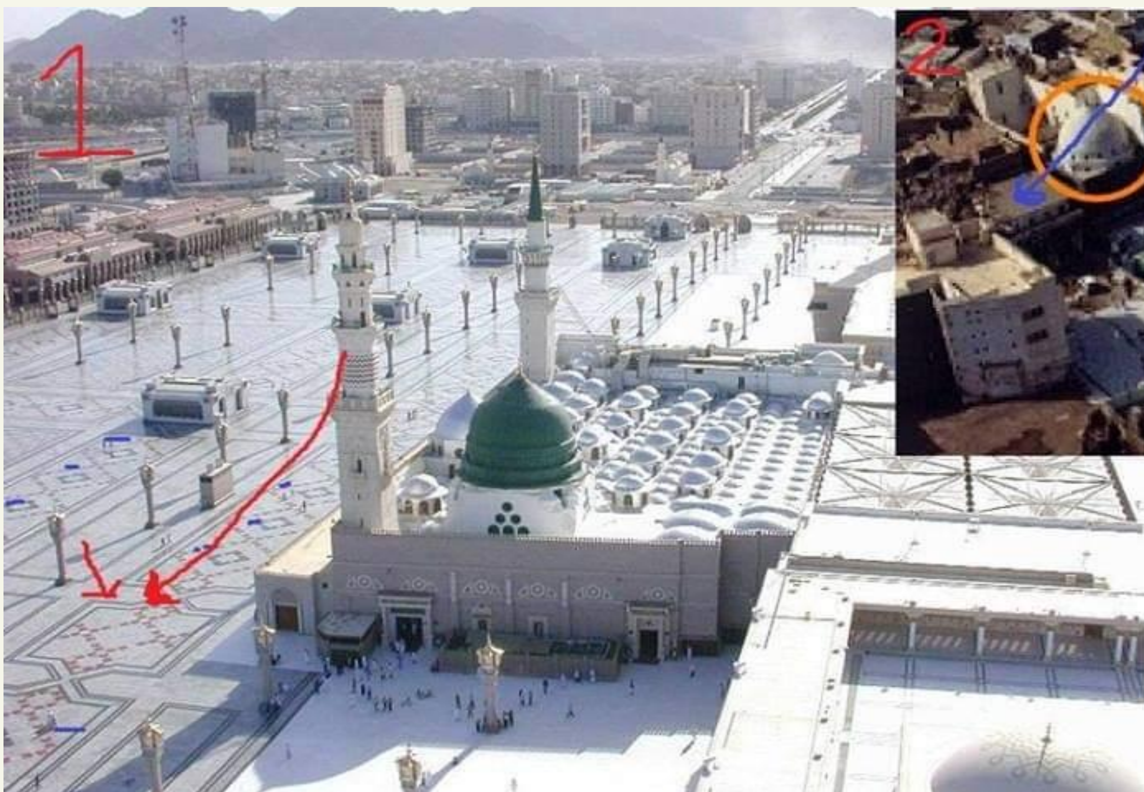
Location: https://maps.app.goo.gl/XCpsgDdYzvjN2XEw8

اس شخص کی قسمت پر نہ تو کوئی قلم کچھ لکھ سکتا ہے اور نہ زبان کچھ کہہ سکتی ہے جسکو ہجرت مدینہ کے تاریخ ساز موقع پر رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میزبانی کالازوال شرف حاصل ہوا۔ جس کے گھر کے در و بام. بستر و تکیے اور برتن و کٹورے، رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربت کا روحانی اور لافانی مزہ لوٹ چکے ہوں، اسکی قسمت پر جتنا رشک کیا جایے کم ہے۔ یہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ تھے جنھیں یہ اعزاز ملا۔

رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو ہر شخص میزبانی کا شرف حاصل کرنے کا خواہش مند تھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس جگہ اونٹنی (قصوىٰ) بیٹھے گی۔ وہیں آپ مقیم ہوں گے۔ اونٹنی ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ کے دروازے پر بیٹھی۔ ان کا مکان دو منزلہ تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیچے قیام فرمایا اور سات ماہ تک یہاں رہے۔

سات ماہ قیام کے دوران، اسی گھر کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "مسجد النبوی" کی لازوال بنیادیں اس طرح رکھیں کہ سیدنا ابوایوب انصاری کا وہ مبارک گھر "مسجد النبوی" کے بغل میں آگیا۔ آج سے تیس، چالیس سال قبل تک یہ تاریخی مکان کسی نہ کسی حالت میں موجود تھا اور زایرین حج و عمرہ اسکی نظر بھر کے زیارت کرتے تھے۔ گنبد خضرہ کے دامن میں یہ روح پرور مکان کیسا نظر آتا تھا، اس کے لیے تصویر میں اس چھوٹی تصویر کو دیکھیں جس پر نمبر دو (2) ڈال دیا ہے اور اس متبرک مکان کو نیلے تیر سے ظاہر کیا ہے۔ اورنج رنگ کا دایرہ اصل مکان نہیں ہے بلکہ اس سے متصل سپاٹ چھت والا مکان اصل مکان مبارک تھا۔

جدید تعمیرات کے بعد اس مکان کو شہید کر دیا گیا لیکن بطور نشانی آج بھی فرش پر وہ سب سے مختلف نظر آنے والا خانہ (دو لال تیروں کو دیکھیں) اس مقام کی نشان دہی کے لیے موجود ہے جہاں ہجرت کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی "قصوىٰ" تشریف فرما ہوئی اور یہی مقام "مکان سیدنا ابوایوب انصاری" ہے۔





زیارت نمبر # 118

محراب عثمانی رضی اللہ عنہ

Location: https://maps.app.goo.gl/8zvD4JgfWQEgEjDK9

موجودہ محراب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت سے محرابِ عثمانی کہلاتی ہے۔انہوں نے یہ محراب مسجد کی جنوبی سمت (قبلے کی جانب) تجدید کے دوران بنائی۔اس سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جنوبی سمت تجدید کروائی تھی۔ مسجد نبوی کی جنوبی سمت کی صرف دو مرتبہ تجدید ہوئی ہے جو کہ خلیفہ دوم اور خلیفہ سوم کے دور خلافت میں ہوئی۔ محرابِ عثمانی وہ واحد محراب ہے جس میں مسجد نبوی شریف کے ائمہ کرام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور سے لے کر کچھ مہینوں پہلے تک نماز پڑھا رہے تھے۔



زیارت نمبر # 119

مسجد نبوی کی خوبصورت محرابوں کی تاریخ

Location: https://maps.app.goo.gl/8zvD4JgfWQEgEjDK9

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی محرابیں تعمیراتی تمدن اور خوبصورت فن کی شاہکار ہیں۔ مسجد نبوی کے زائرین محرابوں کے گل بوٹوں کی انفرادیت اور نقش نگاری کے حسن سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ پاتے۔



محرابوں کی تزئین و آرائش شاہ فہد بن عبدالعزیز نے 1404ھ کرائی تھی- (فوٹو: العربیہ)

مسجد نبوی میں محراب کی تاریخ 888ھ کے دوران سلطان قلبتبای کے عہد سے شروع ہوئی۔ شاہ فہد بن عبدالعزیز نے 1404ھ میں اس کی مرمت کرائی۔ اس وقت اس کے سنگ مرمر اور رنگوں میں ٹوٹ پھوٹ واقع ہوگئی تھی۔ مسجد نبوی میں محراب تہجد گنبد کی جالی کے شمال میں باہر کی طرف واقع ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ محراب تہجد ابن نجار کے عہد میں بھی موجود تھی۔ ان کی وفات 643ھ میں ہوئی ہے۔ قلبتبای نے اس کی تجدید کرائی تھی پھر سلطنت عثمانیہ کے حکمرانوں نے اس کی تجدید کرائی انہوں نے سرخ پتھر کا ایک قطعہ منتخب کر کے اس میں جدت طرازی سے کام لیا تھا۔ اس پر آیت تہجد کندہ کرائی تھی اور اس پر سونے کا رنگ کرایا تھا۔ یہ محراب اب بھی موجود ہے۔ مسجد نبوی میں محراب فاطمہ گنبد کے اندر واقع ہے۔ یہ محراب نبوی سے ملتی جلتی ہے اور یہ مملوکی عہد میں بنائی گئی تھی۔ مسجد نبوی میں ایک محراب عثمانی کہلاتی ہے یہ مسجد نبوی کے قبلے کی جانب واقع دیوار میں بنی ہوئی ہے۔ الولید بن عبدالملک نے عثمان بن عفان کی نماز کی جگہ 91ھ میں محراب بنوائی بعد میں سلطان قلبتبای نے 888ھ میں اسے وہ شکل دی جو آج ہمیں نظر آتی ہے۔

مسجد نبوی میں منبر کے مغرب میں تیسرے ستون کے پاس محراب سلیمانی واقع ہے۔ یہ نویں صدی ہجری کی دوسری ششماہی میں بنائی گئی تھی۔

سلطان سلیمان خان نے جو القانونی کے لقب سے معروف تھے 948ھ میں اس کی تجدید کرائی- اس پر سفید اور سیاہ مرمر کی گل کاری کا اہتمام کیا۔ اس کے بعد سے یہ محراب سلیمانی کے نام سے مشہور ہوگئی۔



محراب سلیمانی نویں صدی ہجری کی دوسری ششماہی میں بنائی گئی- (فوٹو: مدینہ ٹی وی لائیو)



مسجد نبوی میں ایک محراب عثمانی کہلاتی ہے- (فوٹو العربیہ)

زیارت نمبر # 120

مسجد نبوی کے دروازوں کی تاریخ

Location: https://maps.app.goo.gl/fa6r9D3X77MSEkY87

مسلم حکمرانوں نے اپنے اپنے عہد حکمرانی میں مسجد نبوی اور اس کے تاریخی مقامات کی تعمیر، توسیع اور تزئین میں حصہ لیا ہے۔انہی میں مسجد نبوی کے دروازے بھی آتے ہیں جن کی تعداد آخری توسیع کے بعد 100 سے زیادہ ہوگئی ہے۔اسلام کے ابتدائی دور میں مسجد نبوی کے تین دروازے تھے۔

مسجد نبوی کے جنوب میں ایک دروازہ اس جانب تھا جہاں بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز ادا کی جاتی تھی۔دوسرا دروازہ باب النبی مسجد نبوی کے مشرق میں تھا۔اسے باب عثمان بھی کہا جاتا تھا پھر یہ باب جبریل کے نام سے مشہور ہوا۔یہ تیسرا دروازہ باب عاتکہ مسجد نبوی کے مغرب میں تھا اسے باب عاتکہ اس وجہ سے کہا جانے لگا کیونکہ یہ حضرت عاتکہ بنت عبداللہ بن یزید بن معاویہ کے گھر کے قریب واقع تھا۔ان دنوں یہ دروازہ باب رحمہ کے نام سے مشہور ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں مسجد نبوی کے تینوں دروازوں کی تعمیر میں پتھر استعمال کیے گئے تھے۔مسجد نبوی کے مشہور تاریخی دروازوں کا تعارف پیش کیا ہے۔

باب جبریل: یہ مسجد نبوی کے مشرق میں واقع ہے پیغمبر اسلام اپنے حجرے سے اس دروازے کے راستے مسجد میں داخل ہوا کرتے تھے۔

باب النسا: یہ دروازہ خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کے عہد میں قائم کیا گیا.اسے مسجد میں خواتین کی آمد کے لیے مخصوص کیا گیا تھا. باب السلام مسجد نبوی کے مغرب میں واقع ہے۔

باب عبدالمجید: یہ مسجد نبوی کے شمال میں صدر دروازے کے برابر میں واقع ہے۔سلطان عبدالمجید اول نے اس کا افتتاح کیا تھا اسی لیے ان سے منسوب ہے۔

باب السلام: مسجد نبوی کے مغرب میں واقع ہے۔یہ اس جگہ کے بالمقابل واقع ہے جہاں سے کھڑے ہو کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلاۃ و سلام پڑھا جاتا ہے۔

خلیفہ دوم عمر بن خطاب کے زمانے میں مسجد نبوی میں مزید تین دروازوں کا اضافہ کیا گیا۔

1. Bab as-Salam (Gate no 1)
2. Bab e Abu Bakr Siddique (Gate No 2)
3. Bab ur Rahman (Gate no 3)
4. Hijrah gate (Gate no 4)
5. Bab-e-Quba (Gate no 5)
6. King Saud gate (Gate no 7,8 and 9)
7. Imam Bukhari gate (Gate no 10)
8. Bab Ul Aqiq (Gate no 11)
9. Bab e Sultan Abdul Majeed (Gate no 12, 13 and 14)
10. Bab Umar Ibn al Khattab (Gate 16, 17, 18)
11. Bab Badr (Gate 19)
12. Bab King Fahad (Gate 20, 21, 22)
13. Bab Ohad (Gate 23)
14. Bab Uthman bin Affan (Gate 24, 25, 26)
15. Bab Ali Ibn Abi Talib (Gate 28, 29, 30)
16. Bab Abu Zar Ghaffari (Gate 31, 32)
17. Bab-e Abdul Aziz (Gate 33, 34, 35)
18. Bab e Makkah (Gate 37)
19. Bab Bilal (Gate 38)
20. Bab un Nisa (Gate 39)
21. Bab e Jibrael (Gate 40)
22. Bab ul Baqi (Gate 41)
23. Bab al-Aiymah (Gate 42)

خلیفہ سوم عثمان بن عفان نے دروازوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں کیا البتہ عباسی خلیفہ المھدی (161-165ھ) کے دور میں مسجد نبوی کے دروازوں کی تعداد چوبیس ہوگئی۔آٹھ دروازے مغرب کی جانب، آٹھ مشرق کی جانب، چار شمال اور چار جنوب کی جانب بنائے گئے. مسجد نبوی کے بڑے دروازے صرف دس ہیں۔

مملوکی سلاطین کے زمانے میں مسجد نبوی کے بیشتر دروازے بند کر دیے گئے البتہ چار بڑے دروازوں باب جبریل، باب النسا، باب السلام اور باب الرحمہ برقرار رکھے گئے۔ مسجد نبوی میں پہلی سعودی توسیع کے موقع پر یہ چاروں دروازے برقرار رکھے گئے البتہ مشرق کی جانب باب الملک عبدالعزیز، مغرب کی جانب باب الملک سعود

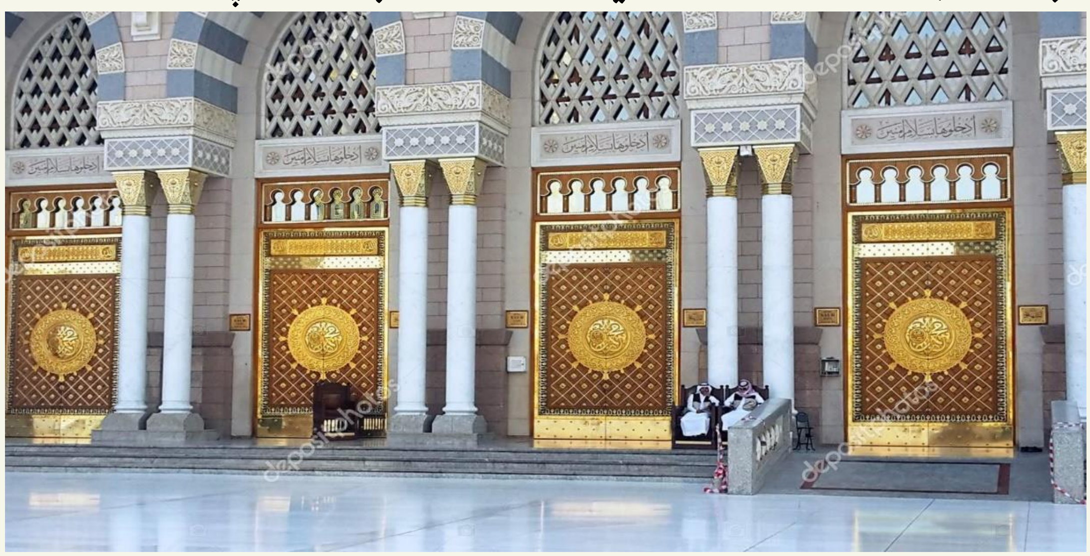
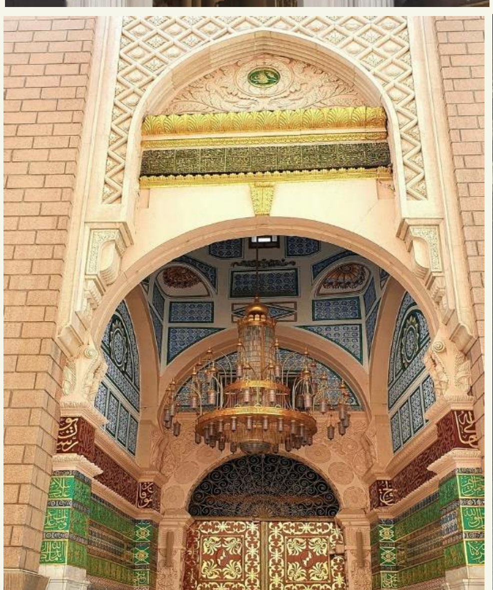





بنائے گئے۔ علاوہ ازیں مسجد نبوی کے شمال میں باب عثمان، باب عمر، مغرب کی جانب باب الصدیق کا اضافہ کیا گیا۔ 1408 ہجری میں مشرق کی جانب ایک اور دروازے کا اضافہ کیا گیا جسے باب البقیع کا نام دیا گیا۔۔ شاہ فہد نے مسجد نبوی میں توسیع کرائی تو انہوں نے نئی عمارت میں دروازوں کا اضافہ کر کے تعداد 85 تک کر دی۔ 1415 ہجری میں مسجد نبوی کی قدیم عمارت کے جنوب میں ایک دالان تعمیر کیا گیا جس میں سات دروازے بنائے گئے. مسجد نبوی کے دروازوں میں اعلیٰ درجے کی لکڑی استعمال کی گئی. دنیا کے مختلف ممالک سے درآمد کی گئی۔

مسجد نبوی کے کسی بھی دروازے میں کیلیں یا گلو کا استعمال نہیں کیا گیا. پھول بوٹے فرانس میں تیار کرائے گئے اور انہیں لگانے سے قبل سونے کا رنگ کیا گیا۔

مسجد نبوی کے بڑے دروازے صرف دس ہیں. ایک دروازے کا وزن نصب کرتے وقت پانچ اور دو ٹن کے لگ بھگ ہے۔


زیارت نمبر # 121

مسجد نبوی ﷺ کے مینار جدید و قدیم اسلامی فن تعمیر کے شاہکار

Location: https://maps.app.goo.gl/NotvwfgGZWtjrYVf8

مسجد نبوی کے میناروں کو صدیوں سے فن تعمیر کے شاہکار کے طور پر جانا جاتا ہے۔ مسجد نبوی کی توسیع کے ساتھ ہر دور میں اس کے میناروں کی خوبصورتی، سجاوٹ اور بناوٹ میں نئے طریقے استعمال کیے جاتے ت رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد نبوی کے میناروں کو جدید قدیم فن تعمیر کے شاہکار کہا جاتا ہے۔ یہ مینار اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ انہیں جس سمت سے بھی دیکھا جائے یہ دیکھنے میں اسلامی فن تعمیر کے منفرد نمونے لگتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے مسجد کے لیے مینار اس وقت متعارف فرمائے جب موذن رسول حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ مسجد کے قریب ایک گھر کی چھت سے اذان دیا کرتے تھے۔



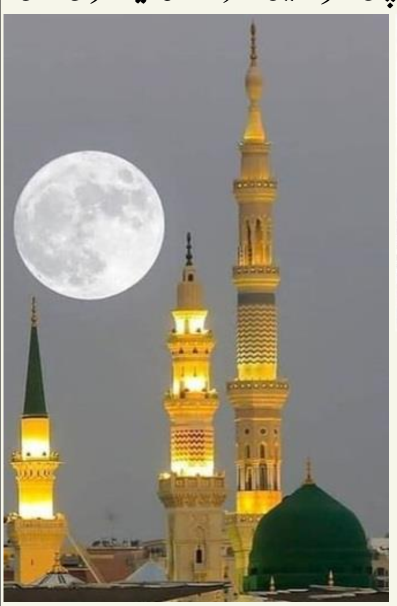
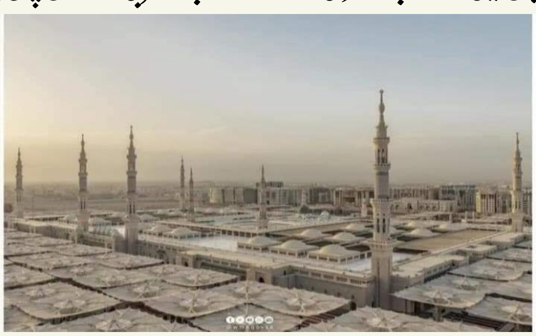
مسجد نبوی کی توسیع کے مراحل پر نظر ڈالیں تو ہمیں مسجد کے ساتھ ساتھ میناروں کی تعمیر و مرمت کی تجدید بھی ملتی ہے۔

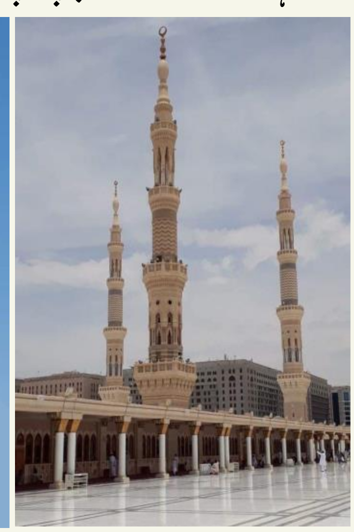
سنہ 1370ھ سے 1375ھ کے دوران مسجد نبوی کی توسیع کے دوران مسجد کے 4 مینار رکھے تھے۔ جب کہ شمال مغربی، شمال مشرقی مینار اور باب رحمت میناروں کو ہٹادیا گیا۔ ان کی جگہ شمال مشرق کی سمت میں اور دوسرا شمال مغرب کی سمت میں دو نئے مینار بنائے گئے۔ ان میں سے ہر مینار کی اونچائی 70 فٹ اور گہرائی 17 فٹ تھی۔

مسجد نبوی ﷺ کے مینار

ہر مینار چار منزلوں پر مشتمل تھا۔ زیریں منزل مربع شکل میں تعمیر کی گئی جو مسجد کی سطح کے برابر ہے۔ اس منزل میں چاروں میناروں میں ایک بال کونی بنائی گئی۔ دوسری منزل تین کونوں کی شکل میں بنائی گئی اور اس میں بھی ایک بالکونی شامل ہے۔ تیسری منزل تین کونوں کی شکل میں مگر مختلف رنگوں میں تعمیر کی گئی۔ چوتھی منزل کو گول شکل میں تعمیر کیا گیا اور اس پر مخروطی شکل میں گنبد تیار کیا گیا۔ مسجد نبوی کی سعودی دور میں دوسری توسیع کے دوران میناروں کی تعداد چھ کر دی گئی۔ ان میں سے ہر مینار کی بلندی 104 میٹر کر دی گئی۔ یوں ہر مینار کی پہلے سے موجود اونچائی میں 32 فٹ کا اضافہ کیا گیا۔ ہر مینار کی گہرائی 45 سے 50 میٹر تک کر دی گئی۔

دوسری توسیع میں مسجد نبوی کے مختلف کونوں میں مینار تعمیر کیے گئے۔ شمالی سمت میں چار، شمالی مشرقی کونے میں ایک اور شمال مغربی سمت میں ایک مینار تعمیر کیا گیا۔ ان میں سے دو مینار شمال کی سمت میں شاہ فہد باب اور وسطی باب کے درمیان ہیں۔ جنوب مشرقی مینار اور جنوب مغربی میناروں پانچ پانچ منزلہ ہیں۔ ہر مینار کی بنیاد مربع شکل میں ہے اور ان کے ضلع کا رقبہ پانچ پانچ میٹر اور بلندی 27 میٹر ہے۔

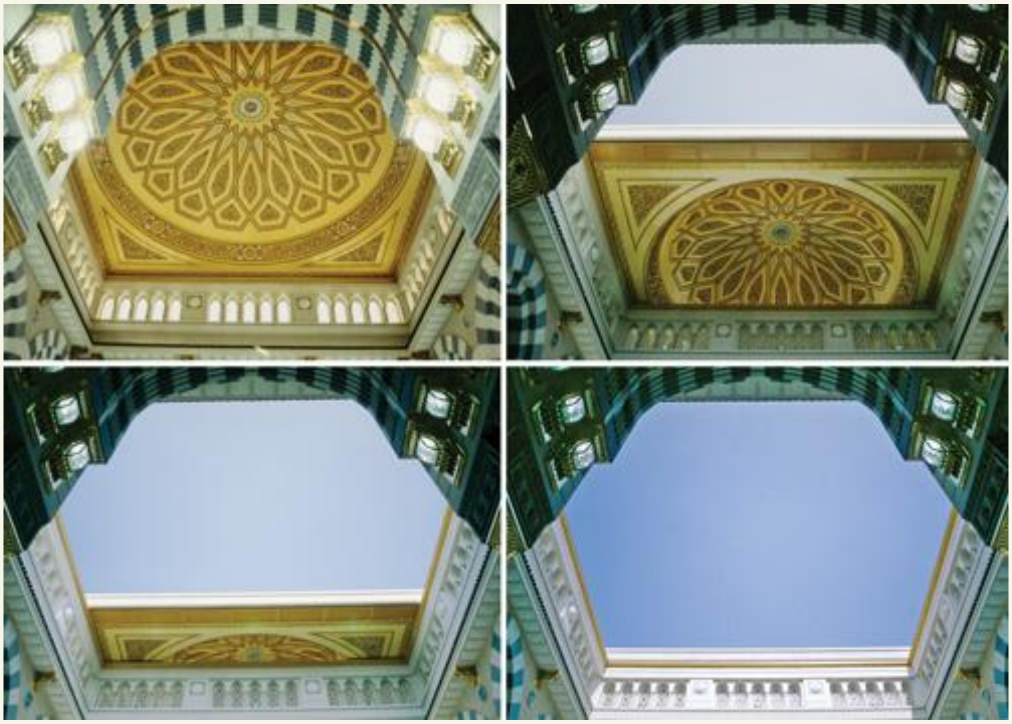



زیارت نمبر # 122

مسجد نبوی میں متحرک گنبد

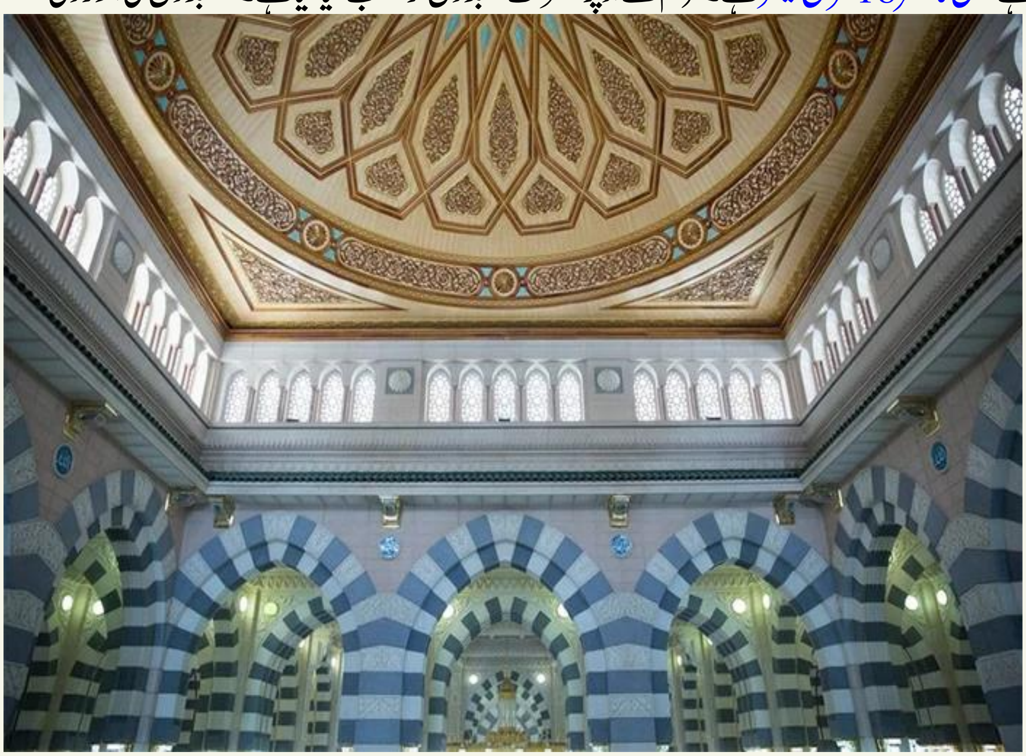
Location: https://maps.app.goo.gl/jDXkucFhTpV61Aqk9

مسجد النبوی الشریف کے صحنوں میں نصب متحرک گنبد خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود کے دور میں کی جانے والی مسجد نبوی شریف کی سب سے بڑی توسیع کا منصوبہ مرتب کیا گیا۔ مسجد النبوی الشریف کے صحنوں میں نصب متحرک گنبدوں تعداد 27 ہے جبکہ ہر ایک گنبد کا وزن 80 ٹن ہے۔ متحرک گنبدوں کی تنصیب کا مقصد مسجد النبوی الشریف میں ہوا اور دھوپ کی فراہمی کے علاوہ بارش کے وقت پانی سے مسجد کے صحنوں کو بچانا بھی ہے۔ متحرک گنبد انتہائی جاذب نظر اور اپنی مثال آپ ہیں۔ گنبدوں کو موسم گرما میں شام کے وقت کھولا جاتا ہے۔ یہ اپنی طرز کے واحد گنبد ہیں جو مسجد نبوی شریف کے لیے خصوصی طور پر تیار کیے گئے تھے۔ گنبدوں کو انتہائی جدید اور طاقتور موٹروں کے ذریعے آپریٹ کیا جاتا ہے۔ گنبدوں کو کھولنے سے مسجد نبوی شریف کے اندرونی صحنوں میں تازہ ہوا کی آمد و رفت ہوتی ہے۔



گنبدوں کو موسم گرما میں شام کے وقت کھولا جاتا ہے۔

گنبد کی تنصیب کے لیے جو فریم بنایا گیا ہے وہ چوکور شکل کا ہے جس کا قطر 18 مربع میٹر ہے۔ فریم کے اوپر متحرک گنبدوں کو نصب کیا گیا ہے۔ گنبدوں کی اندرونی جانب لکڑی اور نگینوں سے خوبصورت کام کیا گیا ہے جبکہ بیرونی سطح سیرامیک کی ہے تاکہ موسم کی تبدیلی سے گنبد متاثر نہ ہوں۔ گنبدوں کے بارے میں بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ ان کے ذریعے مسجد نبوی شریف میں آواز کی گونج پیدا کی جاتی ہے۔ مسجد نبوی شریف میں نصب یہ گنبد جب کھولے جاتے ہیں تو وہ صحن کی چھت پر موجود نمازیوں کے لیے سایہ فراہم کرتے ہیں جس کی وجہ سے موسم گرم یا حج سیزن میں نماز ادا کرنے والوں کو کافی سہولت ہوتی ہے۔



زیارت نمبر # 123

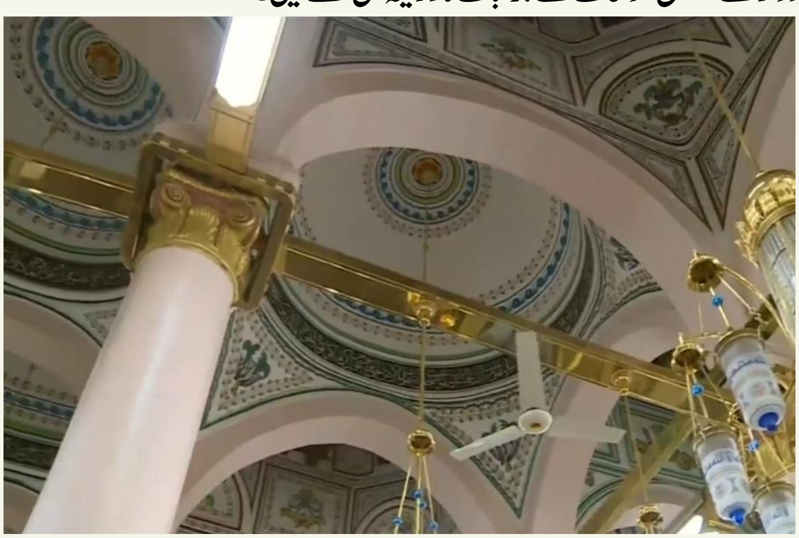
مسجد نبوی میں تحریری نقوش عربی خطاطی کے ارتقاء کا ثبوت

Location: https://maps.app.goo.gl/nDYxLtjsZ1YP6ojVA

سعودی عرب اسلامی عجائب خانوں کے حوالے سے سر فہرست ہونے کی خواہش رکھتا ہے۔ یہ عزم اور ارادہ مسجد نبوی شریف کی دیواروں پر تحریر نقوش سے متعلق



خدمات کو مزید جِلا بخشنے کا ذریعہ بن رہا ہے۔ یہ نقوش عربی خطاطی کے ارتقاء کا عملی ثبوت دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک سعودی ماہر کا کہنا ہے کہ "مسجد نبوی کی قلبی دیوار پر موجود نقوش 1255 ہجری سے 1277 ہجری کے درمیانی زمانے کے ماہر تعمیرات کے رجحانات کا پتہ دیتے ہیں۔ انہوں نے اس حوالے سے دیکھنے والوں کے لیے راحت کے احساس اور جمالیاتی فن کو بنیاد بنایا"۔ یہ تمام نقوش علمی لحاظ سے انتہائی بیش قیمت ہیں۔ نقوش کا کچھ حصہ گویا کہ خلفاء یا فرماں رواؤں اور ان نقوش کے حیرت انگیز امور سے بھری تاریخ کے ساتھ روابط کے آثار کو امر کر دینے کی کوشش ہے۔ سعودی ماہر کے مطابق "مسجد نبوی میں موجود بعض نقوش اس مقام کی تاریخی حیثیت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً حجرے یا روضہ مبارک کے اندر بعض سُتون جن میں ستونِ عائشہ، ستون سریر، ستون وفود اور ستون مخلّقہ وغیرہ شامل ہیں"۔ فنی اعتبار سے دیکھا جائے تو گنبدوں یا سُوت کے لحاظ سے یہ نقوش ایسی شخصیات کے ہاتھوں تیار ہوئے جو مکمل طور پر قرآن کی کتابت کے لیے فارغ کیے گئے تھے، ساتھ ہی یہ نقوش قرآنی کتابت کے مختلف مدارس اور ان میں آنے والی تبدیلیوں کی جانب بھی اشارہ کرتے ہیں۔ اس حوالے سے سعودی ماہر کا کہنا ہے کہ "ان نقوش کی تیاری کو ڈیڑھ صدی کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ان کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ ابھی تحریر میں لائے گئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ خادم حرمین شریفین کی حکومت ان نقوش کی مکمل دیکھ بھال اور تاریخی ورثے کی حفاظت کی کس قدر شدید خواہش رکھتی ہے"۔ مسجد نبوی کے نقوش مستقبل میں یقینی طور پر پکی مٹی کی صنعت کے حوالے مدینہ منورہ کے ارتقائی ادوار کے متعلق سوالات کے جوابات کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔





زیارت نمبر # 124

مسجد نبوی ﷺ کا ایئر کنڈیشن کولنگ سسٹم

مسجد نبوی ﷺ کی خدمات اور انفراسٹرکچر اور اس کے بنیادی ڈھانچے کو مقامی اور عالمی سطح پر معیاری بنانے کے لیے ہر ممکن اقدامات کیے گئے ہیں۔ اس اعتبار سے مسجد نبوی ﷺ میں دُنیا کا سب سے بڑا کولنگ پروجیکٹ بھی شامل ہے۔ موسم گرما بالخصوص حج سیزن کے دوران روضہ رسول پر حاضری دینے والے زائرین کو عالمی معیار کی سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ مشرق و مغرب میں موجود مساجد میں بلند مقام رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سیزن میں مسجد نبوی ﷺ کی زیارت اور وہاں پر عبادت کے لیے زائرین دنیا بھر سے کھچے چلے آتے ہیں۔ ماضی میں مسجد نبوی ﷺ کی کنڈیشنگ، وال کنڈیشننگ اور ایئر فینز پر مشتمل تھی مگر آج مسجد نبوی ﷺ ایئر کنڈیشنگ میں دنیا کا سب سے بڑا ایئر کنڈیشنگ پروجیکٹ ہے جو اپنے معیار کے اعتبار سے بھی دنیا کے اہم ترین منصوبوں میں سے ایک ہے۔



سنٹرل ایئر کنڈیشنگ اسٹیشن:۔ پروجیکٹ ایئر کنڈیشننگ اسٹیشن کا مرکزی مقام مسجد نبوی ﷺ سے 7 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ مرکزی ایئر کنڈیشنگ سسٹم کو مسجد سے دور رکھنے والی بنیادی وجہ ہے کہ زائرین کو ہر طرح کے شور سے دور رکھنا اور پرسکون رکھنا ہے۔ کولنگ پلانٹ تقریباً 70,000 مربع میٹر کے رقبے پر محیط ہے اور اس میں دنیا کا سب سے بڑا واٹر کولنگ کنڈینسر شامل ہے جس کے 6 کولر کی گنجائش 3,400 ٹن ہے۔

کنڈیشنگ کیسے کام کرتی ہے؟ کولنگ اسٹیشن سے آنے والے پانی کو درست، مستقل اور خودکار طریقے سے تقسیم کرنے کے لیے جدید ترین طریقوں اور ٹیکنالوجیز کا استعمال کیا جاتا ہے، جس سے ایئر ٹریٹمنٹ، ڈسٹری بیوشن اور کولنگ کے لیے 151 یونٹس تک پہنچ جاتا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ کے اندرونی حصے کو ستونوں تک پہنچانے کے لیے پائپ استعمال کیے گئے ہیں اور ان پائپوں کے ذریعے مسجد کے اندر تازہ ٹھنڈی ہوا فراہم کی جاتی ہے۔ پانی پائپوں میں موجود ہوا کو ٹھنڈا کرنے کا عمل مکمل کرنے کے بعد پانی الگ تھلگ پائپوں کے ذریعے واپس مرکزی اسٹیشن تک پہنچ جاتا ہے۔

دیکھ بھال کے ذمہ دار انسانی اور انتظامی کیڈر:۔ ایئر کنڈیشنگ اور اس سے متعلقہ تمام کام دیکھ بھال اور دیگر کو آپریشن اور دیکھ بھال کے لیے معاون ایجنسی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اس میں درجنوں قومی انجینیرز اور تکنیکی ماہرین شامل ہیں جو مسجد نبوی ﷺ کے تمام نظاموں کی دیکھ بھال، تجدید اور ترقی پر کام کرتے ہیں۔ یہ عملہ ماہرین پر مشتمل ہے جو ایئر کنڈیشنگ سسٹم کی نگرانی اور جانچ کے لیے کام کرتے ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ کے امور کی ایجنسی ان کے سپرد کردہ تمام شعبوں میں ترقی کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں ہے تاکہ زائرین امن و سکون سے لطف اندوز ہو سکیں اور مسجد نبوی ﷺ میں عبادت کے دوران انہیں کسی قسم کی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔





زیارت نمبر # 125

مسجد نبوی کو روزانہ 300 کیوبک میٹر آبِ زم زم کی فراہمی

مسجد نبوی میں آبِ زم زم کا یومیہ اوسط استعمال تقریباً 300 کیوبک میٹر ہے۔ رمضان المبارک کے خصوصی پروگرام 'من الحرمین الشریفین' میں نشر ہونے والی رپورٹ کے مطابق مطلوبہ مقدار کو مکہ مکرمہ میں واقع کنگ عبدالعزیز ہائیڈرنٹ اسٹیشن سے 15 ٹینکروں کے ذریعے مدینہ منورہ منتقل کیا جاتا ہے۔



کنگ عبدالعزیز ہائڈرنٹ اسٹیشن کے ایک ذمہ دار نے بتایا کہ "اس اسٹیشن کو آبِ زم زم کے لیے مرکزی ہائیڈرنٹ کی حیثیت حاصل ہے جہاں مسجد حرام کو فراہم کیا جانے والا اور ٹینکروں کے ذریعے مسجد نبوی تک پہنچایا جانے والا تمام آبِ زم زم فلٹر کیا جاتا ہے"۔

تقریباً دس ہزار مربع میٹر کے رقبے پر قائم کنگ عبدالعزیز ہائیڈرنٹ اسٹیشن میں الٹراوائلٹ شعاؤں کے ذریعے آبِ زم زم کی فلٹریشن اور اسٹیریلائزیشن کا عمل مکمل کیا جاتا ہے اور اس کے بعد اسٹیشن کے 8 فلنگ پوائنٹس میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اسٹیشن کے نیچے 4 زیر زمین ٹینک ہیں جو 16.5 ہزار کیوبک میٹر آبِ زم زم ذخیرہ کرنے کی گنجائش رکھتے ہیں۔ اس پانی کو پمپوں کے ذریعے 50 کیوبک میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے بالائی ٹینک تک پہنچایا جاتا ہے جس کی گنجائش 500 کیوبک میٹر ہے۔ یہاں سے اس پانی کو اسٹیریلائزیشن اسٹیشن منتقل کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں حرمین شریفین کی جنرل پریذیڈنسی کے ایک ذمہ دار نے مسجد حرام میں گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ "ماضی میں آبِ زم زم کو برف ڈال کر ٹھنڈا کرنا پڑتا تھا تاہم اب الحمدللہ سارا پانی ٹھنڈا، فلٹر اور اسٹیریلائز کیا ہوا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس حوالے سے انتھک اور عظیم کوششیں کی گئی ہیں"۔

آبِ زم زم کی بھرائی کا عمل مکمل طور پر محفوظ طریقے سے پورا کیا جاتا ہے اور بھرائی کے بعد ٹینکروں کی چھت پر اور پیچھے کے حصے میں ایسے تالے لگائے جاتے جن کو کسی طور بھی کھولا جانا ممکن نہیں۔ بعد ازاں یہ ان تالوں کو ٹینکروں کے مسجد نبوی پہنچنے کے بعد وہاں موجود مخصوص متعلقہ حکام اپنے قبضے میں موجود دیگر چابیوں کے ذریعے کھولا کرتے ہیں۔





زیارت نمبر # 126

مسجد نبوی ﷺ کا سیکورٹی نظام

سعودی حکومت نے مسجد نبوی کی سیکورٹی کو یقینی بنانے کے لیے اسپیشل سیکورٹی فورسز کے بریگیڈ کا انتخاب کیا۔اس مقصد کے لیے اعلی ٹکنالوجی سے لیس ایک آپریشن روم چوبیس گھنٹے مصروف عمل رہتا ہے۔اس سلسلے میں ایک سیکورٹی ذمہ دار نے بتایا کہ "مسجد نبوی شریف کے امن وامان کو قائم رکھنے کے لیے ہمارے پاس اسپیشل فورس، جدید ترین ٹکنالوجی اور آلات سے لیس آپریشن روم اور اس ٹکنالوجی کی تربیت رکھنے والی افرادی قوت ہے"۔



سیکورٹی اہل کاروں کے ساتھ ساتھ 1300 کے قریب سیکورٹی کیمرے بھی نصب ہیں جن کے ذریعے مسجد نبوی کے ہر زاویے اور اس کے صحنوں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔اسی طرح مسجد سے ملنے والے راستوں کو بھی ہر آن نظر میں رکھا جاتا ہے تاکہ ہر لحہ بدلتی صورت حال سے باخبر رہا جاسکے۔

سیکورٹی ذمہ دار کے مطابق "سیکورٹی روم کی ذمہ داریوں میں حرم نبوی شریف کی صورت حال کا مسلسل جائزہ لینا، سیکورٹی اہل کاروں کو ہدایات دینا تاکہ وہ نمازیوں کو اژدہام کی جگہ سے نسبتاً کم رش کے مقام پر منتقل کریں اور سیکورٹی اہل کاروں کی مطلوبہ معاونت کی جگہ کی طرف رہ نمائی کرنا شامل ہیں"۔

اس سلسلے میں ٹکنالوجی اور افرادی قوت کے ارتقائی منصوبے پر مسلسل عمل درامد جاری ہے تاکہ نگرانی اور فوری مداخلت کی صلاحیتوں کو سعودی حکومت کے مستقبل کے ارادوں کی سطح تک پہنچایا جاسکے۔مملکت سال 2030ء سے قبل معتمرین اور حجاج کی تعداد کو 3 کروڑ تک پہنچانے کا ہدف رکھتی ہے۔

سعودی ویژن 2030 کے پروگرام میں حجاج اور معتمرین کی تعداد میں اضافے اور سعودی حکومت کے زیر انتظام ان افراد کو پیش کی جانے والی خدمات کا معیار بڑھانے پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔سعودی حکومت کے ارادوں کی سنجیدگی کا ایک منہ بولتا ثبوت، حرمین شریفین کی سیکورٹی کو بہتر سے بہتر بنانے میں روپوش ہے۔





زیارت نمبر # 127

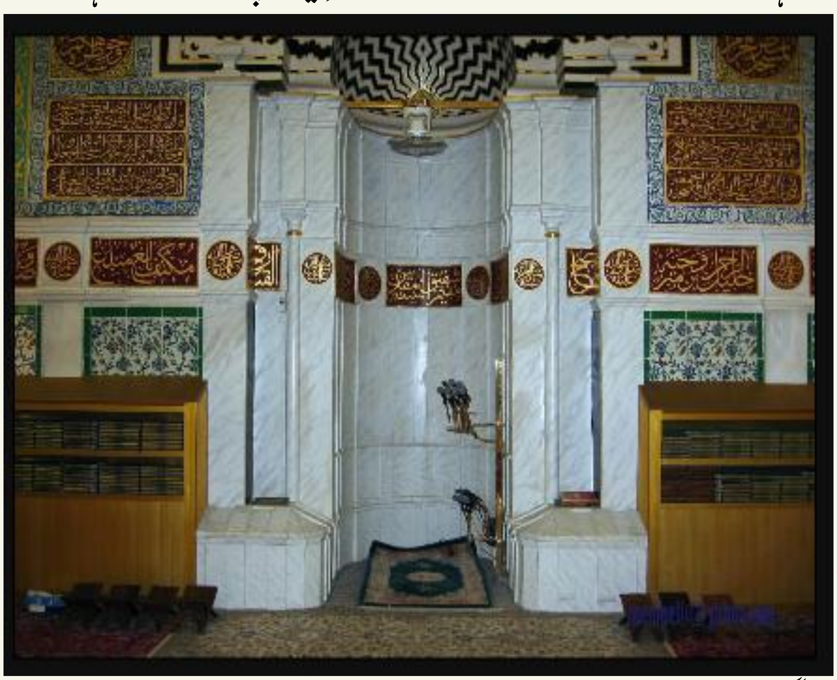
مسجد نبوی کا ساؤنڈ سسٹم

سعودی عرب میں مسجد نبوی کا ساؤنڈ سسٹم دنیا کا بہترین ہے اور یہ اعلیٰ معیار کا حامل ہے، اسے دنیا کے اعلیٰ ترین ساؤنڈ سسٹم میں سے ایک مانا جاتا ہے۔ سبق ویب سائٹ کے مطابق مسجد نبوی کے ساؤنڈ سسٹم میں 600 جدید ترین آلات نصب ہیں۔ ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لیے متبادل سسٹم بھی چوبیس گھنٹے تیار رہتا ہے۔ مسجد نبوی ساؤنڈ سسٹم کے ذریعے پانچوں وقت کی نمازوں، لیکچرز اور علمی پروگرام زائرین کو سنوائے جاتے ہیں۔ مسجد نبوی کے پرانے حصے میں 114 سپیکر ہیں۔ مسجد نبوی کا ساؤنڈ سسٹم نہایت منظم اور مربوط ہے اور ہر پہلو سے جائزہ لے کر تیار کیا گیا ہے۔ اس کے لیے باقاعدہ کنٹرول روم بنا ہوا ہے۔ مسجد نبوی کے ایک، ایک حصے میں آواز کی عمدہ ترسیل کو یقینی بنانے کے لیے انجینیئر اور ٹیکنیشن 24 گھنٹے ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی کے کسی بھی حصے میں آواز کا اتار چڑھاؤ کیسا ہے اس کا آواز پیما آلے کے ذریعے پتہ لگالیا جاتا ہے۔ ساؤنڈ سسٹم کے حوالے سے مسجد نبوی کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پرانی مسجد، اذان اور تکبیر والا سٹینڈ (مکبریہ)، مسجد نبوی کی پہلی توسیع والی عمارت، دوسری توسیع والی عمارت، (الحصوتین)، چھت، صحن اور مینارے شامل ہیں۔ مسجد نبوی کی انتظامیہ کا کہنا ہے کہ ہر اذان، نماز اور خطبے سے قبل ساؤنڈ سسٹم چیک کیا جاتا ہے۔ اذان سے آدھے گھنٹے قبل سپیشل انجینیئر ہر مائیکروفون کے موثر ہونے کا پتہ لگاتا ہے۔ اس کے ہمراہ ایک انجینیئر اور ایک آپریشنل ٹیکنیشن ہوتا ہے۔



مسجد نبوی کے میناروں پر سپیکرز کی تعداد 84 ہے۔

مسجد نبوی کے پرانے حصے میں 114 سپیکر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا پاور 70 ڈبلیو ہے۔ (الحصوتین) میں 14 سپیکر ہیں ان میں سے ہر ایک کا پاور 125 ڈبلیو ہے۔ پہلی توسیع والی عمارت میں سپیکرز کی تعداد 179 ہے ان میں سے ہر ایک کا پاور 16 ڈبلیو ہے۔ مسجد نبوی کی دوسری توسیع والی عمارت میں سپیکر کی تعداد 1920 ہے اور ہر سپیکر کا پاور 16 ڈبلیو ہے۔ مسجد نبوی کی چھت پر 555 سپیکرز نصب ہیں اور ہر ایک کا پاور 30 ڈبلیو ہے۔ مسجد نبوی کے میناروں میں سپیکرز کی تعداد 84 ہے ہر ایک کا پاور 200 ڈبلیو ہے جبکہ مسجد نبوی کی دیوار اور طہارت خانوں میں 14 سپیکر لگے ہوئے ہیں ان میں سے ہر ایک کا پاور ایک ہزار ڈبلیو ہے۔ تہ خانے میں 71 سپیکرز ہیں۔ ہر ایک کا پاور 15 ڈبلیو ہے۔ حرم شریف کے احاطے کے باہر 25 سپیکرز ہیں اور ہر ایک کا پاور 70 ڈبلیو ہے۔ مسجد نبوی کے پرانے حصے میں 5 بالائی مائیک محراب، چھ مڈل مائیک محراب اور تین زیریں مائیک محراب کے لیے 5 مکبریہ (اذان و تکبیر کا چبوترہ) اور 7 مائیک منبر میں لگے ہوئے ہیں۔ اس طرح قدیم مسجد نبوی میں 31 مائیک استعمال ہو رہے ہیں۔



زیارت نمبر # 128

جنت البقیع

Location: https://goo.gl/maps/vtWHt7366FqrZqwd7

جنت البقیع مدینہ منورہ کا تاریخی قبرستان ہے۔ یہ مسجد نبوی کی شرقی دیوار کے ساتھ ہی واقع ہے۔ پہلے مسجد اور قبرستان کے درمیان ایک محلہ تھا لیکن 1985ء کی تعمیر و توسیع کے بعد مسجد اور بقیع میں کوئی فاصلہ نہیں رہا۔ یہ قبرستان روضہ انور سے محض دو منٹ کے پیدل فاصلے پر ہے۔ اس کا دروازہ عموماً فجر اور عصر کے بعد کھولا جاتا ہے۔ یہاں پہنچ کر مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ میرے سامنے ہے۔

یہاں مدفون 10000 صحابہ، ہزاروں تابعین، تبع تابعین اور ان کے بعد امت کے بے شمار علماء و صالحین۔ یہاں مدفون صحابہ میں سب سے مشہور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادیاں سیدہ زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنھن بھی یہیں دفن ہیں۔ امہات المومنین بھی، سوائے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے، سب کی سب یہیں ہیں۔

آپ کے صاحبزادے ابراہیم اور نواسے حسن رضی اللہ عنہما بھی یہیں ہیں۔ تابعین میں سب سے مشہور سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ بھی یہاں ہیں۔ امام مالک علیہ الرحمۃ بھی اسی قبرستان میں دفن ہیں۔



زیارت نمبر # 129

مسجدِ نبوی صلیٰ اللہ علیہ وآلیہ وسلم (Library) لائبریری

Location: https://maps.app.goo.gl/5PbesiVXacX9Shuy8

سعودیہ والے لائبریری کو مکتبۃ بولتے ہیں۔ مسجد نبوی ﷺ میں لائبریری مسجد نبوی ﷺ کے اندر مغرب کی جانب گیٹ نمبر 10 کے ساتھ ہے۔لائبریری مسجد نبوی ﷺ کی دوسری منزل پر ہے۔الیکٹرانک سیڑھیوں سے اوپر جاتے ہیں۔مسجدِ نبوی ﷺ کے گیٹ نمبر 6 سے 15 تک مغرب کی جانب ہیں،ان گیٹوں کی جانب سے لائبریری نزدیک ہے۔ تمام زائرین کو لائبریری میں جانب کی اجازت ہے۔

مسجد نبوی سے متصل لائبریری کو شہر پیغمبر حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے باسیوں اور زائرین کے لیے ایک علمی مرکز کا درجہ حاصل ہے۔شہر مدینہ اوراطراف واکناف سے روضہ رسول پر حاضری دینے کے لیے آنے والے عاشقان رسول حسب توفیق اس علمی اور بحر ذخار سے استفادے کی کوشش کرتے ہیں۔اس طرح مسجد نبوی کی لائبریری علم ومعرفت کا ایک اہم مرکز بن چکی ہے۔



سنہ 1352ھ کو بانی سعودی عرب شاہ عبدالعزیز نے مسجد نبوی میں ایک لائبریری کے قیام کی تجویز پیش کی۔ چنانچہ سید احمد یاسین کی زیر نگرانی لائبریری کا قیام عمل میں لایا گیا۔اس وقت مسجد نبوی میں باب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی بالائی منزل کو لائبریری کا درجہ دیا گیا۔یہ باب مسجد نبوی کی پہلی توسیع کی سمت میں مسجد کے شمال مغرب میں واقع ہے۔سنہ 1428ھ کو حرمین شریفین جنرل پریذیڈینسی سعودی حکومت کے دور میں مسجد نبوی کی دوسری توسیع کیۓ بعد لائبریری شمال مغرب کی طرف منتقل کی۔دوسری توسیع میں لائبری کے تمام ہال وسیع کیے گئے۔لائبریری تک رسائی کے لیے باب نمبر 10 کی طرف سے ایک برقی زینہ بھی تیار کیا گیا۔

لائبریری کو تشنگان علم کے لیے پورا سال دن کے چوبیس گھنٹے اور ہفتے کے ساتوں دن کھلار کھا جاتا ہے۔اس میں زائرین اور محققین کے آرام کے لیے بھی جگہ موجود ہے اور 10 مختلف نوعیت کی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔لائبریری کا انتظامی دفتر اور دفتر برائے اطفال یونٹ ایک بڑے ہال پر مشتمل ہے۔اس میں روشنی،ایئر کینڈیشن، سردیوں میں گرمی،زمزم کی فراہمی،کرسیوں،میزوں،قالینوں،کمپیوٹر اور دیگر جدید آلات سمیت ہر طرح کی سہولت مہیا کی گئ ہے۔مسجد نبوی میں مجموعی طور پر

516 الماریوں میں ایک لاکھ 76 ہزار کتب کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ان کتب میں بڑی تعداد میں خریدی گئی کتابیں اور بہت سی مفت میں عطیہ کی گئی کتب شامل ہیں۔ لائبریری کو اوسطاً ایک گھنٹے میں 300 افراد وزٹ کرتے ہیں۔کتب کی درجہ بندی کرتے ہوئے 72 اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔کتب کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق تیار کی گئی ہے۔



بچوں کے لیے مخصوص سیکشین میں سیرت نبوی، کہانیوں اور دیگر بچوں کے لٹریچر کی 130 موضوعات پر کتب موجود ہیں۔لائبریری میں مخطوطات سیکشن پہلی منزل اور باب عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں قائم ہے۔ مخطوطات میں کتب، پرانے زمانوں کے قرآن پاک کے نسخے، ڈیجیٹل تصاویر اور جدید آلات اور کمپیوٹر بھی موجود ہیں۔ دنیا بھر میں لکھے گئے قرآن پاک کے 600 مصاحف، 250 مطبوعہ نسخے، 1040 مجلد اور 1550 عنوانات پر رسالے اور 2 لاکھ 60 ہزار ڈیجیٹل مخطوطے محفوظ ہیں۔ لائبریری کی کتب کی سالانہ کی بنیاد پر چھانٹی کی جاتی ہے۔ تقریباً ہر سال 12 ہزار کتابوں کی جلد کی جاتی ہے یا انہیں نئے سرے سے طبع کیا جاتا ہے۔

اللہ سُبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو مدینہ شریف اور مسجدِ نبوی ﷺ کی حاضری کی سعادت عطا فرمائے، آمین۔



زیارت نمبر # 130

جنازہ گاہ

Location: https://maps.app.goo.gl/ieutoawrE2pEyPka8

نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کوئی میت ہو جاتی تو اس کی نماز جنازہ اسی صحن میں ادا کی جاتی اس لیے یہ جگہ مصلی الجنائز (جنازہ گاہ) سے مشہور ہوئی۔

باب جبرائیل علیہ السلام سے باہر نکلتے ہوئے دائیں جانب جنازہ گاہ کا یہ احاطہ موجود ہے۔ماضی قریب میں یہ جگہ عام نمازیوں کیلئے کھولی تھی لیکن اب اس کو ایسی چیزوں کیلئے خاص کر دیا گیا ہے جو روزانہ مسجد نبوی ﷺ میں استعمال ہوتی ہیں۔



زیارت نمبر # 131

مسجد نبوی میں 'الساعاتی' کا کام کیا ہے؟

سعودی عرب مسجد نبوی میں دو طرح کی گھڑیاں نصب ہیں ایک تو وہ جو خود کار نظام سے چلتی ہیں اور دوسری وہ ہیں جو شمسی گھڑیاں کہلاتی ہیں۔ شمسی نظام والی گھڑیوں شمسی نظام سے چلنے والی گھڑیوں کے منتظم کو الساعاتی سے نماز کے اوقات کا منتظم ساعاتی کہلاتا ہے۔ مسجد نبوی میں یہ وظیفہ 400 برس سے زیادہ عرصے سے رائج ہے۔ کے نام سے جانتے ہیں۔ 63 سالہ ساعاتی عبدالغفور بن عبدالغنی کا کہنا ہے کہ وہ اس خدمت پر 35 برس سے مامور ہیں۔ روزانہ نماز عشا کے بعد مسجد نبوی میں نصب مسجد نبوی میں شمسی گھڑیوں میں اوقات نماز سورج کے طلوع، غروب اور زوال کے حساب سے سیٹ کرتے ہیں۔ شمسی گھڑی مسجد نبوی میں باب الرحمہ پر نصب ہے باب الرحمہ کے بائیں جانب شمسی گھڑیاں نصب ہیں جبکہ مسجد نبوی میں اوقات نماز کی رہنمائی کے لیے خود کار نظام سے چلنے والی متعدد گھڑیاں نصب ہیں۔





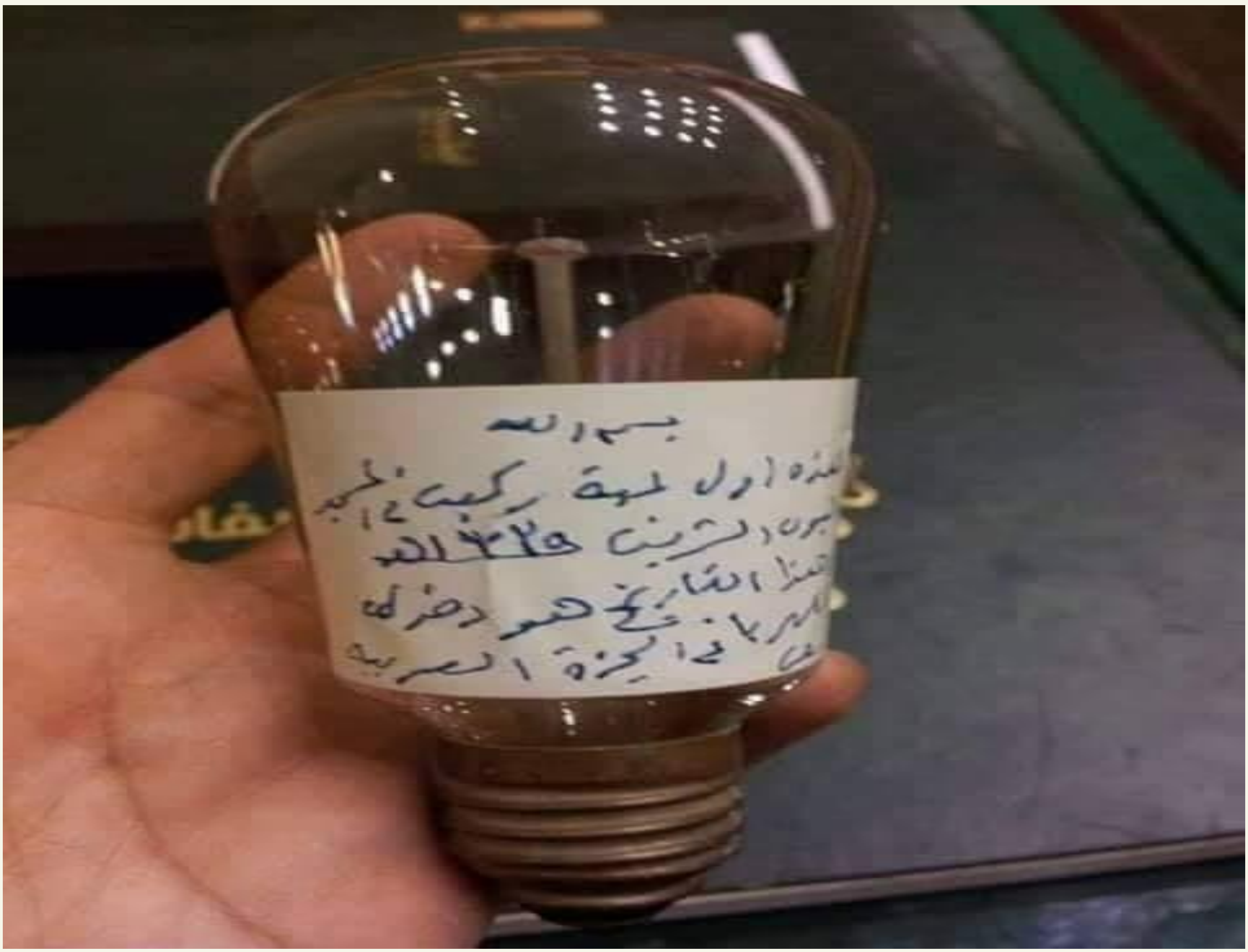
زیارت نمبر # 132

مسجد نبوی شریف میں لگایا گیا پہلا بلب

یہ بلب سنہ 1325ھ یعنی آج سے 115 سال پہلے مسجد نبوی شریف میں لگایا گیا پہلا بلب تھا جس نے روایتی شمعوں کو بجھا کر روضہ رسول ﷺ کو بجلی کی روشنی سے منور کر دیا تھا۔ عثمانی خلیفہ سلطان عبدالحمید کے دور میں مسجد نبوی کی توسیع 1265ھ سے 1277ھ تک جاری رہی اس وقت مسجد نبوی شریف میں تیل کے ذریعے روشن ہونے والے 600 دیے استعمال کیے جاتے تھے۔ سلطان عبدالحمید ہی کے دور میں مسجد نبوی میں بجلی کا پہلا بلب 25 شعبان 1326ھ کو روشن ہوا۔

شاہ عبدالعزیز آل سعود کے دور میں 1370ھ سے 1375ھ تک مسجد نبوی کی مزید توسیع کی گئی اس دور میں مسجد نبوی میں کل 2427 بلب موجود تھے۔

مسجد نبوی کے مورخ محمد السید الوکیل کا کہنا ہے کہ ابتداء میں مسجد نبوی کو روشن رکھنے کے لیے کھجور کے پتے جلائے جاتے تھے۔ سنہ 9ھ میں حضرت تمیم الداریؓ فلسطین سے مدینہ منورہ آئے اور تیل سے مسجد میں دیا روشن کیا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پہ مسجد نبوی میں پہلا چراغ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ نے روشن کیا تھا۔



زیارت نمبر # 133

مسجد نبوی میں روشنی کے انتظامات کی تاریخ

مسجد نبوی میں ایک زمانے میں قدیم انداز سے چراغاں کیا جاتا تھا۔ عصر حاضر میں جدید سہولتوں سے کیے گئے روشنی کے انتظامات کے بعد اس کی شکل بدل گئی ہے۔ اب ایسا لگتا ہے کہ مسجد نبوی روشن موتیوں کے مجموعے میں تبدیل ہو گئی ہے۔



ایس پی اے کے مطابق مسجد نبوی میں بجلی کے قمقمے پہلی بار 1327ھ مطابق 1909 میں لگائے گئے تھے۔ تب سے اب تک مختلف شکل و صورت اور سائز کے بلب جدید ترین ٹیکنالوجی کی مدد سے نصب کیے جا رہے ہیں۔ روشنی کے انتظامات مسلسل تبدیل ہو رہے ہیں اور ماضی کے مقابلے میں بہتر سے بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ مسجد نبوی میں 30 سے زیادہ قسم کے روشنی کے آلات نصب ہیں۔ ان کی تعداد ایک لاکھ 18 ہزار سے زیادہ ہے۔ یہاں مختلف سائز کے فانوس ہیں۔ ان کی تعداد 304 ہے۔ یہ فانوس مسجد کی قدیم عمارت اور اس کی دوسری توسیع والی عمارت میں نصب ہیں۔

مسجد نبوی میں 30 سے زیادہ قسم کے روشنی کے آلات نصب ہیں۔ ان کی تعداد ایک لاکھ 18 ہزار سے زیادہ ہے۔ یہاں مختلف سائز کے فانوس ہیں۔ ان کی تعداد 304 ہے۔ یہ فانوس مسجد کی قدیم عمارت اور اس کی دوسری توسیع والی عمارت میں نصب ہیں۔ دوسری جانب مسجد نبوی کے ستونوں پر 8 ہزار سے زیادہ بلب لگے ہوئے ہیں۔ 11 ہزار ایسے ہیں جن پر اللہ کا نام لکھا ہے۔ یہ مسجد نبوی کے اندر مختلف گوشوں اور دالانوں میں نصب ہیں۔ کئی بلب ایسے ہیں جو ایک ہزار تا دو ہزار واٹ کے ہیں۔ یہ مسجد نبوی کے صحنوں اور میناروں کو روشن کرنے کے لیے لگائے گئے ہیں۔

زیارت نمبر # 134

مسجد نبوی ﷺ میں موجود سلطنتِ عُثمانیہ کی یادگار

مسجد نبوی ﷺ میں موجود سلطنتِ عُثمانیہ کی یادگار پر سلطان عبدالحمید خان الثانی کا طغراء "باب السلام"



روضۂ رسول ﷺ کی طرف جانے والا تاریخی دروازہ جسے باب السلام پکارا جاتا ہے جس پر آج بھی سلطنت عثمانیہ کے آخری بااختیار سلطان عبدالحمید خان الثانی کا طغراء موجود ہے.. آپ کو خادم الحرمین الشریفین کا لقب حاصل تھا اور حرم رسول ﷺ ک و جس قدر ادب و احترام کیساتھ آپ نے تعمیر کروایا اسلامی تاریخ میں اِس کی مثال نہیں ملتی. اللہ کریم آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے. آمین

زیارت نمبر # 135

قرآنی آیات خط کوفی میں

Location: https://goo.gl/maps/zintUJDoFGp7QFMu8

سلطان عبدالحمید نے چار تختیاں جن پر قرآنی آیات خط کوفی میں درج تھی مسجد النبوی ﷺ میں نسب کروائیں

دو تختیاں جن پر

لقد جاءكم رسول من أنفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رءوف رحيم

اور

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

درج ہے محراب عثمانی کے دونوں طرف نسب کی گئی۔ جبکہ دوسری دو جن پر

نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ

اور

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً

الموجہ الشریف کے دونوں جانب نسب کی گئی ہیں۔

كتبه المؤرخ سعادة الأستاذ عبدالعزيز إبراهيم بالي 1436/6/18هـ









زیارت نمبر # 136

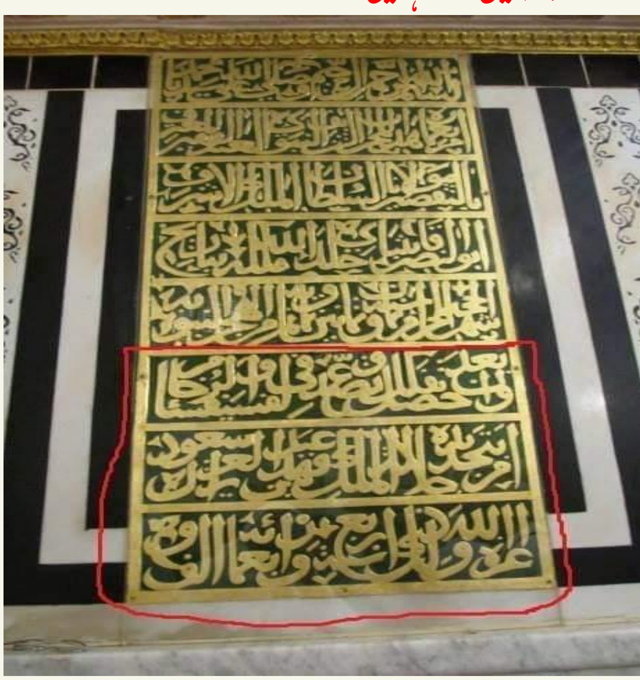
پانچ سو سولہ سال کا فاصلہ

Location: https://maps.app.goo.gl/XPh5PhJjhQmndUSZ6

اصل میں مسجد نبوی میں یہ وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازوں کی امامت فرمایا کرتے تھے۔اس مبارک دور میں یہاں کوئی محراب نہیں تھی جیسا کہ آج کل نظر آتی ہے۔بس مخصوص "مقام امامت" تھا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر نمازیں پڑھایا کرتے تھے۔سن ۸۸۸ ہجری میں مدینہ منورہ کے فرمانروا "اشرف قتبائی" جو اپنے آپ کو اللہ کا غلام کہتے تھے انہوں نے موجودہ محراب کو اس مقام امامت پر نصب کروایا جو ہمیں آج بھی مسجد النبوی شریف میں ریاض الجنہ میں ایستادہ نظر آتی ہے جس کی ہم سب بخوبی اس وقت زیارت کر لیتے ہیں جب ہم ریاض الجنہ میں موجود ہوتے ہیں۔سامنے سے اس محراب کی زیارت خواتین بھی کر سکتی ہیں جب وہ ریاض الجنہ میں ہوں لیکن اس محراب کی اس عقبی دیوار کی زیارت صرف مرد حضرات کر سکتے ہیں کیوں کہ موجودہ دور میں ریاض الجنہ کے آگے والی صفوں تک خواتین کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔مرد حضرات جب باب سلام سے مسجد النبوی میں داخل ہو کر روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب بڑھ رہے ہوتے ہیں تو محراب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ چھوٹی سی عقبی دیوار روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے اندازا سات آٹھ گز پہلے الٹے ہاتھ پر نظر آتی ہے جس پر یہ آٹھ سطور لکھی ہیں جو تصویر میں نظر آرہی ہیں۔پہلی پانچ سطور آٹھ سو اٹھاسی ہجری میں اسوقت کے فرمانروا "اشرف قتبائی" نے تحریر کروائی تھیں اور پانچ سو سولہ سال تک اس مقام پر یہی پانچ سطور لکھی نظر آتی تھیں۔لیکن پانچ سو سولہ سال کے طویل عرصے کے بعد آج سے چالیس سال قبل سن چودہ سو چار ہجری میں سعودی فرمانروا "ملک فہد بن عبد لعزیز" جو اپنے آپ کو خادم حرمین شریفین کہلواتے تھے ,نے آخری تین سطور کا جنکو میں نے سرخ بریکٹ سے ظاہر کیا ہے اضافہ کیا۔

اضافہ کرتے وقت رسم الخط کو ویسا ہی رکھا گیا جو پانچ سو سولہ سال قبل تھا تا کہ اسکی خوبصورتی میں کمی نہ آیے۔سعودی فرمانروا "ملک فہد بن عبد لعزیز" نے اس مبارک محراب کی چودہ سو چار ہجری میں کیونکہ از سر نو تزیین و آرائش کروائی تھی اور اس لیے اس موقع پر ان تین نئی سطور کو اس میں شامل کیا گیا تھا۔لیکن علم نہ ہو تو دیکھنے سے بالکل یہ اندازہ نہیں ہوتا کہ چھٹی، ساتویں اور آٹھویں سطور کی تحریروں اور ابتدائی پانچ سطور کی تحریروں میں پانچ سو سولہ سال کا وقفہ ہے۔

اب آیے دیکھتے ہیں ان آٹھ سطور میں لکھا کیا ہے۔جو کچھ بھی لکھا ہے وہ عربی میں ہے تاہم ہم یہاں اسکا اردو ترجمہ پیش کر رہے ہیں:-



1۔ "اللہ کے نام سے جو رحمن اور رحیم ہے، اور ہو سلامتی ہمارے رہنما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر۔

2۔ یہ مقدس محراب، (اللہ کے) عاجز بندے کے حکم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ رکھی گئ

3۔ خود مختار حکمران، الاشرف،

4۔ ابو امام نصر قتبائی. اللہ ابدی اور عالی ہے۔

5۔ ۸۸۸ ہجری کے . ذوالحجۃ رحمہ اللہ تعالی الحجہ (حرمت والے مہینوں میں سے) میں۔



اسکے بعد جو نئی تین سطور ہیں انکا ترجمہ کچھ یوں ہے:-

6۔ اس کی تزئین و آرائش کا حکم اعلی حضرت طرف سے دیا گیا تھا

7۔ ملک فہد بن عبد 'عزیز السعود،

8۔ جو، اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔سال 1404 ہجری میں..

زیارت نمبر # 137

مدینہ منورہ میں 25 مساجد جہاں نبی اکرم ﷺ نے نمازیں ادا کیں

مدینہ منورہ میں 25 مساجد ایسی ہیں جہاں نبی اکرم ﷺ نے نمازیں ادا کیں

جامعہ اسلامیہ نے مدینہ منورہ میں ان 25 مساجد کی نشاندہی کی ہے جہاں نبی نے نمازیں ادا کی تھیں۔ 25 میں سے 19 مساجد ابھی تک قائم ہیں۔ - - - دینہ منورہ مدینہ منورہ میں اسلامی یونیورسٹی کی جانب سے منعقدہ سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے یونیورسٹی میں فیکلیٹی آف شریعہ کے رکن ڈاکٹر یوسف المغیربی نے کہا کہ مسجد نبوی الشریف میں نماز کی ادائیگی از کے برابر ہے۔ مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کی فضیلت کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ڈاکٹر المغیربی نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ ہر ہفتے کے روز مسجد قباء میں 2 رکعت نماز نفل ادا کیا کرتے تھے۔ حدیث شریف کے مطابق مسجد قباء میں نفل نماز ادا کرنے کا ثواب ایک عمرہ کے مساوی ہے۔ مدینہ منورہ کی مساجد کے بارے میں تحقیقی مقالہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر المغیربی نے کہا کہ تاریخی حوالوں سے نبی اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ کے بعض علاقوں میں تشریف لے جایا کرتے تھے تو وہاں صحابہ کرام کے کہنے پر وہاں نماز ادا کیا کرتے تھے تا کہ اس مقام پر مسجد تعمیر کی جاسکے۔ ڈاکٹر المغیربی نے بتایا کہ اس وقت بھی مدینہ منورہ میں 18 ایسی مساجد باقی ہیں جہاں نبی اکرم نے نمازیں ادا کی تھیں۔ ان مساجد میں سے بعض میں سے مسجد نبوی شریف، مسجد قباء، مسجد جمعہ، مسجد القبلتین، مسجد المستراح، مسجد الاجابہ، بنی حرام، الاسواف یا السجدہ، القیا، التوبہ، الادنی، المنارتین، مصبح، بنی بیاضہ، الرایہ، الشیخین، الفتح، بنی خطمہ شامل ہیں۔ المغیربی نے مزید کہا 7 مساجد کا محل وقوع معلوم کر لیا گیا ہے جہاں نبی اکرم نے نمازیں ادا کیں جن میں بنی ظفر، القرصہ، بنی قریظہ، الفضیخ، بنی جھینہ و بلی، عتنان بن مالک، مصلی شعب الجرار شامل ہیں۔ انہوں نے مزید کہا مسجد بنی ظفر جو بقیع الغرقد کے مشرقی جانب شارع شاہ عبدالعزیز پر واقع ہے جبکہ مسجد القرصہ حرہ الشرقیہ میں ایک فارم ہاؤس میں ہے۔



زیارت نمبر # 138

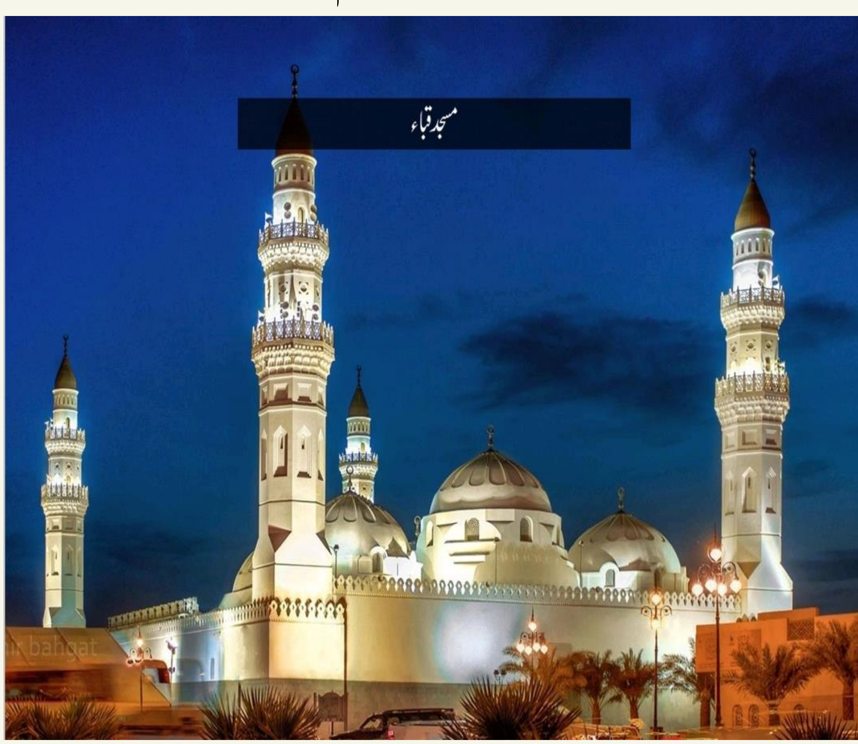
مسجد قباء

Location: https://maps.app.goo.gl/RYhK3r5wArqWagAf9

نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلا کام مسجد قباء کی تعمیر کا کیا، اس کا پہلا پتھر نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے رکھا، اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ایک ایک پتھر رکھا۔

قباوہ قابل دید تاریخی مقام ہے جس میں محبوب آقا ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے قبل آرام کیا تھا۔ قباء وہ تاریخی مقام ہے جہاں اسلامی تاریخ کی پہلی باقاعدہ مسجد تعمیر ہوئی تھی، آج قباء کا تعارف کرایا جائیگا۔ لاکھوں مسلمان، دنیا کے گوشے گوشے سے ہر سال ارض مقدس آتے ہیں۔ آنیوالے وہ بھی ہیں جو ملازمت کے ارادے سے آتے ہیں، آنیوالوں میں عمرہ وزیارت اور حج ویزے والے بھی ہوتے ہیں۔ یہ حضرات مدینہ منورہ پہنچتے ہیں تو مسجد قباء کی زیارت بھی کرتے ہیں۔ وہاں پہنچ کر محبوب آقا ﷺ اور صحابہ کرامؓ کی قربانیوں اور اسلام کی بقاواشاعت کیلئے ان کی مساعیٔ جمیلہ کی یاد تازہ کر کے اپنے ایمان کو تازگی بخشتے ہیں۔ قباء میں ہوتے ہیں تو تاریخی صفحات کی ورق گردانی کرتے سوچتے ہیں کہ کس طرح صحابہ کرامؓ اسلام کی اشاعت کی خاطر محبوب آقا ﷺ کیلئے سینہ سپر ہو گئے تھے اور کیسی کیسی قربانیاں دیکر دین حق کا بول بالا کیا تھا۔

قباء مدینہ منورہ سے ایک فاصلے پر بستی ہے جہاں انصار کے خاندان آباد تھے۔ وہی وہ مقام ہے جہاں آقائے نامدار ﷺ کی سواری پہنچنے پر مدینہ منورہ کے انصار استقبال کیلئے نکل کھڑے ہوئے تھے جہاں اسلامی تاریخ کی پہلی مسجد تعمیر ہوئی اور جس کی شہادت قرآن پاک نے دی ہے۔ مسجد قباء مدینہ منورہ کے جنوب میں واقع ہے، یہ مسجد نبوی شریف سے 5 کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اس میں ایک کنواں ہے جو ابو ایوب انصاریؓ کے نام سے مشہور ہے۔ قباء محلے میں ہونے کی وجہ سے مسجد کا بھی نام قباء رکھا گیا۔ شروع شروع میں مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کیا کرتے تھے۔ قبلہ تبدیل ہوا تو سب خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے لگے۔ قباء کے باسیوں نے مسجد قباء کا رخ تبدیل کرنا تھا تو رسول اللہ ﷺ وہاں تشریف لائے اور سب کے ساتھ ملکر قبلہ کا رخ متعین کیا اور ترمیم واصلاح میں حصہ لیا۔



معروف مؤرخ ڈاکٹر الفائدی مسجد قباء کی تاسیسی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ 2 حرّوں پر مشتمل ہے۔ مشرقی حرّہ جسے حرّۃ واقم کہا جاتا ہے اور مغربی حرہ جسے حرّۃ الوبرہ کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں حرّے جنوبی مدینہ منورہ میں کئی حروں سے جڑے ہوئے ہیں۔ یہ حرے، بیاضہ، شوران، اور قریظہ ناموں سے مشہور ہیں۔ قدیم زمانے میں یہاں آنے والے شمالی راستے سے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں انصاری قبائل دونوں حروں کے اطراف میں آباد تھے۔ خزرجی مغربی حرہ میں رہتے تھے، یہ مسجد نبوی شریف کے مغرب اور جنوب میں ہوتے تھے، سارے قبیلے ایک ساتھ نہیں تھے، ایک دوسرے کے آس پاس تھے۔ بعض گھرانے مسجد نبوی شریف کے قریب اور دیگر دور

خزرجی قبیلے کی شاخوں میں سے بنو سلمہ، بنو حرام تھے۔ اوس قبائل کے لوگ مشرقی حرہ کے مغربی اطراف میں آباد تھے۔



جب انصار کو پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر چکے ہیں اور مدینہ منورہ پہنچنے والے ہیں تو انصار روزانہ، صبح سویرے، مدینہ منورہ سے محبوب آقا ﷺ کے استقبال کیلئے قباء آجاتے، دھوپ ہوتی تو واپس چلے جاتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ ربیع الاول کے مہینے میں قباء پہنچے تو بنو عمرو بن عوف میں قیام کیا۔ آرام کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلا کام مسجد قباء کی تعمیر کا کیا۔ یہ مسجد کلثوم بن ہدم کی زمین پر قائم کی گئی۔ اس مسجد کا پہلا پتھر نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے قبلہ رخ رکھا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ نے ایک ایک پتھر رکھا۔ صحابہؓ نے اس کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نبی کریم ﷺ خود بھی مسجد کی تعمیر کیلئے کام کرتے رہے۔ اسلام میں سب سے پہلے یہی مسجد تعمیر کی گئی جو 8 تا 11 ربیع الاول کی 1ھ مطابق 3 ستمبر 632ء کے درمیان تعمیر کی گئی۔ سورۂ توبہ کی آیت 108 میں اسی مسجد کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے۔ جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی وہی اس کیلئے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں عبادت کیلئے کھڑے ہو، اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔ (التوبہ 108)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ "نبی کریم ﷺ مسجد قباء کی زیارت کیلئے کبھی سوار اور کبھی پیدل تشریف لے جاتے اور 2 رکعت نماز پڑھتے"۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے "جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد قباء میں 2 رکعت نماز ادا کرے تو اسے ایک عمرہ کا ثواب ملے گا"۔

منافقین نے اس مسجد کے بالمقابل ایک مسجد تعمیر کی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس میں نماز ادا کرنے کی دعوت دی۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور رسول اکرم ﷺ کو ان کے فریب سے آگاہ کیا اور یہ آیت پہنچائی: "کچھ اور لوگ جنہوں نے ایک مسجد بنائی اس غرض کیلئے کہ (دعوت حق کو) نقصان پہنچائیں اور (اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے کے بجائے) کفر کریں اور اہل ایمان میں پھوٹ ڈالیں اور (اس بظاہر عبادت گاہ کو) اس شخص کیلئے کمین گاہ بنائیں جو اس سے پہلے اللہ اور اس کے رسول کے خلاف برسرپیکار ہو چکا ہے، وہ ضرور قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہمارا ارادہ تو بھلائی کے سوا دوسری چیز کا نہ تھا مگر اللہ گواہ ہے کہ وہ قطعی جھوٹے ہیں، تم ہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا۔" (التوبہ 107)۔ قرآن کریم میں منافقین کی مسجد کو مسجد ضرار کا نام دیا گیا، رسول اکرم ﷺ نے اسے زمین بوس کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔

ڈاکٹر الفایدی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے انتقال فرما جانے کے بعد مسجد قباء کی تجدید کی گئی۔ خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفانؓ نے توسیع کرائی جبکہ عمر بن عبداللہ نے ولید بن عبدالملک کے عہد میں توسیع و اضافہ کرایا، اس کا مینارہ بنوایا اور دالان بنوائے۔ الموصل کے حکام میں سے پہلے جمال الدین الاصفہانی نے 555ھ میں مسجد قباء کی تجدید کرائی، پھر 671ھ میں تجدید ہوئی، آگے چل کر الناصر بن قداودن نے 733ھ میں تجدید کرائی۔ سعودی عہد میں مسجد قباء پر سب سے زیادہ توجہ دی گئی۔ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیزؒ نے اس کی تعمیرِ نو کا حکم صادر کیا تھا۔ اس موقع پر اس کا رقبہ کئی گنا بڑھا دیا گیا، پرانی عمارت کو ہموار کر کے نئی بنیادوں پر کام کرایا گیا، اس کے 4 مینارے بنائے گئے، قدیم نقشے کا خیال رکھا گیا۔ نئی مسجدِ قباء، جنوبی اور شمالی دالان کی شکل میں بنائی گئی، دونوں کے درمیان کھلا صحن بنایا گیا۔ دونوں دالانوں کو 2 طویل دالانوں کے ذریعے کسر قائمہ سے جوڑا گیا، اس کی چھت ایک دوسرے سے مربوط کی گئی، اس میں 6 بڑے گنبد ہیں، ہر ایک کا قطر 12 میٹر ہے۔ مسجد پر 56 چھوٹے گنبد ہیں، ہر ایک کا قطر 6 میٹر ہے۔ مسجد کی پوری عمارت 13600 مربع میٹر رقبے میں پھیلی ہوئی ہے، مسجد کے ساتھ ایک لائبریری اور زائرین کیلئے مارکیٹنگ ایریا بھی رکھا گیا ہے۔ قباء میں میٹھے پانی کا بندوبست ہے۔ قباء کا موسم خوشگوار رہتا ہے، گرمی کے عالم میں اگر مسجد قباء پہنچیں گے تو آپ کو معتدل آب و ہوا کا احساس ہو گا۔ مسجد قباء دور ہی سے نظر آتی ہے، تاریخی ہونے کے علاوہ منظر کے حوالے سے بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

زیارت نمبر # 139

مسجد قبا کے موجودہ ممبر شریف کی تاریخی حیثیت

Location: https://maps.app.goo.gl/RYhK3r5wArqWagAf9

اسلام کی پہلی مسجد "مسجد قبا" میں آج کل جو ممبر شریف (خطبہ دینے کی جگہ) موجود ہے جسکو تصویر میں چند سرخ ڈاٹ سے ظاہر کیا ہے، بہت تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور اس ممبر کو مدینہ المنورہ سمیت دنیا کی دوسری تمام مساجد میں رکھے ممبروں کے مقابلے میں ایک امتیازی اعزاز حاصل ہے۔



مسجد قبا میں رکھے موجودہ ممبر شریف کو یہ خاص اعزاز حاصل ہے کہ یہ مسجد قبا سے پہلے تقریبا ایک سو دس سال تک یعنی سن ۸۸۸ ہجری سن ۹۹۸ ہجری تک مسجد النبوی میں ریاض الجنہ کی زینت بنا رہا اور اس پورے عرصے میں مسجد النبوی سے جو بھی جمع اور عیدین کے خطبے دیے گیے وہ اسی ممبر پر کھڑے ہو کر دیے گیے۔

جب ۹۹۸ ہجری میں اسوقت کے سلطان "مراد" نے مسجد النبوی کے لیے نیا ممبر بنوایا تو اسکے حکم پر یہ ممبر مسجد قبا میں رکھ دیا گیا۔ اسلام کی اولین مسجد "مسجد قبا" کے علاوہ دنیا کسی اور مسجد کو یہ اعزاز حاصل نہیں کہ وہاں مسجد النبوی میں استعمال ہونے والا کوئی ممبر کبھی رکھا گیا ہو۔

یہ ممبر جو آپ تصویر میں دیکھ رہے ہیں سن ۸۸۸ اس وقت کے ایک بادشاہ "الاشرف قتبائی" نے مسجد النبوی شریف میں رکھوایا تھا۔ اور اس ممبر شریف کی قسمت دیکھیں کہ اس وقت سے اب تک یعنی چودہ سو تینتیس (1433) ہجری تک پانچ سو پینتالیس (545) سال سے مسلسل اس ممبر شریف سے جمع اور عیدین کے خطبے دیے جا رہے ہیں۔ پہلے ۱۱۰ سال مسجد النبوی کے خطبے اور اسکے بعد چار سو پینتیس سالوں سے مسجد قبا کے خطبے اس ممبر مبارک سے دیے جا رہے ہیں۔

ان سب تاریخی حقایق نے اس ممبر شریف کی اہمیت اور روحانیت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس لیے اب آپ جب بھی آپ مدینہ المنورہ میں بلایے جائیں اور مسجد قبا تشریف لے جائیں تو اس ممبر کو صرف نظر نہ کریں اور اس کی زیارت کا خاص اہتمام کریں۔

زیارت نمبر # 140

مسجد قبلتین

Location: https://maps.app.goo.gl/vNp21ujkY5btM4cs9

مسجد قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد اس مسجد کی اسلام میں تاریخی اہمیت ھے یہ مسجد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صلی االلہ علیہ وسلم سے تقریباً تین کلو میٹر کے فاصلے پر محلہ بنو سالم میں واقع ہے۔

ہجرت کے سولہ یا سترہ ماہ تک رسول اللہ صلی االلہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلّی خواہش تھی کہ مسجد الحرام مسلمانوں کا قبلہ بن جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار آسمان کی طرف رخ کر کے وحی کا انتظار کرتے تھے۔ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد قبلتین میں ظہر یا عصر کی نماز کی امامت کر رہے تھے کہ وحی نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت کے بعد اپنا رخ مسجد الحرام کی طرف کر لیا تمام صحابہ کرام نے بھی فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقلید کی۔ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۴۴ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی االلہ علیہ وسلم کی یہ خواہش پوری فرمائی ۔ ترجمہ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپکا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ہم ضرور آپکو پھیر دینگے اس قبلہ کی طرف جس میں آپکی خوشی ھے تو ابھی آپ پھیر لیجئے اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف





زیارت نمبر # 141

المصلی

آپ نے ایسی بہت سی تصویریں دیکھی ہونگی پر آپکو معلوم ہے کہ اس میں بہت کچھ ایسا نظر آرہا ہے جس کا علم شاید سب کو نہ ہو تو ضرور پڑھیں کیوں کہ یہ وہ کرہ ارضی ہے جس نے نہ جانے کتنی مرتبہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدمیں شریفین کو بوسہ کرنے کا شرف حاصل کیا ہوا ہے

مسجد نبوی کے جنوب میں چند میٹر کے فاصلے پر یہ چار مسجدیں بنی ہوئی ہیں جنکو میں نے چار مختلف رنگوں کے چوکور خانوں میں دیکھایا ہے- یہ چاروں مساجد اپنی جگہ انتہائی متبرک ہیں اور مدینہ میں آنے والے زائرین کے لیے انکی زیارت کچھ مشکل نہیں کیوں کہ یہ مسجد نبوی سے پیدل کے رستے پر ہیں جیسا کہ آپکو تصویر میں بھی نظر آرہا ہے لیکن مناسب رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے زائرین انکی زیارت سے محروم رہ جاتے ہیں-

نہ صرف یہ چاروں مساجد بلکہ یہ پورا علاقہ جہاں یہ چاروں مسجدیں موجود ہیں بہت متبرک ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ سے جڑے بہت سے تاریخی واقعیات نے اس پورے خطے کو متبرک بنا دیا ہے-

ان چاروں مساجد میں سب سے اہم مسجد نارنجی یعنی اورنج خانے میں نظر آرہی ہے جس کا نام "مسجد غمامہ" ہے- یہ وہ متبرک مسجد ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سخت دھوپ میں جب مدینہ قحط کی صورت سے دوچار تھا اور انسانوں سمیت جانور اور درخت تک سوکھ گئے تھے، اللہ سبحان وتعالی کی بارگاہ میں بارش کی دعا کی تھی تو دوران دعا بادل کا ایک ٹکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ فگن ہو گیا تھا اور فوری طور سے مدینہ میں بارش شروع ہو گی اور پورا مدینہ ہرا ابھرا ہو گیا- اس واقعہ کے وقت آپکے نو عمر نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے- اس واقعہ کی مناسبت سے اس مقام پر بنائی جانے والی اس مسجد کا نام "مسجد غمامہ" رکھا گیا کیوں کہ عربی میں غمامہ "بادل" کو کہتے ہیں-

اس کے علاوہ اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نمازیں بھی پڑھی ہیں اور قربانی کے اونٹ اور بھیڑیں بھی نحر یعنی قربان کی ہیں-

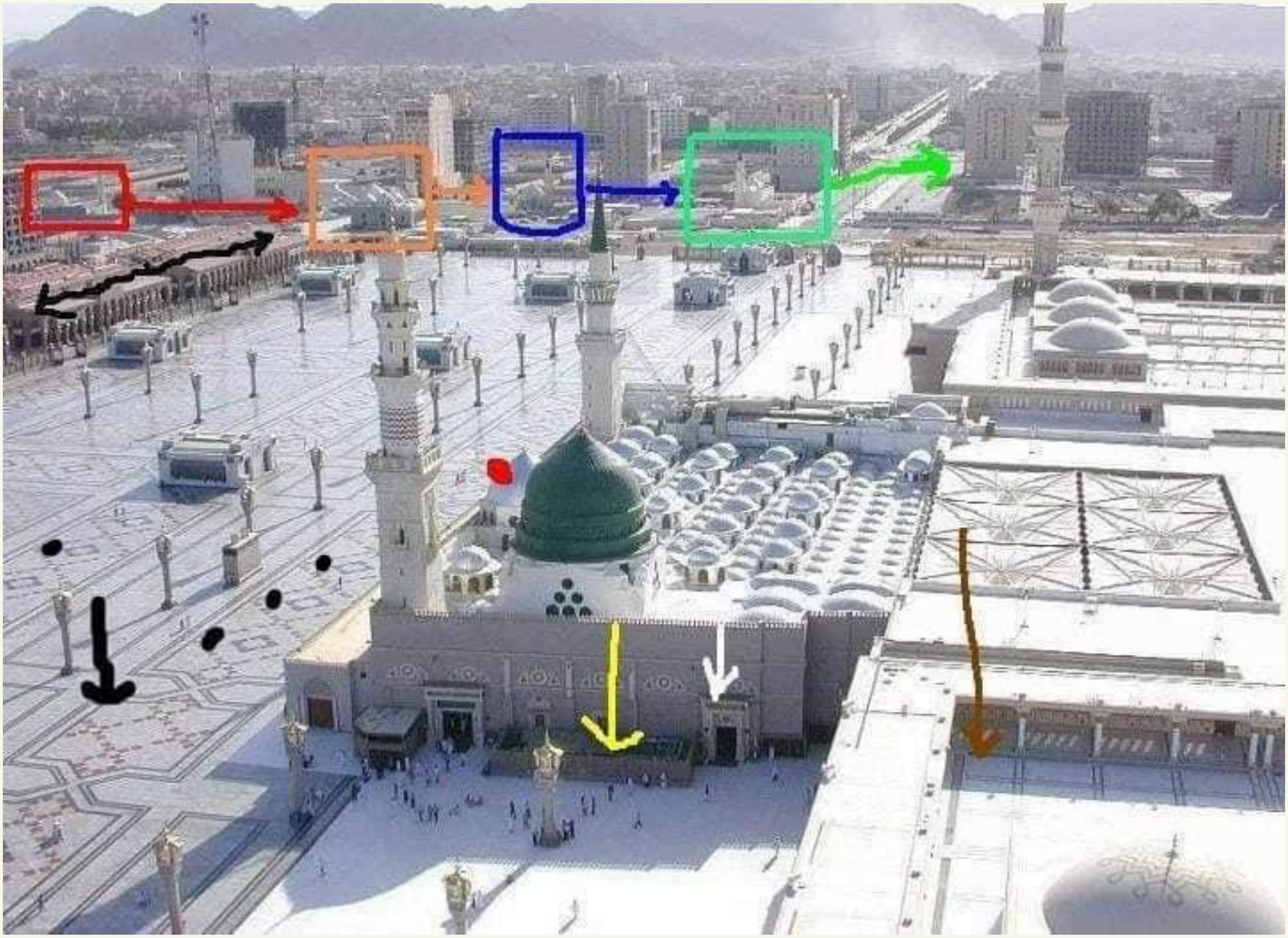
مسجد غمامہ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ کے بادشاہ "نجاشی" جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت محبت کرتا تھا اور دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکا تھا، کی موت کی خبر بھی اسی دن لوگوں کو دی جس دن اسکا انتقال ہوا حالانکہ اس وقت کمیونیکیشن کے کوئی ذرایع نہ تھا- اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقام پر نجاشی کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھائی تھی-

رسول مکرم سیدنا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے مدینہ منورہ واپس پہنچتے تھے تو آپ اس مقام سے گذرتے ہوئے قبلہ رخ ہو کر اللہ کریم سے دعائیں مانگتے تھے-

اس تصویر میں آپکو ایک براؤن عمارت بھی نظر آرہی ہے جس پر میں نے وضاحت کے لیے ایک کالے رنگ کا خط (یعنی لاین) کھینچ دیا ہے- یہ دراصل وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا اسلامی بازار قائم کیا تھا جو یہودیوں کے پہلے سے موجود بازاروں کے مقابل بنایا گیا تھا تاکہ مسلمان اپنی تعلیمات کے مطابق تجارت کر سکیں- اس اولین اسلامی بازار کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "مناسہ" رکھا تھا- یہ بازار آج بھی جدید تقاضوں کے ساتھ اپنی جگہ موجود ہے جیسا کہ آپکو تصویر میں نظر آرہا ہے-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا فانی سے پردہ فرمانے کے بعد خلفاے راشدین نے بھی ان مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی کرتے ہوتے وہ سب افعال کیے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کیا کرتے تھے اور اس لیے انہوں نے مسجد غمامہ کے ارد گرد اپنے قیام گاہیں بنائیں جو یادگار کے طور پر آج بھی موجود ہے۔

لال چوکور خانے میں جو مسجد نظر آرہی ہے وہ "مسجد عمر" ہے جبکہ نیلے چوکور خانے میں "مسجد ابو بکر صدیق" ہے اور ہرے رنگ کے خانے میں "مسجد علی" نمایاں ہے۔
ان چاروں مساجد سے ملحق پورا کرۂ ارضی جو میں نے مختلف رنگوں کے تیر سے جوڑا ہے ایک خاص نام سے جانا جاتا ہے اور اسی مخصوص خطے میں ان تمام تاریخی واقعیات کے ساتھ جو میں نے اوپر بیان کیے ہیں، اسلام کے ایک اہم قانون کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے حکم پر پہلی مرتبہ عملی مظاہرہ بھی کیا گیا تھا۔
یہ پورا علاقہ جہاں یہ چاروں مسجدیں قائم ہیں "المصلی کہلاتا ہے۔
"المصلی" کا لفظ "صلاہ" سے نکلا ہے جسکے معنی نماز کے ہیں اور کیوں اس پورے قطہ ارضی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور خلفا راشدین کی زندگیوں میں فرض نمازوں کے علاوہ بہت سی نماز عیدیں، نماز استسقا بارش کی نماز اور غائبانہ نماز جنازہ ادا کی گیئیں ہیں اس لیے اس پورے مقام کو "المصلی" کہتے ہیں۔
"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ اور سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالی کی ان دو احادیث مبارکہ "کو ملاحظہ فرمائیں تو آپکے علم میں یہ بات آجاتے گی کہ "المصلی" کے اس علاقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر کس اسلامی قانون پر پہلی مرتبہ عملدرآمد گی کرائی گیٔ۔



"سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ "فرماتے ہیں:-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد شریف میں تشریف فرماتھے کہ بنی اسلم کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا"---آے اللہ کے رسول مجھ سے زنا کا فعل سرزد ہو گیا ہے-------"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی جانب سے اپنی چہرہ مبارک دوسری جانب کر لیا-وہ شخص دوسری جانب چلا گیا اور یہی بات اسنے دوسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دھرائی-رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ انور اسکی طرف سے دوبارہ موڑ لیا-وہ شخص تیسری مرتبہ اس جانب آیا جس جانب سرکار سیدنا محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ انور کیا ہوا تھا اور اس شخص نے تیسری بار اپنے اس قبیح گناہ کا اقرار کیا-ہادی برحق سیدنا محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک ایک مرتبہ پھر اسکی جانب سے پھیر لیا-وہ شخص چوتھی بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "کے سامنے ان کھڑا ہوا اور اپنے فعل قبیح کی اسنے چوتھی مرتبہ تکرار کی-

اس موقع پر جب کہ وہ اپنے اس گناہ کی چار مرتبہ شہادت دے چکا تھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ "کیا تم ذہنی اعتبار سے پاگل ہو"اس شخص نے جواب دیا"نہیں"-

وہ شخص کیوں کہ شادی شدہ تھا،اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ اس شخص کو سگسار کر دیا جاتے-

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں "میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے اس شخص پر سنگ باری کی تھی ہم نے اسپر سنگ باری "المصلی" کے علاقے میں شروع کی تھی لیکن وہ شخص یہاں سے بھاگ کھڑا ہوا تا ہم نے کچھ فاصلے پر موجود "حرہ" کے علاقے میں اسے دوبارہ قابو میں کر کے اسے سنگسار کر دیا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا-

گویا یہ اوپر تصویر میں نظر آنے والا "المصلی" کا ہی علاقہ ہے جہاں قرانی تعلیمات کے مطابق زنا جیسے قبیح جرم کی سزا کا عملی مظاھرہ ہوا-

نوٹ:-اسلامی سزائیں دراصل دو لحاظ سے فائدہ مند ہیں-اول تو اس سے معاشرے کے دوسرے مجرموں کو سبق ملتا ہے اور جرائم نہ ہونے کے برابر ہو جاتے ہیں اور دوسرے مجرم کے ساتھ روز قیامت اللہ کا رحم کی توقع ہوتی ہے کیوں کہ وہ دنیامی شرعی سزا بھگت چکا ہوتا ہے اور یقینا"آخرت کی سزا کے مقابل تہ کچھ نہیں-

اسکے علاوہ اس تصویر میں "پیلا تیر"اس مقام کی نشان دہی کر رہا ہے جہاں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے جبکہ سفید تیر"باب جبریل"کو ظاہر کر رہا ہے جہاں ایک مرتبہ روح القدس سیدہ جبریل علیہ سلام نے انسانی شکل میں رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی تھی اور اس روح پرور ملاقات کو امان بی بی عائشہ نے اپنے حجرے مبارک سے دیکھا تھا جو اب روضۂ اقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اس دروازے کے اندر بالکل نزدیک موجود ہے-کتھئی تیر"باغ فاطمہ"کو ظاہر کر رہا ہے جہاں کمسنی میں بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کھیلا کرتی تھیں اور یہ مقام مسجد النبوی سے باہر رہا-اے سرخ ڈاٹ اس سفید گنبد کو ظاہر کر رہا ہے جو مسجد النبوی میں محراب عثمانی کے اوپر قایم ہے اور جہاں آج کل امام صاحب نمازوں کی امامت کرتے ہیں اور یہ امامت کا مقام"سیدنا عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور حکومت میں مقرر کیا تھا جو آج تک برقرار ہے-ظاہر ہے یہ گنبد اس کے بہت بعد بنایا گیا-اور دور جو پہاڑ نظر آرہا ہے,جس کے کونے ڈھلوان کی طرح ہیں جب عیر کہلاتا ہے جسکو رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا پہاڑ قرار دیا ہے کیوں کہ یہاں منافقین بستے تھے-عیر عربی میں گدھے کی ایک قسم کو کہتے ہیں اور مدینہ کی مقدس حدود اس سے پہلے پہلے ہیں-یہ مدینہ المنورہ کی حدود میں نہیں ہے-

زیارت نمبر # 142

مسجد شجرہ وابیار علی علیہ سلام

Location: https://goo.gl/maps/fgZLMf31JBvUxKJe7

مسجد شجرہ، مدینہ کے باہر کی اہم مساجد میں سے ایک اہم مسجد ہے اور احرام باندھنے کے لیے میقاتوں میں سے بھی ایک اہم میقات اور مسجد ہے۔ جو لوگ بھی حج بیت اللہ کے لیے مکہ مکرمہ جانے کا قصد کرتے ہیں چاہے وہ مسافر ہوں یا مکین وہ احرام باندھے بغیر اس شہر میں داخل نہیں ہو سکتے ہیں.۔ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کے راستے میں، مدینہ سے باہر، مسجد النبی (ص) سے ۸ کیلو میٹر جنوب میں، مسجد قبا سے تین کلو میٹر کے بعد ذوالحلیفہ علاقے میں مسجد شجرہ یا میقات ذوالحلیفہ واقع ہے۔

یہ مسجد ان لوگوں کا میقات ہے جو مدینہ منورہ سے حج یا عمرہ کے لیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ آں حضرت نے اپنی ہجرت کے چھٹے سال کے سفر کے دوران جس میں صلح حدیبیہ منعقد ہوئی اسی جگہ سے احرام باندھا، اور ساتویں سال میں عمرۃ القضا کے انجام دینے کے لئے اور دسویں سال حجۃ الوداع انجام دینے کے لئے وہی سے احرام باںدھا یہ قدرتی بات ہے کہ اس جگہ کی اھمیت دینی اعتبار سے اہم ہے اور ہمیشہ لوگوں کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی ہے۔ گزشتہ صدیوں میں اس جگہ کو "بئرعلی" یا "آبار علی" کے نام سے جانتے تھے حضرت امام صادق (ع) کی ایک روایت کے مطابق اس جگہ کو مختلف حصوں میں حضرت امام علی (ع) کو دیا گیا تھا اسی لئے پانی کے کنویں بھی حضرت علی ہی کے تھے جنہیں آبار علی کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ مسجد شجرہ اس جگہ واقع ہے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ جاتے وقت سمرہ درخت کے نیچے نماز پڑھی اور اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد شجرہ رکھا گیا ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ خداوند متعال نے حضرت رسول اکرم (ص) کے ذریعے، وحی کی سرزمین میں کچھ ایسے میقات معین کئے ہیں جو مقدس ہیں اور مسجد شجرہ بھی ان ہی مقدس جگہوں میں سے ایک ہے۔ جو مسلماںوں کے نزدیک کافی اھمیت کی حامل ہیں۔ مسجد شجرہ آٹھویں ہجری میں خستہ ہوئی لیکن پھر بھی لوگ اس کو استعمال کرتے تھے شاید پہلی تعمیر میں نماز پڑھنے کی جگہ اور ایک آنگن تھا۔ لیکن آٹھویں اور نویں صدی میں اس کے گرد ایک دیوار تھی، یہ مسجد عثمانی دور میں ۱۰۵۸ھ میں ہندوستاں کے ایک مسلمان کے ذریعے دوبارہ بنائی گئی اور اس کے لیے مینار بھی تعمیر کیا گیا۔ مسجد کی آخری تعمیر ملک فھد بن عبدالعزیز کے زمانے میں واقع ہوئی اور ایک بہت بڑے رقبہ پر مسجد اور اس سے ملحق ضروریات جیسے پارکینگ اور باتھ روم بنائے گئے، آج کل اس کا پورا رقبہ ۹۰ ھزار مربع میٹر ہے، مسجد کا رقبہ ۲۶۰۰۰ مربع میٹر ہے مسجد شجرہ مدینہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی مساجد کے درمیان ایک خوبصورت فن تعمیر رکھتی ہے۔





زیارت نمبر # 143

مسجد ابو بکر صديق رضي اللہ عنہ

Location: https://goo.gl/maps/FqDzHnFCC3obdB1WA

مسجد ابو بکر مسجد نبوی کے باہری صحن سے جنوب مغرب میں ۱۰۰ میٹر کی دوری پر واقع ہے،اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر



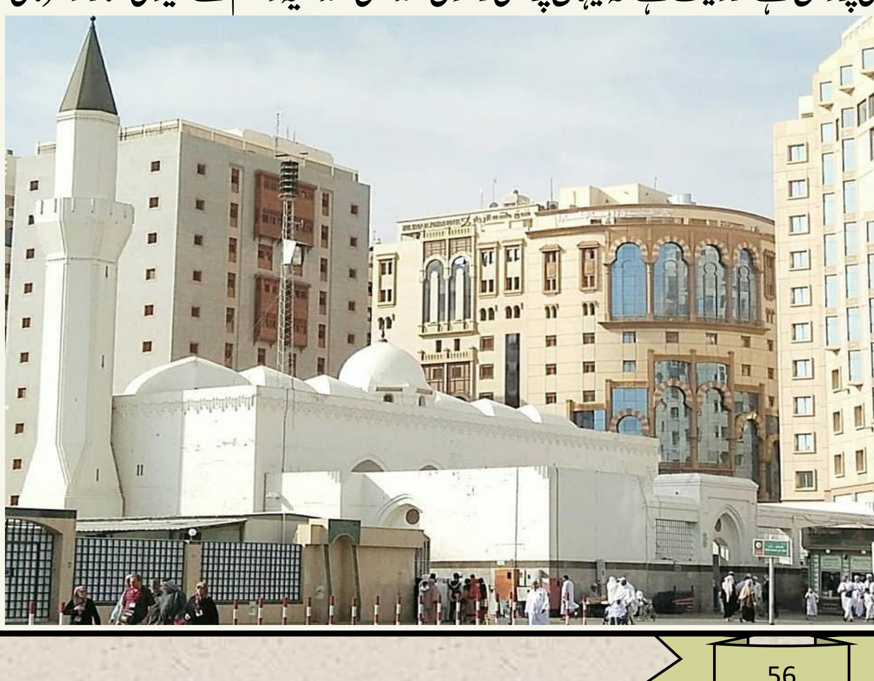
عید کی نماز ادا فرمائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضي اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں اس جگہ نماز عید ادا کی، جس کی وجہ سے اس کا نام مسجد ابو بکر رضي اللہ عنہ پڑ گیا،اس کی تعمیر اول حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد (۸۷-۹۳ھ /۷۰۶-۷۱۲ء) میں ہوئی،اس کے بعد سلطان عثمانی محمود ثانی نے (۱۲۵۴ھ /۱۸۳۸ء) میں اس کی تجدید کرائی۔ یہ مربع شکل کی ہے اور اس کا طول نو میٹر ہے، ہلکے کالے رنگ کے پتھر سے تعمیر شدہ ہے,اندر سفید رنگ کیا گیا ہے،اوپر ایک گنبد بنا ہے جس کی بلندی بارہ میٹر ہے، مسجد میں صحن ہے جس کا طول (۱۳) میٹر اور عرض (٦) میٹر ہے،ایک منارہ بھی ہے جس کی بلندی تقریباً ۱۵ میٹر ہے۔

زیارت نمبر # 144

مسجد علی بن ابی طالب رضي اللہ عنہ

Location: https://goo.gl/maps/bdjogSy2ifkeMiHr6

یہ مسجد، مسجد غمامہ کے شمال مغرب میں تقریباً تین سو (۳۰۰) میٹر کی دوری پر واقع ہے، روایت ہے کہ یہاں پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز ادا فرمائی



تھی، حضرت علی نے بھی اسی جگہ عید کی نماز ادا فرمائی۔ سب سے پہلے اس کی تعمیر حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد (سنہ ۸٦-۹۳ھ /۷۰٦-۷۱۲ء) میں ہوئی۔ اسکی متعدد مرتبہ تجدید ہوئی۔ آخری تجدید سنہ ۱۴۱۱ھ مطابق سنہ ۱۹۹۰ء میں انجام پائی۔ اسکی طرز تعمیر لمبی شکل کی ہے۔ طول مشرق سے مغرب اکتیس (۳۱) میٹر اور عرض بائیس (۲۲) میٹر ہے۔ یک دالانی چھت ہے جس کے اوپر سات گنبدیں بنی ہیں۔ سب سے بلند گنبد محراب کے اوپر ہے,اس کے شمال میں ایک کھلا ہوا لمبا صحن ہے۔ مسجد کا منارہ مشرقی دروازہ کے قریب ہی بنایا گیا ہے۔

زیارت نمبر # 145

مسجد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ

Location: https://maps.app.goo.gl/Wj3xtGyzvzVsaEHq7



مسجد ابو بکر رضي الله عنہ سے جنوبی سمت میں یہ مسجد واقع ہے، دونوں کے درمیان کا فاصلہ تقریباً (۲۰۰) میٹر ہے۔ اسکی تعمیر شمس الدین محمد بن احمد السلاوی نے سنہ ۸۵۰ھ/ ۱۴۴۶ء میں کرائی۔ اس کے محل وقوع کے بارے میں بھی خیال کیا جاتا ہے کہ یہاں پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عید ادا فرمائی تھی۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضي الله عنہ نے اپنے دور خلافت میں بھی اس جگہ نمازِ عید ادا کی۔ اسی نسبت سے اس مسجد کو مسجد عمر کہا جاتا ہے۔ اس کی تجدید عثمانی فرمانروا سلطان محمود ثانی نے سنہ ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء میں کرائی۔ پھر سلطان کے بیٹے سلطان عبدالمجید اول نے سنہ (۱۲۶۶ھ/ ۱۸۴۹ء) میں تجدیدی کام کرایا۔ مسجد مربع شکل کی ہے جس کا طول تقریباً آٹھ میٹر ہے۔ تعمیر پتھر کی ہے، اندر سفید رنگ کیا گیا ہے، چھت گنبد نما ہے جس کی لمبائی بارہ میٹر ہے۔ مسجد کے شمال مغرب میں ستون کے مثل منارہ ہے۔ جس کا طول آٹھ میٹر ہے، مسجد کا کھلا ہوا صحن ہے جس کا رقبہ (۳"۱۲م) ہے۔

زیارت نمبر # 146

مسجد عثمان بن عفان رضي الله عنہ

Location: https://maps.app.goo.gl/5kwHYwBVcqzZEoJo6



یہ مسجد نبوی کے جنوب مغرب میں چار سو پچاس (۴۵۰) میٹر کی دوری پر واقع ہے، یہ مسجد قریبی زمانہ (۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء) میں بنی ہے۔ اس مسجد کا رقبہ (۲۴"۱۶م) ہے۔ اسکے شمال مشرق میں ایک منارہ ہے جس کی بلندی ۴۵ میٹر ہے۔ مسجد کی عمارت کی چھت کے وسط میں ایک خوبصورت گنبد ہے۔

زیارت نمبر # 147

مسجد الغمامہ

جہاں رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی غائبانہ نمازجنازہ ادا کی

Location: https://goo.gl/maps/ErfDum8HNM8zLkpR9

سعودی عرب کی قدیم ترین مساجد کی فہرست میں ’مسجد الغمامہ ‘کو ہمیشہ اسلامی تاریخ کی یادگار سمجھا جائے گا۔ مدینہ منورہ سے باہر نکلتے ہی یہ مسجد آج بھی اسلام کے دور اولین کی یادتازہ کرتی ہے۔ مسجد الغمامہ کو یہ نام دینے کی وجہ تسمیہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے یہاں پر عید کی ایک نماز کی امامت فرمائی۔اس روز آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔اس لیے اسے الغمامہ کا نام دیا گیا۔اس کے علاوہ اسی جگہ رسول اللہ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کی غائبانہ نمازجنازہ ادا فرمائی تھی۔



مسجد الغمامہ مسجد نبوی سے جنوب مغرب میں 500 میٹر کی مسافت پر ہے۔اس مسجد کا شمار حجاز کی قدیم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ مسجد سعودی عرب کے ثقافتی ورثے کا حصہ ہے۔یہاں پر باضابطہ طور پر مسجد کی تعمیر عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ کے دور میں ہوئی تاہم اس کے بعد آج تک وقفے وقفے سے مسجد کی تعمیر و مرمت کا سلسلہ جاری رہا ہے۔مسجد الغمامہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ایک اس کا داخلی حصہ اور دوسرا مرکزی نماز ہال۔ مدخل مستطیل شکل میں قریباً 26 میٹر لمبا اور 4 میٹر چوڑا ہے۔اس کی چھت پر پانچ گنبد قائم ہیں۔وسطی گنبد مسجد کے داخلی حصے کے برابر اوپر ہے۔مدخل اندرونی حصہ مسجد کے شمالی سمت میں ہے۔مسجد کا رقبہ تیس میٹر اور چوڑائی پندرہ میٹر ہے۔مسجد کی دو گلیریاں ہیں۔مشرقی دیوار کے ساتھ مستطیل شکل کی دو کھڑکیاں ہیں جن کے اوپر دو چھوٹے روشن دان ہیں جب کہ ایک گول کھڑکی بھی بنائی گئی ہے۔مسجد کی مغربی دیوار کا نقشہ بھی ایسا ہی ہے۔جنوبی دیوار کے وسط میں محراب اور محراب کے دائیں جانے سنگ مرمر کا بنا ایک نو سیڑھیوں پر مشتمل مخروطی شکل کا منبر ہے۔مسجد کا مرکزی دروازہ لکڑی سے تیار کیا گیا ہے جس پر دور عثمانی میں مقدس عبارات تحریر ہیں۔مسجد کا مینار اس کے شمال مغربی سمت میں ہے۔مسجد کے بیرونی حصے کو سیاہ رنگ کے پتھروں سے ڈھانپا گیا ہے



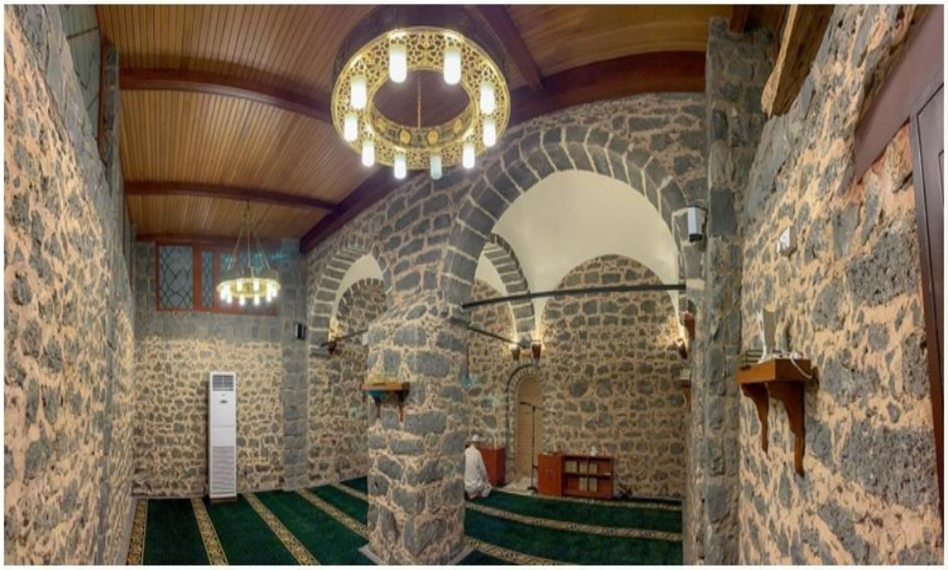
زیارت نمبر # 148

دور نبوی کی یادگار مسجد الدرع

Location: https://maps.app.goo.gl/FEmRzqccVFcmETC89

مدینہ میں دور نبوی کی یادگار مسجد الدرع کی شان و شوکت

مدینہ منورہ میں اسلام کی مقدس ترین یادگار مسجد نبوی کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سے اسلامی تاریخی مقامات بھی موجود ہیں۔ مدینہ منورہ میں تاریخی مسجد دور نبوت سے اپنی شان و شوکت کے ساتھ مسجد الدرع قائم و دائم ہے۔ درع عربی زبان میں زرہ بکتر کو کہتے ہیں۔ اسے مسجد شیخین، مسجد البداع اور مسجد العدوہ سے بھی یاد کیا جاتا



ہے۔ مسجد درع کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ جب حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ احد کے لیے مدینہ شہر سے باہر آئے تو کچھ دیر کے لیے اس مسجد میں قیام فرمایا۔ اسے مسجد شیخین، مسجد البداع اور مسجد العدوہ کے ناموں سے بھی یاد کیا جاتا ہے تاہم سب سے زیادہ مشہور الدرع نام ہے۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس مسجد میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد پر جاتے ہوئے زرہ بکتر زیب تن کی تھی۔ یہ مسجد مدینہ منورہ اور جبل احد کے درمیانی راستے میں واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے ساتھ عصر، مغرب اور عشاء اور اگلی فجر کی نماز ادا کی اور اس کے بعد جبل احد کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ مسجد الدرع کے حوالے سے جاری کی گئی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ یہ مسجد مدینہ منورہ اور جبل احد کے درمیانی راستے میں مشرقی جانب واقع ہے۔ اس مسجد سے تھوڑے فاصلے پر مسجد المستراح اور مسجد بنی حارثہ بھی موجود ہیں۔ اس مسجد میں غزہ احد سے واپسی پر رسول اللہ نے کچھ دیر قیام فرمایا۔ چودہ سو سال بعد آج بھی یہ مساجد اپنی تاریخی شان و شوکت کے ساتھ قائم و دائم ہیں۔ سعودی عرب میں آل سعود کی حکومت کے قیام کے بعد اور اس سے قبل تاریخی مساجد کو ضروری مرمت و تزئین کے مختلف مراحل سے گذارا گیا ہے۔





زیارت نمبر # 149

مسجد اجابہ (مسجد بنو معاویہ)

Location: https://maps.app.goo.gl/ehfvNBp6XyGMHUws6

مسجد نبوی کے شمال مشرق میں یہ مسجد (۵۸۰) میٹر کے فاصلہ واقع ہے، یہ عہد نبوی ہی میں بنو معاویہ کے محلہ میں تعمیر ہوئی تھی, اس لئے ان کے ہی نام پر اس کا نام پڑ گیا, پھر مسجد اجابہ کے نام سے مشہور ہو گئی, اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی اور دیر تک دعا میں مشغول رہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزیں مانگی, تو مجھے دو عطا فرمادی اور ایک کو منع فرمادیا:

(۱) میں نے یہ مانگا کہ میری امت قحط سالی سے ہلاک نہ ہو, تو میری یہ درخواست قبول ہو گئی۔

(۲) میں نے یہ دعا کی کہ میری امت غرق ہو کر نہ ہلاک کی جائے تو اللہ تعالی نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی۔

(۳) میں نے یہ دعا کی کہ میری امت میں آپسی انتشار و اختلاف نہ ہو تو میری اس دعا کو قبول نہیں کیا گیا۔

گذشتہ صدیوں میں متعدد بار اس کی تجدید و توسیع ہوتی رہی, آخری توسیع و تجدید خادم حرمین شریفین شاہ فہد کے زمانہ میں ہوئی جس میں اس کو مضبوط کنکریٹ سے تعمیر کیا گیا اور اس کے جنوب مشرقی کونے میں ایک منارہ تعمیر کیا گیا, شمالی سمت میں وضو خانہ بنایا گیا۔

مسلم، باب هلاك هذه الأمة بعضهم ببعض 2216/4 ([1])





زیارت نمبر # 150

مسجدِ جمعہ

Location: https://maps.app.goo.gl/6YicPSQs8MZ7Dpes5

مسجدِ جمعہ۔۔۔ جہاں رسول اللہ ﷺ نے پہلی جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔

نمازِ جمعہ مکہ معظمہ میں فرض ہو چکی تھی؛ لیکن اس کی سب سے پہلے ادائیگی مدینہ منورہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی، اس پہلے جمعہ میں 40 حضرات شریک تھے، پھر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے پہلا جمعہ قبا سے روانہ ہو کر محلہ بنو سالم بن عوف میں ادا فرمایا۔ جہاں بعد میں ایک مسجد بنا دی گئی، جو مسجدِ جمعہ کے نام سے موسوم ہوئی۔

مسجدِ جمعہ۔۔۔ جہاں رسول اللہ ﷺ نے پہلی جمعہ کی نماز ادا فرمائی۔

نبی اکرم ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت کے وقت مدینہ منورہ کے قریب بنو عمرو بن عوف کی بستی قبا میں چند روز کے لیے قیام فرمایا۔ قُبا سے روانہ ہونے سے ایک روز قبل جمعرات کے دن آپ ﷺ نے مسجد قبا کی بنیاد رکھی۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے، جس کی بنیاد تقوی پر رکھی گئی۔ جمعہ کے دن صبح کو نبی اکرم ﷺ قُبا سے مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔ جب بنو سالم بن عوف کی آبادی میں پہونچے تو جمعہ کا وقت ہو گیا، تو آپ ﷺ نے بطنِ وادی میں اُس مقام پر جمعہ پڑھایا جہاں اب مسجد (مسجد جمعہ) بنی ہوئی ہے۔ یہ نبی اکرم ﷺ کا پہلا جمعہ ہے

صحابہ کرام نے اس جگہ ایک مسجد تعمیر کی جسے حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے دور گورنری میں دوبارہ تعمیر کرایا۔ مسجد جمعہ کے علاوہ اس مسجد کے دیگر کئی نام بھی ہیں جن میں مسجد بنی سالم، مسجد وادی، مسجد غُبَیب اور مسجد عاتکہ شامل ہیں۔ سابق سعودی شاہ فہد بن عبد العزیز کے دور میں اس مسجد کی توسیع اور تعمیر نو مکمل ہوئی۔ اب اس کا کل رقبہ 1630 مربع میٹر ہے اور اس میں 650 نمازی عبادت کر سکتے ہیں۔ مسجد کے واحد گنبد کا قطر 12 میٹر ہے اور اس کے علاوہ چار چھوٹے قبے بھی ہیں۔ مینار کی بلندی 25 میٹر ہے۔ مسجد جمعہ قباء کی بستی سے 500 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔



زیارت نمبر # 151

مسجد ابوذر رضي الله عنه (مسجد السجدہ)

Location: https://maps.app.goo.gl/jmsr7PMu3TCGEwkg7

مسجد نبوی سے شمال کی سمت میں (۹۰۰) میٹر کی دوری پر یہ مسجد واقع ہے۔ مسجد السجدہ، مسجد الشکر وغیرہ کئی ناموں سے معروف ہے۔



مسجد شکر کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مسجد میں جبریل علیہ السلام نے آکر یہ بشارت دی کہ جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا اللہ تعالی اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے گا اللہ تعالی اس پر سلامتی نازل فرمائے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد میں سجدہ شکر ادا فرمایا۔ اس وقت یہ مسجد مسجد ابوذر کے نام سے معروف ہے۔ سعودی دور (۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء) میں اس کی توسیع نئے انداز پر نہایت اہتمام کے ساتھ ہوئی ہے۔

پوری حدیث شریف ملاحظه کریں: مسند احمد ۳/ ۱۳۰ نمبر (۱۶۶۴), مستدرک حاکم ۱/ ۲۲۲ وصححه, ووافقه الذہبی واحمد شاکر

زیارت نمبر # 152

مسجد رایہ (ذباب)

Location: https://maps.app.goo.gl/zVhBjT31VdFvZiCb6



یہ مسجد ایک چھوٹی سی پہاڑی ذُباب پر واقع ہے، یہ پہاڑی سلع پہاڑ کے نزدیک ہی شمال کی جانب ہے، اس پر بنی مسجد کو مسجد رایہ کہنے کی وجہ ایک روایت ہے کہ اس پہاڑی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غزوہ خندق کے موقع پر خیمہ نصب کیا تھا۔ یہ مسجد حضرت عمر بن عبد العزیز کے دور (۸۷-۹۳ھ /۷۰۶-۷۱۲ء) میں تعمیر ہوئی۔ اسکی شکل بھی چوکور ہے، رقبہ صرف ۶۱ میٹر ہے اور اونچائی پانچ میٹر، سعودی وزارت اوقاف نے اس کو اپنی قدیم شکل پر باقی رکھا ہوا ہے۔

زیارت نمبر # 153

مساجد فتح

Location: https://goo.gl/maps/Rpeto9RKCWo1fXmDA

سلع پہاڑ کی مغرب سمت میں مختلف زمانوں میں چھ چھوٹی چھوٹی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ان سب کا رقبہ تقریباً برابر ہی ہے۔ان کا ذکر مدینہ منورہ کی تاریخ پر لکھی جانے والی قدیم کتابوں میں مساجد فتح کے نام سے ملتا ہے۔اس وقت یہ مساجد سبعہ سات مساجد کے نام سے معروف ہیں۔

ان میں سب سے زیادہ مشہور مسجد فتح ہے جو اس جگہ پر بنائی گئی ہے جہاں غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیمہ لگایا گیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک اسی جگہ پر حملہ آور کفار کے لئے بددعا کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا قبول ہوئی۔

یہ مسجد حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں بنی۔اور متعدد بار اس کی تجدید ہوئی۔اخیر میں خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز کے عہد میں اس کا تجدیدی کام ہوا۔اس کا طول ۵ء۳''۵ء۸ میٹر ہے۔ صحن کھلا ہوا ہے جس کا طول ۵ء۸''۵ء۶ میٹر ہے۔

اس کے چند گز کے فاصلہ پر ہی بقیہ مساجد تھوڑی تھوڑی دوری پر واقع ہیں جن کے نام اس طرح ہیں: مسجد سلمان فارسی،اس کی نسبت حضرت سلمان فارسی صحابیر ضي اللہ عنہ سے ہے،انھی نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا،یہ مسجد پہاڑ کے ابتدائی حصہ میں ہے،اس سے متصل ہی مسجد ابو بکر صدیق رضي اللہ عنہ ہے،پھر مسجد عمر بن الخطاب رضي اللہ عنہ ہے اسکے ذرا فاصلہ پر مسجد علی رضي اللہ عنہ اور اس کے نزدیک ہی مسجد فاطمہ یا مسجد سعد بن معاذ ہے۔

یہ تمام ہی مساجد چھوٹی چھوٹی ہیں جن کے نہ تو مینارے ہیں اور نہ گنبد,ان میں مسجد ابو بکر رضي اللہ عنہ ڈھادی گئی ہے،اب ان مساجد کے قریب ہی ایک بڑی مسجد تعمیر کی گئی ہے جس کا نام مسجد خندق رکھا گیا ہے.

على الأحزاب في البخاري 1072/3rدیکھئے مسند أحمد 332/3، وأصل دعائه ([1])



زیارت نمبر # 154

مسجد فسح

Location: https://maps.app.goo.gl/Pthp4V2chQ7HpRXG7

مسجد فسح احد پہاڑ سے متصل غار کے نیچے ایک چھوٹی سی مسجد ہے مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کی جگہ جنگ احد کے دن لڑائی کے بعد نماز ظہر ادا کی۔ابن ہشام کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن ظہر کی نماز زخموں کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھی تھی اور باقی تمام صحابہ اکرام رضی اللہ تعالی عنہما نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر اقتدا کی۔شاید عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ نے اپنی دور گورنری میں یہ مسجد تعمیر کروائی ہوگی مگر اس کی موجودہ عمارت دور عثمانی کی یادگار ہے۔اس وقت اس کی شمالی دیوار بالکل گر چکی ہے البتہ مشرقی مغربی اور جنوبی دیواروں کے کچھ حصے باقی ہیں۔ محراب کے کچھ آثار ابھی باقی ہیں۔اب اس کے گرد حفاظتی جنگلہ نصب ہے۔



زیارت نمبر # 155

مسجد مستراح

Location: https://maps.app.goo.gl/MM3v1MsTFA1PnP3C9



غزوہ احد کے موقع پر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہما شدید زخمی ہوگئے تھے اور جنگ کے اختتام پر جب مدینہ واپسی کا سفر شروع تو اس مقام پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا۔ عربی زبان میں آرام کرنے کو یا تھوڑی دیر سستانے کو استرح کہتے ہیں اور اسی مقام سے اس مقام پر جو یہاں مسجد بنائی گئی ہے اس نام مسجد مستراح رکھا گیا ہے جس کے معانی آرام کرنے والا مقام۔

زیارت نمبر # 156

مسجد السبق

Location: https://maps.app.goo.gl/DAsMRJZN417hsF5N8

مسجد النبوی شریف کے شمال مغرب میں 520 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، نوین صدی ہجری میں یہ مسجد اس میدان میں بنائی گئی۔ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں گھڑ سواری کی تربیت ہوتی تھی۔ مسجد کی موجودہ بلڈنگ شاہ فیصل کے زمانے میں تعمیر کی گئی۔ واضح رہے گھڑ سواری یہاں سے شروع ہو کر دو منزلوں پر مکمل ہوتی تھی پہلی منزل قبیلہ بنو زریق کی بستی اور دوسری منزل مقام حفیاء تھی۔



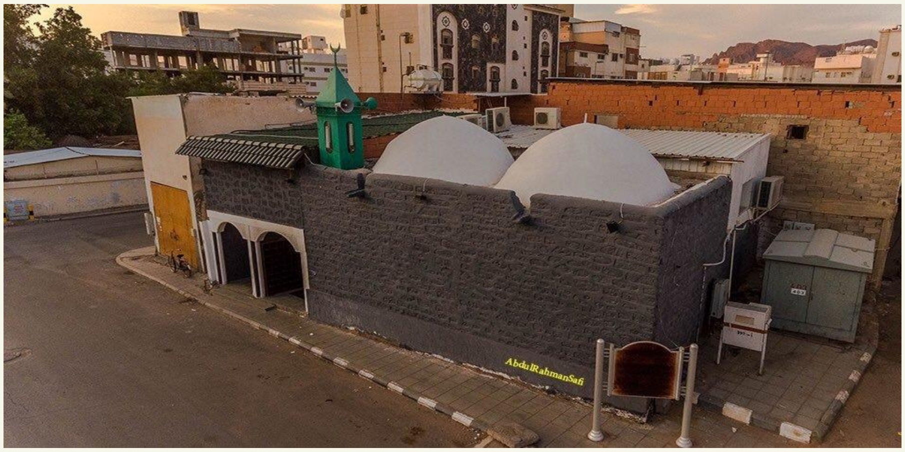
بنو زریق:- انصار کا مشہور قبیلہ ہے ان کی رہائش مسجد غمامہ اور مسجد بنوی شریف کے جنوبی طرف تھی جو کہ موجودہ شرعی عدالت کے قریب تھی۔ انکی کی بستی میں ایک مسجد تھی جو کہ مسجد بنی زریق کے نام سے مشہور تھی۔ اسکی بابت مورخین لکھتے ہیں کہ مدینہ منورہ سب سے پہلے قرآن مجید کی تلاوت یہاں ہوئی چونکہ بنو زریق کے ایک شخص حضرت رافع بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیعت عقبہ کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قرآن پڑھایا جو انہوں نے مدینہ منورہ آکر اپنے قبیلہ کو پڑھایا۔

مقام حفیا:- مدینہ منورہ کے باہر جبل احد کی مغربی جانب غابہ کے قریب ایک جگہ ہے مسجد النبوی شریف سے تقریبا دس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہاں گھوڑوں کی تربیت ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفیاء سے ثنیۃالوداع تک گھوڑوں کی ریہرسل کرائی، حفیاء اور ثنیۃالوداع کے درمیاں تقریبا 9 کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔

زیارت نمبر # 157

مسجد شیخین

Location: https://maps.app.goo.gl/FEmRzqccVFcmETC89



شارع سید الشہدا کے قریب مسجد مستراح کے جنوب میں 300 میٹر کے فاصلے پر واقع ہے غزوہ احد جاتے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ تعالی عنہما نے ایک رات یہاں قیام فرمایا عصر، مغرب اور عشاء نمازوں کی ادائیگی کی۔ لشکر کی تنظیم نو کی، کم عمر صحابہ رضی اللہ تعالی عنہما کو یہاں سے واپس بھیج دیا۔ موجودہ عمارت ترکی دور کی تعمیر ہے۔

زیارت نمبر # 158

قبیلہ بنو حرام کی تاریخی مسجد

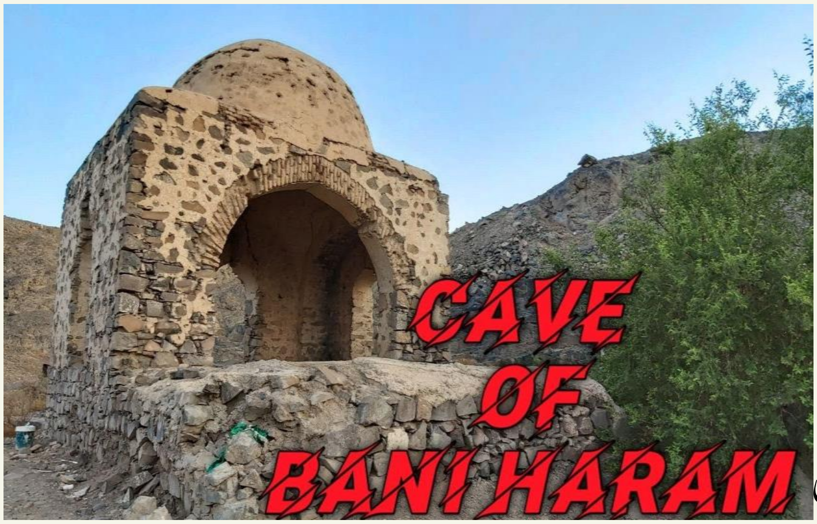
Location: https://goo.gl/maps/TcpS4Ed5Y3QGzKYR7

صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہاں ایک مسجد بنی ہوئی تھی۔اس علاقہ میں انصار کا ایک قبیلہ آباد تھا. یہ مسجد جبل سلع کے مغرب میں مدینہ منورہ سے مسجد فتح کو جاتے ہوئے داہنی طرف جبل سلع کی گھاٹی میں واقع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اجازت سے قبیلہ بنو حرام نے جبل سلع کی گھاٹی میں رہائش اختیار کی۔اور



یہیں ایک مسجد تعمیر کی جو مسجد بنو حرام کے نام سے مشہور ہوئی۔یحییٰ بن عبداللہ بن ابو قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ہم بنو سلمہ و بنو حرام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے شکایت کی کہ ہمارے مکانات مسجد قبلتین کے قریب ہے اور جب بارش کا پانی آتا ہے تو وہ مسجد نبوی میں جمعہ کی ادائیگی میں رکاوٹ بن جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم جبل سلع کے پاس قیام کرلو تو کوئی رکاوٹ نہیں آئے گی۔اس فرمان کے بعد قبیلہ بنو حرام نے پہاڑ کے دامن میں رہائش اختیار کرلی۔

غار بنی حرام یہ غار جبل سلع کے مغرب میں مسجد فتح کو جاتے ہوئے داہنے ہاتھ پر مسجد بنی حرام کے قریب پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔غزوہ خندق کے دوران رات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس غار میں قیام فرماتے تھے۔



ابن شبہ نے عبدالملک بن عتیک سے روایت کی ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے غار کے پاس چھوٹے سے چشمہ سے وضو فرمایا۔طلحہ بن خراش بیان کرتے ہیں کہ خندق کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بنی حرام کی غار میں لے جاتے اور آپ اس میں رات گزارتے۔ صبح ہوتے ہی نیچے تشریف لے آتے. پہاڑ کے اوپر غار کے پاس آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے زرا سی کھدائی کی جس سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جو تا حال جاری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قبیلہ بنی حرام کے ایک گھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا معجزہ رونما ہوا تھا. حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران میں نے دیکھا کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے. میں نے ایک چھوٹا سا دنبہ زبح کیا اور بارگاہ رسالت میں آکر عرض کی کہ تھوڑا سا کھانا ہے۔آپ اپنے دو جانثاروں کے ساتھ تشریف لے آئے. آپ نے پوچھا کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا تو آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا ہے۔اور پھر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کو ساتھ جانے کا حکم دے دیا۔

پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے روٹی تقسیم کی۔سب نے کھایا لیکن کھانا بچ گیا. پھر آپ نے فرمایا یہ دوسروں کو تقسیم کردو۔(صحیح بخاری)

زیارت نمبر # 159

مسجد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ

Location: https://goo.gl/maps/7MynJ5pYcdZAg2wn8

یہ مسجد حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ منسوب ہے۔اور اسے مسجد بلال کہا جاتا ہے۔

بلال حبشی کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ پیدائشی غلام تھے۔اور پورا نام بلال بن رباح تھا۔عرصہ دراز تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے رہے۔جب اسلام قبول کیا تو بہت زیادہ تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا کیئے گیئے۔پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔

بلال حبشی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے والہانہ محبت کرتے تھے.اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی بلال حبشی سے بہت شفقت اور محبت فرمایا کرتے تھے۔پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذن مقرر کر دیا گیا۔تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ رہے۔

مسجد کی موجودہ عمارت

مسجد بلال کی عمارت تین منزلہ ہے۔تہہ خانہ اور اس کے اوپر والی منزل مارکیٹ پر مشتمل ہے۔جسے سوق بلال کہا جاتا ہے۔تیسری منزل پر مسجد ہے۔مسجد بلال کا منظر بہت خوب صورت اور دلکش ہے جس پر سبز رنگ کا گنبد اور ایک مینار ہے۔

محل وقوع

مسجد نبوی کے 2نمبر حمام سے سیدھا باہر نکلے تو بلکل سامنے واقع ہے.شارع قربان جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر واقع ہے.



زیارت نمبر # 160

مسجد مصباح یا مسجد بنی انیف

Location: https://goo.gl/maps/2xTWXYDAQqSyheN98

جہاں رسول اللہؐصلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی فجر کی نماز ادا کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ (قبا) آمد کے بعد جس مقام پر پہلی نماز فجر ادا کی وہ مقام آج بھی



تقریباً" ویسے کا ویسا ہی ہے۔ مدینہ المنورہ میں مسجد قبا کے نزدیک وہ مقام جہاں رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے ہجرت کے موقع پر فجر کی نماز ادا کی۔ اسکو مسجد بنی انیف یا مسجد مصباح کہتے ہیں۔ عربی میں مصباح کے معنی لیمپ قندیل یا روشنی کے ہوتے ہیں۔ مسجد قباء کے جنوب میں مغرب میں محلہ کے اندر واقع ہے۔ حضرت طلحہ البراء رضی اللہ تعالی عنہ بیمار ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لاتے رہے۔ اسی دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں نمازیں ادا کی بنو انیف نے ایک مسجد بنالی اس مسجد کا نام مسجد بنی انیف یا مسجد المصبح۔ مسجد المصبح کہنے کے متعلق بعض تاریخ دان کہتے ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے وقت یہاں صبح کے وقت پہنچے تھے اس لیے اس کو مسجد مصباح کہتے ہیں۔

زیارت نمبر # 161

مسجد شمس

Location: https://goo.gl/maps/KbniE8AYCdzirpQS7

مسجد رد الشّمس یا مسجد فَضِيخ جسے مسجد الشمس بھی کہا جاتا ہے، مدینہ، مسجد قبا کے مشرق میں تقریبا ایک کیلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔



مدینہ المنورہ میں اس مقام کو حرف عام میں "مسجد شمس" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ احادیث کے مطابق یہ دراصل وہ مقام ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "رد شمس" یعنی سورج کے غروب ہونے کے بعد اسے دوبارہ پلٹانے کا معجزہ دیکھایا تھا۔ آج کل اس مسجد کا صرف کھنڈرات باقی ہیں۔ اب یہاں کوئی مسجد نہیں۔ صرف بانڈری وال ہے۔

زیارت نمبر # 162

ثنیّۃ الوداع

Location: https://maps.app.goo.gl/fpoxVqmK11dHFsCC9

ثنیّۃ: اس راستہ کو کہا جاتا ہے جو پہاڑ کی طرف جاتا ہو، یا وہ راستہ جو پہاڑوں سے ہو کر گذرتا ہو۔ یعنی پہاڑی راستہ

اصطلاحِ عرب میں ثنیّہ اس جگہ کو کہتے ہیں جو جگہ آبادی سے باہر ہوتی ہے اور وہاں تک پہنچ کر کسی مہمان کو رخصت کیا جاتا ہے۔ یا کسی آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔

مدینہ منورہ میں ثنیّات کئی ہیں جن میں سے مشہور تین ہیں۔

پہلی: محلّہ شامیہ کی ثنیّۃ الوداع ہے۔ جو سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اس کا محل وقوع سرنگ سے سلطانہ روڈ پر نکلتے وقت داہنی سمت میں جہاں سے سلطانہ اور شہداء روڈ الگ الگ ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی سے اس کی دوری ایک کیلو میٹر سے کم ہی ہے۔

دوسری ثنیّہ: مدینہ منورہ کے جنوب میں قباء کو جاتے وقت پرانے قلعہ سے شمال مشرق میں۔ یہ مسجد جمعہ سے قریب ہے اور مسجد نبوی سے تقریباً تین کیلو میٹر کی مسافت پر ہے۔ جو شخص بھی مکہ مکرمہ جانا چاہتا وہ یہاں سے ہو کر گذرتا۔

تیسری ثنیّہ: یہ ثنیّہ پرانے مکہ وبدر روڈ پر ہے۔ یہ ان سیڑھیوں کے پاس ہے جہاں سے بئر عروہ کو اترتے ہیں۔ اس طرف سے جو مکہ مکرمہ کو جاتا وہ یہاں سے ہو کر گذرتا۔



زیارت نمبر # 163

سقیفہ بنو ساعدہ

Location: https://maps.app.goo.gl/YMFZLkvdZKXPGdwd6

مسجد نبوی سے شمال مغرب میں یہ تاریخی مقام واقع ہے ، یہ سلع پہاڑ کی جنوبی سمت میں ہے۔ سقیفہ اس چوپال کو کہتے ہیں جہاں گاوں محلے کے لوگوں کی بیٹھک لگتی ہے۔ باغات میں گئی چوپالوں کا ذکر ملتا ہے،ان کی تعمیر کا طریقہ یہ تھا کہ مشرق مغرب اور جنوب تین طرف سے اینٹوں کی دیواریں اٹھالی جاتی شمالی حصہ کھولا رہتا تاکہ گرمی میں ہوادار اور آرام دے رہے مشرقی دیوار میں کھڑکی کھول دی جاتی چھت میں کھجور کی لکڑیوں کی شہتیریں لگائی جاتی اور ان کے اوپر کھجور کی ترشیدہ شاخیں بچھادی جاتی اور ان کے اوپر چٹائیاں ڈال کر چھت بنالی جاتی، طول و عرض کی کوئی خاص مقدار مقرر نہ تھی بلکہ بنانے والے کی مرضی پر موقوف تھا۔اس زمانے میں سقیفہ کی تعمیر کا یہی طریقہ رائج تھا اس لیے غالب گمان ہے کہ یہ سقیفہ بنو سعد بھی اسی طرز پر تعمیر کیا گیا ہوگا۔

اس سقیفہ کو تاریخی اعتبار سے بڑی اہمیت حامل ہے روایتوں میں آتا ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ اکرام رضی اللہ تعالی عنہما کی ایک جماعت کے ساتھ اس سقیفہ میں تشریف لائے اور پانی طلب فرمایا سہل بن سعد ساعدی نے کنویں سے پانی نکال کر پیش کیا اور سب نے نوش فرمایا۔

سقیفہ بنو ساعدہ کے شمال میں ایک کنواں تھا بئر بضاعہ سے مشہور تھا احادیث میں اس کا تزکرہ آیا ہے ابھی زمانہ قریب میں موجود تھا دوسری سعودی توسیع کے دوران مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس کھدائی کی نذر ہو گیا۔ مطلب بن عبداللہ کی روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ساعدہ کے سقیفہ میں نماز بھی ادا کی تھی۔



یہی وجہ ہے کہ جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی وہ بعد میں بطور یادگار نماز کے لیے خاص کرلی گئی جب حضرت سہل بن سعد کی شادی ہوئی اور کی بیوی ہندبنت زیاد رخصت ہو کر آئیں تو انہیں گھر کے بالکل بیچ میں مسجد دیکھ کر تعجب کیا اور پوچھا چھپر یا دیوار کے قریب کیوں نماز نہیں پڑھی جاتی ان کے شوہر نے کہا خاص اسی جگہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے اور سی جگہ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سجدہ گاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔یہی وہ جگہ ہے جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پہلی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو اتفاق رائے سے سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ نامزد کیا گیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔

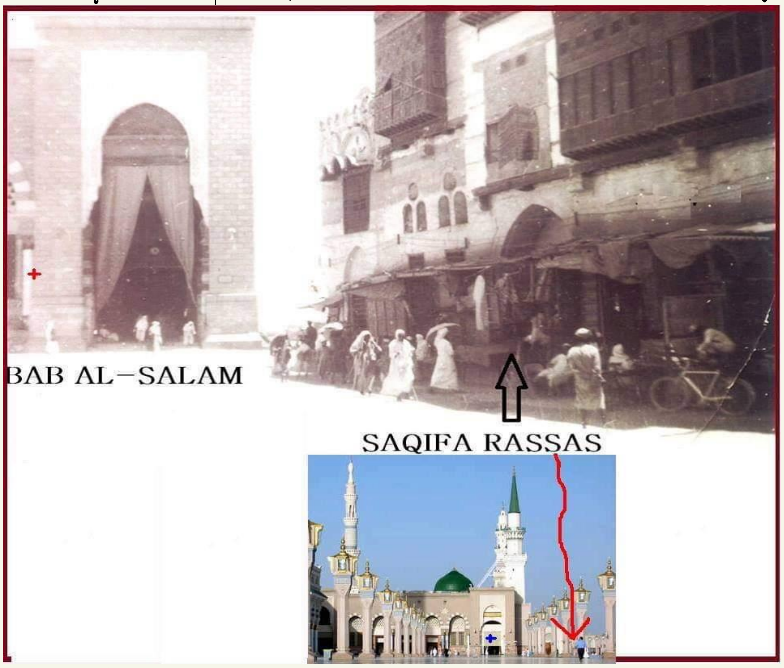
عام حالات میں یہ سقیفہ اس قبیلہ کی چوپال اور پنچایت گھر تھا یہاں قبیلہ کے سرکردہ معززافراد سر جوڑ کر بھیٹھتے تھے اور قبیلہ کے اجتماعی و معاشرتی مسائل کی گتھیاں سلجھاتے جیساکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسلہ خلافت پر ضروری صلاح مشورہ کے لیے صحابہ کرام اسی چوپال میں جمع ہوئے تھے انہی وجوہ کے پیش نظر سقیفہ بنو ساعدہ تاریخ کے ہر دور میں مسلمانوں کی توجہ دلچسپی اور عقیدت وارادت کا مرکز رہا۔ حوالہ جات: وفاء الوفا، تاریخ مدینہ منورہ

زیارت نمبر # 164

سقیفہ رصاص

Location: https://maps.app.goo.gl/HQGcU8Grnpi94pt46

موجودہ نئی مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد باب السلام کے باہر تقریبا "اس مقام پر "سقیفہ رصاص" ہوا کرتا تھا جو لال تیر سے ظاہر کیا ہے۔ مگر اس کو منہدم کر دیا گیا ہے۔ لیکن نیچے دی ہوئی کلرڈ تصویر میں نیلے کراس کے نشان سے باب السلام کو ظاہر کیا ہے جبکہ اوپر بلیک اینڈ واہٹ تصویر میں لال کراس سے اسی باب السلام کو ظاہر کیا ہے جو آج سے نصف صدی قبل ایسا نظر آتا ہے۔



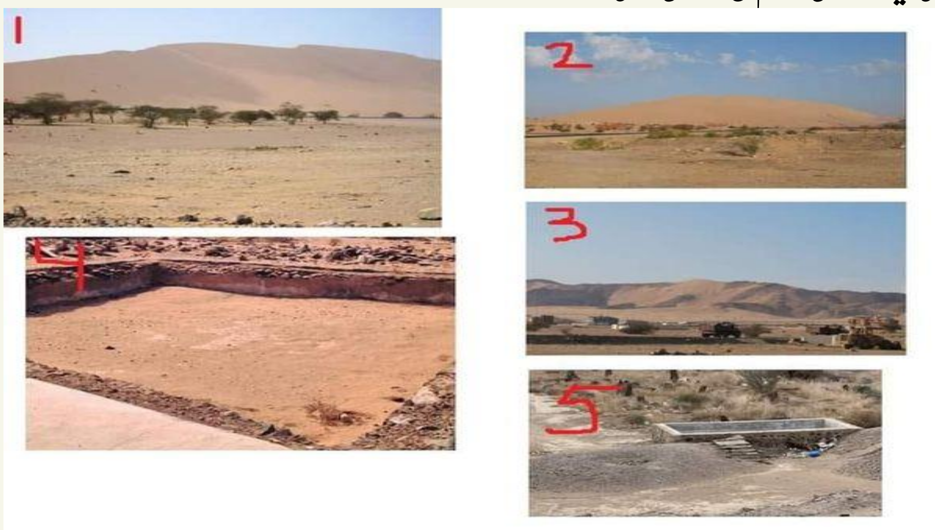
سقیفہ رصاص ہے کیا؟ اسکو جاننے کے لیے آپکو اس روح پرور واقعہ کو پہلے پڑھنا ہوگا جو آپکے قلوب کو گرما دے گا اور اسکے بعد سقیفہ رصاص کا راز آپکی روحانی لطافت کو مزید دوچند کر دے گا۔ یہودیوں نے ایک گھناونی سازش (558) ہجری میں کی اور ان گستاخوں کی آرزو تھی کہ وہ معاذاللہ روضۂ اقدس تک پہنچ جائیں اور رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے دونوں جنت کے ساتھیوں کے اجسام مبارکہ کی خاک بدھن معاذاللہ نے حرمتی کریں۔ اس وقت شام کے بادشاہ نورالدین زنگی تھے۔ تین راتوں مسلسل نورالدین زنگی نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ ہر بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سلطان سے کہا کہ "مجھے ان دونوں کی شرارت سے بچاؤ"۔ کائنات کے سردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذاللہ سلطان نورالدین زنگی کی کوئی محتاجی نہیں تھی لیکن اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سلطان کی پارسائی اور عشق پر اس سے یہ کام لیکر اسکے مرتبے کو عزت افزائی بخشنا چاہتے تھے۔ سلطان بیقرار تازہ دم گھوڑوں کی مدد سے پندرہ یا سولہ دن میں مدینہ منورہ پہنچا اور سب کے لیے تحفے لیے گیا۔ اسکے مشیر نے مدینہ منورہ میں اعلان کیا کہ ہر شخص اپنا تحفہ لینے خود حاضر ہو۔ مدینہ منورہ میں سب کے کھانے کی دعوت بھی کی گئی۔ اس موقع پر سب آیے پر وہ دو اشخاص نظر نہ آیے جو سلطان کو خواب میں دکھائے گیے تھے۔ سلطان نے پوچھا کوئی شخص باقی تو نہیں رہ گیا؟ لوگوں نے جواب دیا دو متقی اور مالدار لوگ ہیں جو صرف عبادت میں مصروف رہتے اور کسی کا تحفہ قبول نہیں کرتے۔ بہت دیندار لوگ ہیں۔ اور صرف شام کو مدینہ منورہ کے قبرستان "جنت البقیع" میں مشکیزوں سے زایرین کو پانی پلاتے ہیں، ورنہ ہر وقت اپنی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے ہیں۔ سلطان نے حکم دیا انکو بھی حاضر کیا جایے۔ جب سلطان نے ان کو دیکھا تو وہ وہی دو اشخاص تھے جو خواب میں دکھائے گیے تھے۔ تحقیق کرنے سے پتا چلا کہ ان دونوں یہودیوں نے اپنے مکان سے روضۂ اقدس تک زمین کھود کر سرنگ بنائی تھی تا کہ وہ ان طاہر اجسام کو نقصان پہنچا سکیں لیکن اللہ نے غیب سے مدد فرمائی اور نورالدین زنگی نے ان کے سر خود قلم کیے اور روضۂ مبارک کے چاروں اطراف اتنی گہری کھدائی کروائی کہ پانی نکل آیا اور پھر اس میں سیسہ پگھلا کر زمین دوز ایسی چار دیواری بنوا دی کہ اب قیامت تک کوئی زیر زمین اس مقدس مقام تک پہنچنے کی جرات نہیں کر سکے گا۔ سقیفہ رصاص دراصل وہ مکان تھا جہاں نورالدین زنگی نے وہ بھٹی لگائی تھی جہاں بڑی بڑی دیگوں میں سیسہ پگھلایا گیا تھا اور پھر اس سیسے سے روضۂ اقدس کے چاروں طرف گہری کھدائی کروا کہ سیسے کی زمین دوز دیوار بنوادی تا کہ قیامت تک کوئی گستاخ ایسا عمل دھرانے کی جرات نہ کر سکے۔ عربی میں سقیفہ "کمرے" یا "ہال" کو کہتے ہیں اور رصاص "سیسے" یعنی لیڈ کو کہتے ہیں۔ اسی لیے اس مقام کو "سقیفہ رصاص" کہتے ہیں۔

زیارت نمبر # 165

میدان بدر کے اہم تاریخی گوشوں کی زیارت

Location: https://goo.gl/maps/xEjfc3kCca7AzQ5J7

قرآن پاک میں "عدوۃ الدنیا" کس مقام کو کہا گیا ہے؟ ہم سے اکثر نے یہ مقم دیکھا بھی ہو گا۔ سترھواں روزہ یوم الفرقان کہلاتا ہے یعنی وہ دن جس دن اسلام کی پہلی جنگ "جنگ بدر" ہوئی اور مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں عظیم فتح حاصل ہوئی۔



اس تصویر میں نظر آنے والا پورا منظر بدر کے اس مقام کا ہے جہاں یہ غزوہ وقوع پزیر ہوا۔ کفار کے ایک ہزار کے لشکر جرار جس میں دو سو گھوڑے اور سات سو اونٹ شامل تھے، کے سامنے تین سو تیرہ مومنین اسلام کا لشکر جس میں صرف دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے بہت ہی کمزور محسوس ہو رہا تھا جسکی نزاکت کا اندازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تھا۔اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں تاریخ ساز دعا کچھ یوں کی :-

"اے اللہ ! یہ قریش ہیں اپنے سامان غرور کے ساتھ آئے ہیں تا کہ تیرے رسول کو جھوٹا ثابت کریں۔اے اللہ اب تیری وہ مدد آجائے جس کا تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا۔ اے اللہ ! اگر آج یہ مٹھی بھر جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کہیں نہیں ہو گی"

اس کے جواب میں اللہ تعالی نے فتح کی بشارت دی اور ایک ہزار فرشتوں سے امداد فرمائی "سورۃ انفال" کی آیت نمبر نو میں اس کا ذکر ہے۔

تصویر میں آپ کو ایک مسجد کا مینار نظر آرہا ہے یہ وہ مقام ہے جہاں آج "مسجد عریش" قایم ہے اور اس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تاریخ ساز دعا مانگی تھی۔

"عریش" عربی میں سائبان کو کہتے ہیں اور اس مقام پر اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک سائبان بنایا گیا تھا۔

"سورۃ انفال" کی آیت نمبر نو میں جن ایک ہزار فرشتوں کا ذکر ہے وہ اس پہاڑ پر اترے تھے جو تصویر میں نظر آرہا ہے۔اس پہاڑ کو حرف عام میں آج کل "جبل ملایکہ" یعنی فرشتوں کا پہاڑ کہتے ہیں۔ پانچ سو فرشتے سیدنا جبریل علیہ سلام کی قیادت میں اور جب کہ دوسرے پانچ سو فرشتے سیدنا مکایل علیہ سلام کی قیادت میں اس پہاڑ پر اترے اور مسلمانوں کی مدد کی اور کفّار کا لشکر جرار ابو جہل سمیت نیست و نابود ہو گیا۔ گو کہ جس پہاڑ پر فرشتے اترے تھے اسے حرف عام میں "جبل ملایکہ "کہتے ہیں لیکن قرآن پاک کی سورہ الانفال کی ایک اور آیات نمبر بیالیس -- ٤٢ -- میں اس پہاڑ سمیت بدر کے میدان کے اس حصے کو جہاں مسلمانوں کی فوج موجود تھی "عدوۃ الدنیا" کے نام سے نشان دہی کی گیٔ ہے جس کے معنی (مدینہ سے) قریب والی یعنی ادھر والی فوج کے ہیں۔ (تصویر نمبر ٢)

کفّار کے پڑاو والی جگہ کو قرآن پاک نے "عدوۃ قصوی" کہا ہے (تصویر نمبر ٣)

مسلمانوں کی جانب سے چودہ صحابی شہید ہوے سے تیرہ کی قبور مبارکہ بدر کے میدان میں ہی ہیں (تصویر نمبر چار)۔ایک صحابی زخمی تو بدر میں ہوے مگر انکی شہادت مدینہ واپسی کے راستے میں "الصفرا" کے مقام پر ہوئی اور وہ وہیں مدفون ہیں۔

ابو جہل سمیت ستر کفّار قریش جہنم واصل ہوے جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گڑھا کھدوا کر پیوست جہنم کیا۔(تصویر نمبر پانچ)

زیارت نمبر # 166

جبل اُحد اور شہدائے احد

Location: https://maps.app.goo.gl/kBCNNWpwEw5SkPoL7

مدینہ منورہ کی اہم طبیعی آثار میں سے اُحد پہاڑ ہے، یہ مسجد نبوی کے شمال میں ساڑھے چار کیلو میٹر کی مسافت پر واقع ہے، اس کی لمبائی آٹھ کیلو میٹر اور عرض دو سے تین



کیلو میٹر کے درمیان ہے، اس کی سب سے بلند چوٹی (۳۰۰) میٹر ہے۔

اس پہاڑ سے مسلمانوں کو گہری عقیدت ہے، اسی کے دامن میں مسلمانوں اور مشرکین کے درمیاں مشہور غزوہ اُحد سنہ ۳ھ میں پیش آیا تھا، اس پہاڑ کی فضیلت میں کئی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں، چنانچہ امام بخاری نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

شہدائے احد



احد پہاڑ کے پاس افسوسناک واقعہ رونما ہوا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ اور 70 صحابہ اکرام رضی اللہ تعالی عنہما شہید ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرا مبارک زخمی ہوا اور ہونٹ مبارک پر بھی زخم آیا۔ حقیقتا یہ بڑی مصیبت اور آزمائش کا دن تھا۔ یہ واقعہ ہجرت بنوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سال نو ماہ اور سات دن بعد پیش آیا۔ شہدائے احد کی فضیلت کے بارے میں سنن ابی داود کی روایت ہے۔ عثمان بن ابی شیبہ، عبداللہ بن ادریس، محمد بن اسحاق، اسماعیل بن امیہ، ابوزبیر، سعید، بن جبیر، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بھائی احد کے دن شہید کئے گئے تو اللہ تعالی نے ان کی روحوں کی سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا وہ جنت کی نہروں پر اترتی اور اس سے سیراب ہوتی ہیں اور اس (جنت) کے پھل کھاتی ہیں اور سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے سایہ میں لٹکے ہوئے ہیں جب ان کی روحوں نے کھانے پینے اور آرام وراحت کی لذت محسوس کی تو کہا کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں تک یہ خوشخبری پہنچادے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں کھانے پینے کو ملتا ہے (ہم ان کو یہ خوشخبری اس لئے سنانا چاہتے ہیں تاکہ) وہ جہاد سے بے توجہی نہ برتیں اور کفار سے قتال وجدال میں پیچھے نہ ہٹیں پس اللہ تعالی نے فرمایا میں تمہاری یہ خوشخبری ان تک پہنچادوں گا پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ترجمہ) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ ہرگز مت کہو بلکہ وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں اور وہاں کے رزق سے فیض یاب ہیں۔

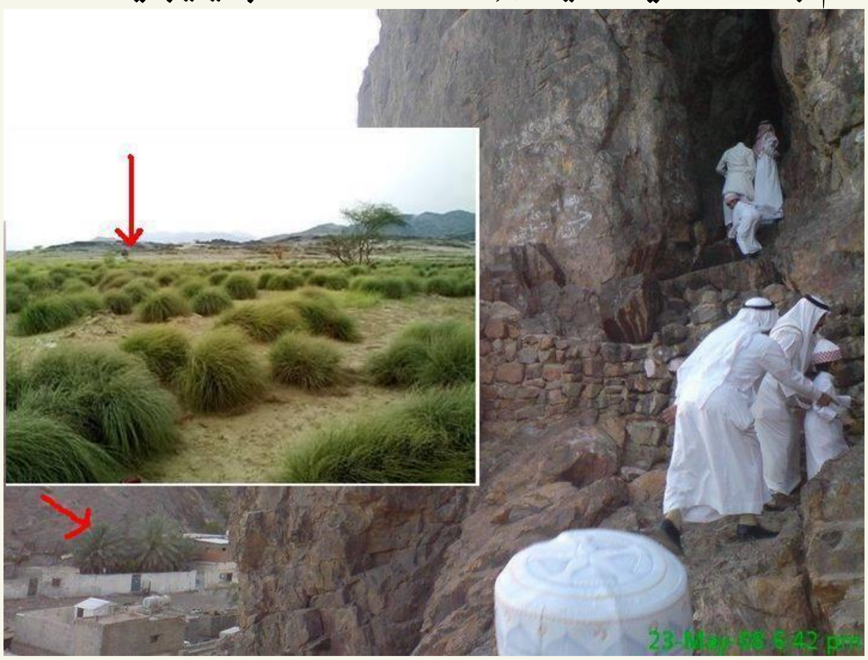
صیح بخاری میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے احد کے مزارت پر فرمایا۔ میں تم سے پہلے جارہاہوں میں تمہارے حق میں گواہی دونگا، تم سے ملاقات حوض کوثر پر ہوگی۔ احد کے جنوب شہدا کی قبریں موجود ہیں اور ان شہدا کی تعداد 70 ہے۔

زیارت نمبر # 167

اذ خر کیوں متبرک ہے اور یہ ہے کیا؟

Location: https://maps.app.goo.gl/ChqCVobe1uf5LfoF8

احد کی جنگ ختم ہو چکی تھی۔ مسلمانوں کے ستر صحابہ بشمول عم رسول (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے مرتبے پر پہنچ چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی زخموں سے چور تھے لیکن واپسی سے قبل ان مظلوم شہدا کی تدفین کا مرحلہ ابھی باقی تھا- جب ان شہدا کو احد کے میدان میں دفن کیا جانے لگا تو ان کے اجسام مبارکہ کو کفن دینے کے لیے جو کپڑا موجود تھا، وہ ناکافی تھا- اب کیا کیا جایے ؟ ان مبارک جسموں کو کیسے کفن پہنایا جایے ؟



اس سلسلے میں تاریخ اور احادیث کی کتابوں میں میں ایک مختصر سا واقعہ پیش کیا گیا ہے جس میں سے کچھ نے سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ وتعالی کا نام مبارک لیکر اس واقعہ کو بیان کیا ہے اور کچھ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک لیکر اس واقعہ کو قلمبند کیا ہے- واقعہ ان دونوں مبارک ہستیوں میں سے کسی کا بھی ہو پر یہ واقعہ ان دونوں مبارک ہستیوں سمیت تمام ستر کے ستر شہدا پر صادق آتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک بیان جو حدیث پاک میں آیا ہے، آپ بھی سن لیں تا کہ آپکو علم ہو سکے کہ یہ "اذ خر" آخر ہے کیا؟ درج ذیل میں حدیث پاک کا صرف وہ حصہ پیش کیا جارہا ہے جو اذ خر کو واضح کررہا ہے۔ "احمد بن یونس، زہیر، اعمش، شفیق، حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو احد کے دن شہید ہوئے اور ایک دھاری دار چادر چھوڑ گئے اور (بطور کفن) جب اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور جب پیر چھپائے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا- آخر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کا سر چھپادو اور پاؤں پر اذ خر گھاس ڈال دو یا یہ فرمایا کہ پیروں پر تھوڑی سی اذ خر گھاس ڈال دو"

تصویر میں احد پہاڑ کے شمال میں اگنے والی اسی گھاس یعنی "اذ خر" کی تصویر پیش کی جارہی ہے جو سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت شہدا احد کے طاہر جسموں کے کفن بننے کا اعزاز پا گئی اور ہمیشہ کے لیے متبرک اور مقدس ہو گئی- دامن احد کی یہ ایک خاص سوغات ہے اور یہ خوشبودار گھاس بہت سی بیماریوں کا علاج بھی متصور کی جاتی ہے- اسکی بھینی بھینی خوشبو سب کو اپنی جانب کھینچتی ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ "جب احد آؤ تو یہاں کی کوئی چیز ضرور کھاؤ خواہ وہ خاردار کانٹے ہی کیوں نہ ہوں"۔

گو کہ خوصوصی طور سے اذ خر گھاس کھانے کا حکم نہیں ہے۔ آپ کوئی بھی پودہ کھا سکتے ہیں تاہم کیا اچھا ہو کہ ہم جب احد جائیں تو اسی گھاس یعنی "اذ خر" کو بطور تبرک کھائیں- اور جب آپ یہ کھائیں اور آپکے ذھن میں اس گھاس سے متعلق ایک بات اور ہو تو شاید "اذ خر" سے آپکی عقیدت اور بڑھ جایے اور آپ والہانہ اس سے محبت کرنے لگیں- وہ بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چہیتی بیٹی سیدہ بی بی فاطمہ رضی اللہ وتعالی عنہا کو آپکی شادی کے موقعہ پر آپکے ہونے والے خاوند سیدنا علی رضی اللہ وتعالی عنہ کی زرہ بکتر فروخت کر کے جو جہیز دیا اسمیں دی جانے والی تکیہ مبارک میں یہی مبارک خوشبودار "اذ خر گھاس" بھری تھی۔

زیارت نمبر # 168

جبل سلع

Location: https://maps.app.goo.gl/zKSPopCXeHqT37MJ9



یہ پہاڑ مسجد نبوی کی مغرب سمت میں تقریباً پانچ سو میٹر کی دوری پر واقع ہے، اس کا طول ایک ہزار میٹر اور عرض تین سو سے آٹھ سو (۳۰۰-۸۰۰) میٹر کے درمیان ہے، اس کی بلندی اسّی (۸۰) میٹر ہے، اس کے بعض چھوٹے ٹکڑے مشرقی و مغربی سمت نکلے ہوئے ہیں۔ اس پہاڑ کی بھی ایک تاریخی حیثیت ہے، چنانچہ اس کے مغربی دامن میں غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیمہ نصب کیا گیا تھا، نیز اسی کے دامن میں صحابہ کرام کے بھی خیمے تھے۔ عہد عثمانی میں اسی پہاڑ کی چوٹی پر کئی فوجی چوکیاں بنائی گئیں جن کے آثار ابھی بھی باقی ہیں۔

زیارت نمبر # 169

جبل عینین (رماۃ پہاڑی)

Location: https://maps.app.goo.gl/EpujBzK3ZtmyVfyf7



یہ پہاڑی جبل اُحد کے جنوب مغرب میں نزدیک ہی واقع ہے، اُحد کا معرکہ اسی جگہ پیش آیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کو معرکہ سے قبل ہی یہاں متعین کر دیا تھا تاکہ مسلمانوں کی پشت کی جانب حفاظت کریں۔ اس پہاڑی کی لمبائی (۱۸۰) میٹر ہے اور چوڑائی (۴۰) میٹر، اسی کے نیچے سے وادی قناۃ نکلی ہے۔ پہاڑی کی بلندی کم ہی ہے۔ عثمانی دور میں یہاں ایک چھوٹی سی مسجد بنا دی گئی تھی اور کچھ مکانات بھی بن گئے تھے بعد میں ان سب کو ختم کر دیا گیا۔

زیارت نمبر # 170

جبل عَیر

Location: https://maps.app.goo.gl/gfzT818AGy2FKtnG6



یہ پہاڑ مدینہ منورہ کے جنوب مغرب میں واقع ہے، مسجد نبوی سے اس کا فاصلہ آٹھ کیلو میٹر ہے، اس کا طول دو ہزار میٹر ہے اور عرض ستَّر میٹر، سطح سمند سے اس کی بلندی تقریباً (۹۹۵) میٹر ہے، اس کی کوئی چوٹی نہیں، بلکہ اوپر کا حصہ ہموار ہے۔ اسی لئے اس ک و گدھے کی پشت سے تشبیہاً عَیر کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ کی حد قرار دیا ہے۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مدینہ عَیر اور ثور کے درمیان حرم ہے۔ (متفق علیہ)

البخاري، باب إثم من تبرأ من مواليه 2482/6، ومسلم، باب فضل المدينة 995/2

زیارت نمبر # 171

الغابة

Location: https://maps.app.goo.gl/eCRykSPKs1JhaDV7A



یہ مدینہ کے شمال میں پست علاقہ ہے۔ اسمیں وادیاں اور چشمے ہیں، عیون، خلیل اور اس کے پاس کے پست علاقے اسی میں آتے ہی۔ غابہ (جنگل) کہنے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں درخت بکثرت ہیں اور نیز یہ کہ پرانا علاقہ ہے۔ اسی علاقہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چر رہی تھیں کہ عیینہ بن حصن فزاری شخص غطفان کے لوگوں کے ساتھ سنہ ٦ ھ میں اونٹنیوں کو ہنکا کر لے گیا اور ان کی چرواہی پر مامور شخص کو قتل کر دیا، پتہ لگنے پر مسلمانوں نے ان کا پیچھا کر کے جانوروں کو ان سے چھڑا لیا اور اس واقعہ کو پھر غزوہ غابہ یا غزوہ ذی قرد سے یاد کیا جاتا ہے۔

زیارت نمبر # 172

جبل ثور

Location: https://maps.app.goo.gl/FA4QFe5wU8N47u4N8



یہ ایک بہت چھوٹی سی پہاڑی ہے جو اُحد پہاڑ کے پیچھے شمال مغرب میں واقع ہے، گول ہے، اور اس کا رنگ مائل بہ سرخی ہے، یہی شمال میں حرم مدینہ منورہ کی حد ہے جیسا کہ حدیث شریف صحیح بخاری

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمارے پاس کتاب اللہ کے سوا کوئی چیز نہیں ہے جسے ہم پڑھیں سوائے اس صحیفہ کے اس کو انہوں نے نکالا تو اس میں زخموں اور اونٹوں کے متعلق چند باتیں لکھی تھیں اور اس میں لکھا تھا کہ عیر سے لے کر ثور تک مدینہ حرم ہے۔

زیارت نمبر # 173

آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا ناگزیر ہے اس مقام پر

Location: https://goo.gl/maps/RqzTKtd7b9WgYgTcA

اس تصویر کو غور سے دیکھیں، یہ وہ مقام مبارک ہے جس کی زیارت کرتے ہوئے ممکن نہیں کہ ہم جیسے گنہگاروں کی آنکھیں تر نہ ہوں- یہ اسلامی تاریخ کا ایک عظیم



گوشہ ہے جس کے بارے میں دنیا اسلام کا بچہ بچہ خوب جانتا ہے۔ احد کے پہاڑ کے دامن میں تنگ اور چھوٹے سے غار میں موجود وہ چٹان ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک پر ضرب لگنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتدائی طبّی امداد کے لیے لیٹایا گیا تھا۔
اس چٹان پر نظر آنے والے نشان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے انکے امتی عقیدت سے دیکھتے ہیں اور اسکو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے نشان سے تعبیر کرتے ہیں- واللہ عالم۔
لیکن یہ ضرور ہے کہ یہ مقام بہت متبرک ہے جہاں ہمارے آقا اور ہادی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت کرب اور تکلیف کے لمحات گذارے جس کی زیارت کرتے وقت آنسوؤں کا آنکھوں سے بہنا نہ گزیر ہو جاتا ہے۔ ایک وضاحت ضروری ہے احد کے پہاڑ میں ایک اور غار ہے جو قدرے اونچائی پر ہے وہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام کیا تھا اور لوگ اسکی بھی زیارت کرتے ہیں مگر یہ غار وہ ہے جو پہاڑ کے دامن میں ہے جہاں ابتدائی طبّی امداد دی گی تھی—

زیارت نمبر # 174

جبل حبشی

Location: https://maps.app.goo.gl/X2nuQQokH3vQxiSa9

جو زائرین یا حجاج مدینہ المنورہ جاتے ہیں وہ "احد" کے میدان کی عموماً "زیارت کرتے ہیں-اس میدان میں وہ عام طور سے "سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ" کی قبر مبارک، مسجد شہدا، احد کے پہاڑ اور جبل رماہ کی ضرور زیارت کرتے ہیں- جبل رماہ وہ پہاڑی جس کے اوپر ایک درہ موجود تھا اور اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی جنگ والے دن 50 تیر انداز متعین کیے تھے جنھوں نے یہ سمجھ کر کہ مسلمانوں کو فتح ہو گی ہے، بیچ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم کی نفی کرتے ہوے درے کا پہرہ چھوڑ دیا تھا- جبل رماہ کیوں کہ ایک قدرے چھوٹی پہاڑی ہے، اس لیے لوگ عموماً "اس پر چڑھ بھی جاتے ہیں- زیر نظر تصویر میں جہاں لال ڈاٹ لگا ہے یہ جبل رماہ یعنی رماہ کی ہی پہاڑی ہے اور آپکو زائرین اس پر چڑھے نظر بھی آرہے ہیں- لیکن یھاں تک پہنچنے کو باوجود علم نہ ہونے یا مناسب رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ذرا سی



گردنیں نہیں گھماتے- اگر وہ گردنیں گھوماین تو انھیں تھوڑے فاصلے پر ایک اور پہاڑ نظر آیئے گا جسکو اس تصویر میں میں نے نیلے ڈاٹ سے ظاہر کیا ہے-اس پہاڑ کی ایک خاص نشانی یہ ہے کہ اس کے ٹاپ پر آپکو ایک وسیع و عریض محل بھی بنا نظر آیئے گا- قرب قیامت کی ایک معروف نشانی یہ ہے کہ کانا دجال روے زمین پر ظاہر ہو گا اور پوری دنیا کو اپنے فتنے کی لپیٹ میں لیے گا- دجال کا فتنہ بہت فطین فتنہ ہو گا- وہ لوگوں کو روٹی دکھایے گا اور لوگ اسکے پیچھے بھاگیں گے- جو چیز وہ جنت کے چیز بنا کر یعنی خوشنما بنا کر دکھائیگا، وہ اصل میں دوزخ اور برباد کردنے والی چیز ہو گئی اور جو چیز وہ بدنما کر کے دکھائیگا وہ جنت کی اور کامیاب کرنے والی چیز ہو گئی-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے ہمیشہ اللہ کی پناہ مانگی ہے- دجال ایک آنکھ سے کانا ہو گا اور اسکے ماتھے پر --- ک، ف، ر--- لکھا ہو گا-

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے دجال پوری دنیا کو اپنے کنٹرول میں کرلے گا مگر مکّہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا کیوں کہ ان دونوں شہروں کے گرد اللہ کے فرشتے محافظ کی صورت میں موجود ہونگے- مدینہ المنورہ کے قریب جب وہ پہنچے گا تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک پہاڑ پر چڑھ جایے گا جہاں سے اسکو مقدس و محترم مسجد نبوی نظر آیے گی اور اسوقت وہ انتہائی بے بسی سے مسجد نبوی کے جانب اشارہ کر کے اپنے ساتھیوں سے کہے گا کہ کیا تم لوگ وہ سفید محل دیکھ رہے ہو-- وہ احمد کی مسجد ہے-- لیکن دجال اس پہاڑ سے آگے نہ جا سکے گا- اس پہاڑ کا نام "جبل حبشی" ہے اور یہ پہاڑ مدینہ میں آپ بڑی آسانی سے دیکھ سکتے ہیں- جب احد کے زیارت پر جائیں تو یہ پہاڑ احد کے میدان سے نظر آتا ہے اور اسکی بڑی پہچان یہ ہے کہ اس پر سعودی شاہی محل بنا ہوا ہے- غور سے دیکھیں تو اس تصویر میں بھی آپکو محل کے دیواریں نظر آیئں گی- دجال مدینہ کے سات داخلی راستوں سے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے گا مگر ہر راستے پر اسے ایک فرشتے کی صورت میں نگہبان ملے گا اور وہ نامراد ہو جایے گا- پھر وہ وہاں سے بھاگ کھڑا ہو گا اور مدینہ کی مغربی سرزمین الجرف میں خیمہ زن ہو گا- اس دوران مدینہ المنوارہ کی زمین تین مرتبہ اللہ کے حکم سے ہلائی جایے گی جس کے نتیجے میں مدینہ میں بسنے والے تمام منافق بھاگ کھڑے ہونگیے اور پورے مدینہ میں صرف باایمان لوگوں ہے رہ جائیں گے- اسوقت تک سیدنا عیسی علیہ سلام دنیا میں تشریف لا چکے ہونگے اور وہ دجال کا پیچھا کریں گے اور ارض فلسطین میں "لد" کے مقام پر اسے قابو کرلیں گے اور قتل کر کے جہنم واصل کردیں گے-

زیارت نمبر # 175

بئر رومہ اور حضرت عثمان رضی اللہ کا باغ

Location: https://goo.gl/maps/sgXWL3yMjCfj6HVKA

بئر رومہ کا کنواں جسے بئر عثمان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مدینہ کے اس بڑے کنویں کا نام ہے جو وادئ عقیق از ہری محلہ میں مسجد قبلتین سے ایک کلو میٹر جبکہ مسجد نبوی سے ساڑھے تین کلو میٹر شمال کی جانب واقع ہے۔ اس کنویں کا پانی نہایت شیریں، لطیف اور پاکیزہ ہے۔ اس مناسبت سے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بشارت کے مطابق اس کنویں کو خریدنے اور وقف کرنے کے سبب حضرت عثمان کا جنتی ہونا ثابت ہوا، اس کنویں کا ایک نام "بئر جنت یعنی جنتی کنواں" بھی مشہور ہے، اس زمانہ میں حضرت عثمان نے اس کنویں کو ایک لاکھ درہم کے عوض خریدا تھا۔ "اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا ڈول بنادیا" یہ "وقف کرنے" سے کنایہ ہے یعنی جو شخص اس کنویں کو خریدے اور اس کو اپنی ذاتی ملک قرار نہ دے بلکہ رفاہ عامہ کے لیے وقف کردے تاکہ جس طرح خود وہ شخص اس کنویں سے فائدہ اٹھائے اسی طرح دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں اب یہ محکمہ زراعت کے کنڑول میں ہے۔ مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے یہاں کا پانی پسند نہ آیا شور تھا، بنی غفار سے ایک شخص کی ملک ِمیں ایک شیریں چشمہ جس کا نام رومہ تھا وہ اس کی ایک مشک نیم صاع کو بیچتا، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک چشمہ بہشت کے عوض بیچ ڈال۔ عرض کی: یارسول اللہ! میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں۔ یہ خبر عثمان غنی کو پہنچی وہ چشمہ مالک سے خرید لیا، پھر خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! کیا جس طرح حضور اس شخص کو چشمہ بہشتی عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کی: میں نے بِئر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ در منثور ص60 ج5 میں لکھا ہے کہ غزوہ احزاب (جسے غزوہ خندق بھی کہتے ہیں) کے موقع پر قریش مکہ ابو سفیان کی قیادت میں مدینہ منورہ کی آبادی کی قریب بئر رومہ کے پاس ٹھہر گئے اور قبیلہ بنی غطفان کے لوگ آئے تو یہ لوگ احد کی طرف آکر ٹھہر گئے۔



زیارت نمبر # 176

حضرت سلمان فارسی کے کھجوروں کے باغ

Location: https://maps.app.goo.gl/S3vv4VuvHmcZbFof8

حضرت سلمان فارسی فارس کے رہنے والے تھے۔ آپ کے باپ دادا آگ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ جب آپ شام پہنچے تو آپ نے تورات اور انجیل میں پڑھا کے عرب کی سرزمین پر ایک ایسا نبی آنے والا ہے جو حق اور سچ کی بات کرے گا۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو ایک یہودی کے پاس قید ہو گئے اور بغیر کسی معاوضہ کے کام کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں صدقہ دینے آیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سید زات پر صدقہ حرام ہے میں نہیں لیتا اور آپ چلے گئے۔ حضرت سلمان فارسی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں دوبارہ پیش ہوے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں دین کی خدمت کرنا چہتا ہوں اور اپنے مالک یہودی سے آزادی چہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے مالک سے پوچھو تمہے آزاد کرنے کی کیا قیمت لگائے گا۔ حضرت سلمان فارسی اُس یہودی کے پاس پہنچے اور آزاد ہونے کی قیمت پوچھی تو یہودی نے ایک شرط رکھی۔ میری ایک بنجر زمین پر جب تم 360 کھجوروں کے درخت لگا دو اور وہ درخت جوان ہو کر کھجور دینے کے کابل ہو جائیں گیں تب میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔ یہودی نے سوچا کے اُن درختوں کو جوان ہونے میں 10 سے 12 سال لگے گیں تب تک یہ میرا غلام ہی رہے گا۔ حضرت سلمان فارسی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے اور بتایا کے یہودی کی ایک بنجر زمین ہے جب اُس پر 360 کھجوروں کے درخت لگا دیے جائیں گیں اور وہ درخت جوان ہو کر کھجور دینے کے کابل ہو جائیں گیں تب وہ مجھے آزاد کر دے گا۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ اکرام کو حکم دیا جاؤ 360 گھڈے کھود دو۔ رسول اکرم ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے کھجور لگاتے گئے اور صحابہ اکرام اس کو پانی دیتے گئے۔ جب آخری کھجور کا پودا لگا کر پیچھے دیکھا تو سب کھجوروں کے درخت جوان ہو کر کھجور دینے کے کابل ہو چکے تھے۔ یہودی یہ دیکھ کر حیراں ہوا، وہ مسلمان ہو گیا اور اُس نے حضرت سلمان فارسی کو بھی آزاد کر دیا۔ اس تصویر میں دکھائے گئے کھجوروں کے باغ حضور پاک ﷺ کی ہاتھوں کے لگائے گئے ہیں۔

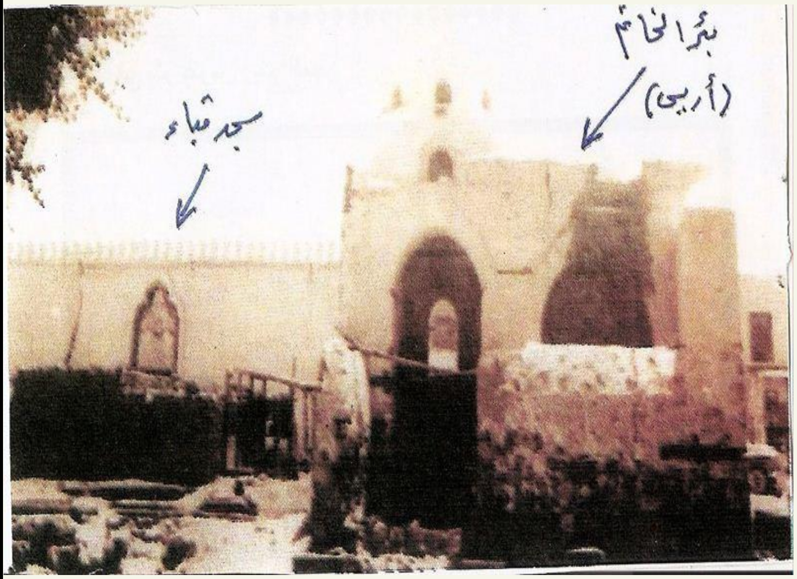


زیارت نمبر # 177

بئرالخاتم، انگشتری نبی ﷺ کا آخری مقام

Location: https://maps.app.goo.gl/pn8MEwXWpe6f7dh28

رسول اکرم اپنے دور کے سفارتی آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف ممالک کے سربراہان کے نام اپنے خطوط پر مہر لگانے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔اس کے لئے آپ نے بطور خاص انگوٹھی بنوائی جس پر ''محمد رسول اللہ'' کے الفاظ کندہ تھے۔آپ کے ہر گرامی نامے کے ذیل میں یہ مہر لگی ہوتی تھی۔آپ کی وفات کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سپرد کر دی گئی۔جب حضرت ابو بکر الصدیق ؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے یہ انگوٹھی ان کے حوالے کر دی۔حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد یہ انگوٹھی حضرت عمر فاروقؓ کو ملی۔حضرت عمرؓ نے انتقال سے پیشتر وہ انگوٹھی ام المومنین حضرت حفصہؓ کے پاس رکھوا دی اور ہدایت کی کہ جو خلیفہ منتخب ہو اس کے سپرد کر دی جائے چنانچہ جب حضرت عثمان بن عفان ؓ خلیفہ بنے تو یہ انگوٹھی ان تک پہنچی اور ان سے ہی ایک کنویں میں گر گئی۔



جس کنویں میں یہ انگوٹھی گری تھی اس کا نام ''بئر اریس'' یعنی اریس کا کنواں ہے۔ اریس یہودی نام ہے جس کا مطلب کسان ہے۔ اس کنویں کو ''بئر النبی'' یعنی نبی اکرم کا کنواں بھی کہا جاتا ہے تاہم انگوٹھی گرنے کے بعد اس کا نام ''بئر الخاتم'' انگوٹھی کا کنواں پڑ گیا۔اس کنویں کا تاریخ میں اہم مقام ہے۔یہ کنواں مسجد قباء کے مغرب میں اُس وقت کے صدر دروازے سے 42 میٹر کے فاصلے پر واقع تھا۔ابن نجار کے مطابق کنویں کی گہرائی 6.3 میٹر اور چوڑائی 2.2 میٹر تھی جبکہ پانی کی سطح 1.3 میٹر تھی۔بعد کے ادوار میں کھدائی کر کے اس کی گہرائی 8.5 میٹر کر دی گئی۔ سنہ 1317ء میں کنویں کی تہہ تک اترنے کیلئے سیڑھیاں تعمیر کی گئیں لیکن یہ زینہ کس نے تعمیر کرایا اس پر مورخین کا اختلاف ہے۔عثمانی دور حکومت میں اس کنویں پر گنبد تعمیر کرایا گیا اور ایک دوسرا گنبد اس کے جنوبی سمت میں تعمیر کرایا گیا۔دونوں گنبد شکستہ حالت میں تھے۔جب 1964ء میں مسجد قباء کا چوک تعمیر کرنے کا منصوبہ بنا، تب مدینہ منورہ میونسپلٹی نے انہیں منہدم کرا دیا۔بعد ازاں مسجد قباء چوک بنانے کے لئے زمین کو ہموار کیا گیا اور ایسا کرنے سے وہ کنواں بھی دفن ہو گیا۔اب اس کے آثار بھی مفقود ہیں۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دن رسول اکرم اس کنویں پر اپنی ٹانگیں لٹکائے تشریف فرما تھے کہ حضرت ابو بکر الصدیق ؓ اور حضرت عمر ابن خطاب ؓ بھی وہاں آ گئے اور رسول اکرم کے قریب بیٹھ گئے۔تھوڑی دیر بعد حضرت عثمان بن عفان ؓ بھی وہاں پہنچ گئے اور رسول اکرم کے قریب جگہ نہ پا کر تینوں کے سامنے بیٹھ گئے۔اپنے تینوں صحابہ کرام کو بیٹھا دیکھ کر رسول اکرم نے انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پانے کی بشارت دی۔اسی نسبت سے اس کنویں کو بئر النبی بھی کہا جاتا ہے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی خلافت کا زمانہ تھا جب وہ اس کنویں پر اسی طرح بیٹھے تھے جس طرح رسول اکرم اور اپنے دونوں ساتھیوں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ تھے کہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے نکل کر کنویں میں جا گری۔آپؓ نے اس کنویں کا سارا پانی نکلوا کر اس کی ریت کو اچھی طرح چھنوایا مگر وہ نہیں ملی۔انہوں نے 3 دن تک کنویں کے اندر انگوٹھی کو تلاش کروایا مگر اس کے باوجود انگوٹھی نہیں ملی۔خاتم نبوی کے اس طرح گم ہو جانے پر آپؓ کو سخت ملال ہوا۔بعد میں بھی اس انگوٹھی کی تلاش کرنے کی کوششیں ہوتی رہیں مگر وہ کسی کو نہیں ملی۔بعض مورخین کا کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے بعد ازاں اسی شکل کی انگوٹھی بنوائی تھی۔

زیارت نمبر # 178

بئر حاء اور باغ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ

Location: https://maps.app.goo.gl/B5gkHjRjmoJtn8Ai7

جب آیت: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

(تم نیکی کے مقام تک اس وقت تک ہر گز نہیں پہنچو گے جب تک ان چیزوں میں سے (اللہ کیلئے) خرچ نہ کرو جو تمہیں محبوب ہیں۔)

نازل ہوئی تو حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے اس باغ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔



حضور اقدس ﷺ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا:

بَخْ ذَلِكَ مَالٌ رَايِحٌ، ذَلِكَ مَالٌ رَايِحٌ

ترجمہ: شاباش، بہت عمدہ مال ہے بہت عمدہ مال ہے۔

(صحيح البخاري)

اس کے بعد فرمایا: میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ تم باغ کو اپنے ہی قرابت داروں میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور اکرام ﷺ کی ہدایت کے مطابق اپنے عزیزوں میں تقسیم کر دیا۔

(صحيح البخاري4279)

دوسری سعودی توسیع کے دوران یہ باغ اور کنواں مسجد کے اندر آ گیا، اب اس کی جگہ باب ملک فہد دروازہ نمبر 21 کے اندر چند قدم کے فاصلے پر بائیں طرف قالینوں کے نیچے ہیں، اور دروازے کے باہر باغ کا حصہ واقع تھا۔



زیارت نمبر # 179

بئر غرس

Location: https://goo.gl/maps/2uHupbiQN8k2HLpN7

یہ مدینہ منورہ کا وہ تاریخی کنواں ہے جس کا پانی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نوش فرماتے تھے۔اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنی وفات کے بعد اسی کنویں کے پانی سے غسل دینے کی وصیت بھی فرمائی تھی۔اس کنویں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اسکے پانی سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری غسل دیا گیا۔



ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کنویں پر تشریف لائے۔ اس سے وضو فرمایا اور بقیہ پانی اسی کنویں میں ڈال دیا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیئر غرس سے پانی منگواتے تھے اور فرماتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اس کا پانی پیتے تھے اور وضو فرماتے تھے۔ابن حبان

ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج کی رات بہشت کے کنوؤں میں سے ایک کنویں پر صبح کی ہے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم صبح کو بیئر غرس پر پہنچے اور وضو فرمایا، اور اپنا لعاب مبارک اس کنویں میں ڈالا۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے شہد پیش کیا گیا۔ اس شہد کو بھی اسی کنویں میں ڈال دیا۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے وصال کے بعد سات مشکیزے میرے کنویں کے پانی یعنی بیئر غرس سے غسل دیا جائے۔



نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حالت حیات میں بھی اس کنویں کا پانی پیا ہے اور بھی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ جب میں اس عالم سے سفر کروں تو بیئر غرس کے سات مشکیزے پانی سے مجھے غسل دیا جائے۔ (ابن ماجہ)

وصیت کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اسی کنویں کے پانی سے آخری غسل دیا گیا۔

محل وقوع مسجد قبا کی شمالی جانب تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر مدارس شاوی کے قریب واقع ہے۔جسکے گرد دیوار بنا کر اوپر چھت ڈال دی گئی ہے۔

زیارت نمبر # 180

بئرالبصہ

Location: https://maps.app.goo.gl/DL9mzbtLRkgmWQ5a9

بئرالبصہ دور نبوی میں مدینہ منورہ کے سات مشہور کنووں میں سے ایک کنواں ہے۔یہ جنت البقیع کی قریب قبا کے راستے میں بائیں جانب واقع ہے اگر بقیع کی جانب سے



مدینہ منورہ کے حصار کے نیچے چلیں تو یہ مذکورہ جگہ پر ملے گا۔ابن عدی ابی سعید الخدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تمہارے یہاں کوئی سدر (بیری کا درخت) ہے تاکہ میں اس سے سر کو دھوؤں کیونکہ آج جمعہ کا دن ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں ہے سدر لے لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بئرالبصہ پر چلا گیا آپ نے اس سے اپنے سر مبارک کو دھویا اور غسالہ کو کنویں میں ڈال دیا اس کنویں میں زینہ ہے اور اس کا پانی بہت نزدیک ہے۔

زیارت نمبر # 181

بئرالعھن

Location: https://goo.gl/maps/sa7mp8NCCF5yf8BKA

بئرالعھن دور نبوی میں مدینہ منورہ کے سات مشہور کنوؤں میں سے ایک کنواں ہے۔



یہ مدینہ منورہ میں مسجد قبا کے مشرقی جانب ایک بڑے باغ میں ہے جو شرفا سے تعلق رکھتا ہے وہاں پر زراعت اور درخت بہت ہیں۔مقام پاک صاف اور لطیف ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں پہنچ کر وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔بئرالیسرۃ انصاری قبیلے بنوامیہ کا کنواں تھا اس کنویں کا پانی بے حد نمکین ہے اور یہ چٹان کو تراش کر بنایا گیا ہے جس کا پانی آج بھی جاری ہے۔یہ تاریخی کنواں العوالی محلے میں واقع ہے اور مسجد قبا سے ایک کلو میٹر دور ہے۔زمانۂ جاہلیت میں اس کنویں کا نام العسرۃ تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اسے الیسرۃ کا نام دیا اور یہی اب بئرالعھن کے نام سے مشہور ہے۔یہ کنواں کئی برس پہلے پاٹ دیا گیا ہے۔اب یہ غیر آباد ہے۔یہ العوالی محلے میں آل البرزنجی کی ملکیت ہے۔اس کے اوپر کباڑ پڑا ہوا ہے۔

زیارت نمبر # 182

بئر روحا--شفا کا کنواں--بئر شفا

Location: https://maps.app.goo.gl/Fa8X3ewaSa5do2v46

اگر آپ مدینہ المنورہ سے بدر کی جانب چلیں تو یہ تاریخ ساز کنواں آپکو راستے میں ملے گا۔آج کل خصوصی انتظام سے اگر بدر کے جانب جائیں تو یہ کنواں آپ کو مل سکتا ہے کیوں کہ عمومی طور سے جو سواریاں آج کل حجاج کو مدینہ سے مکّہ لے جاتی ہیں وہ نئی شاہرہ یعنی حجرہ موٹروے استمال کرتی ہیں جب کہ غزوہ بدر کا مقام اور یہ کنواں پرانی مکّہ-مدینہ ہائی وے پر موجود ہے۔اس وجہ سے اس کنویں کی زیارت کرنا کیوں کہ کوئی اتنا آسان کم نہیں۔اس لئے اس کی اس تصویری زیارت کو غنیمت جانئے اور اس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ضرور ٹھنڈا کیجے۔

رسول مکرم سیدنا محمدّ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر مدینہ سے مکّہ جاتے ہوے اس کنویں پر قیام فرمایا تھا۔اور اس مناسبت سے اس کنویں کی اہمیت بام عروج پر پہنچ گئی لیکن اس کے علاوہ بھی اس کنویں کی ایک خاص تاریخی حیثیت ہے جو اس کو دیگر کنوؤں سے منفرد بناتی ہے۔اس کنویں میں آج بھی پانی موجود ہے جو آپکو اس تصویر میں بھی اندر نظر آرہا ہے۔

بیر روحا کو دوسرے کنوؤں پر یہ انفرادیت حاصل ہے کہ اس کنویں سے حج پر جاتے ہوے نہ صرف رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا۔اس کا پانی کڑوا اور نمکین تھا اور اکثر لوگوں کو بیمار کرتا تھا۔کہا جاتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی کی کڑواہٹ اور اس کی غیر صحت بخش نوعیت سے واقف تھے۔آپ نے اپنا لعاب مبارک پانی میں ڈالا، اس کے بعد پانی کی طبیعت میٹھی اور تندرست ہوگئی۔آج بھی زائرین مرکزی شاہراہ سے دور اس کنویں کو دیکھ سکتے ہیں اور اپنے لیے اس پانی کی مٹھاس کا مزہ چکھ سکتے ہیں۔عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم آج بھی اس یقین سے اسکا پانی لاعلاج بیماریوں کی شفایابی کے لیے استعمال کرتے ہیں اور شفایاب ہوتے ہیں ۔اسلیے اکثر لوگ اسے "بیر شفا" یعنی شفا کا کنواں بھی کہتے ہیں۔



زیارت نمبر # 183

دارالمدینہ میوزیم میں شہر مبارک کی مجسم عکاسی

Location: https://maps.app.goo.gl/Hybmb5yXvyYYGGgZ7

مجسم نمونے دیکھ کر انسان چند لمحات کیلئے خود کو اس دور میں محسوس کرنے لگتا ہے، 25 سال کی تحقیق کے بعد نمونے تیار کئے گئے، میوزیم کے قیام کا مقصد طالبعلموں اور تاریخ کے شائقین کو شہر مقدس میں ہونیوالی مرحلہ وار تبدیلی سے آگاہ کرنا بھی ہے، اس میوزیم میں 2,000 سے زیادہ نمونے رکھے گئے ہیں اور مسجد النبوی میں محض ایک سادہ گھر کے ارتقاء کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس کے کم از کم 14 ہال ہیں، جن میں سے ہر ایک گزشتہ ادوار کی ثقافت، ورثے اور طرز زندگی کے بارے میں ایک دلچسپ کہانی بیان کرتا ہے۔



مدینہ منورہ کے مختلف ادوار کی عکاسی کرنیوالا ماڈل سب سے بڑا ہے جسکی تیاری میں 4 ہزار ہنر مندوں نے حصہ لیا، 8 برس کام جاری رہا، عمرانی تبدیلیوں سے واقف شہر کے 400 مستند قدیم باشدنوں سے بھی مشاورت کی گئی۔ شہر نبی سے ہر مسلمان بے پناہ عقیدت رکھتا ہے۔ اس شہر مبارک سے عقیدت و محبت کیوں نہ ہو کہ یہ وہ شہر ہے جس سے نور توحید نے پوری دنیا کو منور کیا اور غلامی و جبر کے نظام میں پسے ہوئے انسانوں کو اٹھایا اور انہیں مساوی حقوق عطا کروائے۔

مدینہ منورہ میں اس شہر مبارک کی مرحلہ وار تاریخ کو اجاگر کرنے کیلئے دارالمدینہ میوزیم قائم کیا گیا۔ یوں تو مدینہ منورہ کی تاریخ کے حوالے سے متعدد مجسم نمائشی سینٹرز بنائے گئے ہیں جہاں مدینہ منورہ کی مجسم عکاسی کی گئی ہے مگر دارالمدینہ میوزیم اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ وہاں رکھے گئے مجسم نمونوں کی تیاری کے مراحل انتہائی باریک بینی اور برسوں کی تحقیق کا نچوڑ ہیں کہ انہیں دیکھ کر چند لمحات کیلئے انسان خود کو ان ہی ادوار میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ دارالمدینہ میوزیم جسے عربی میں متحف دارالمدینہ کہا جاتا ہے کو جانے کیلئے مسجد نبوی الشریف کے جنوبی سمت میں ائرپورٹ روڈ پر کوئی 3 کلومیٹر دور جہاں نیا ریلوے اسٹیشن تعمیر کیا گیا ہے کے دائیں سمت ایک وسیع و کشادہ ہال میں قائم کیا گیا ہے۔ سینٹر کے اوقات عام دنوں میں صبح 9 سے دوپہر تک اور شام 5 سے رات 10 بجے تک ہوتے ہیں۔ دارالمدینہ میوزیم جس خوبصورت انداز میں تیار کیا گیا ہے وہ واقعی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے جسے مثالی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔



میوزیم کا باقاعدہ افتتاح 2011 میں کیا گیا تھا تاہم میوزیم میں اب بھی بہت کچھ کرنا باقی ہے جس کیلئے انتظامیہ کوشاں ہے۔ میوزیم تاریخ کے طالب علموں کے علاوہ ان لوگوں کیلئے بھی جو شہر مقدس سے خصوصی دلچسپی رکھتے ہیں بے حد اہم ہے۔

میوزیم کے مجسم ماڈلز ہال میں داخل ہوتے ہیں آپکا سامنا اہل مدینہ کے قدیم روایتی لباس پہنے کارکن سے ہوتا ہے جو آپکا استقبال کرتا ہے۔اس نے کندھے پر روایتی مشکیزہ اٹھایا ہوا ہے۔ملازم مسکراہٹ کے ساتھ مشکیزہ کے شربت سے آپکی تواضع کرتا ہے ساتھ ہی میز پر مدینہ منورہ کی کھجوریں اور عربی قہوہ بھی رکھا ہے۔میوزیم میں داخل ہوتے ہی ہال کے درمیان میں مدینہ منورہ کا سب سے بڑا مجسم ماڈل رکھا گیا ہے جو تقریباً 500 میٹر ہے۔مجسم ماڈل میں زمانہ قدیم کے یثرب کی عکاسی کی گئی ہے جس میں جا بجا نخلستان لگائے گئے ہیں جنہوں نے اس وادی نما شہر کو گھیرے رکھا ہے۔ایک جانب جبل احد کی فلک بوس چوٹیاں مدینہ منورہ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں دوسری جانب نخلستان ہیں جو مدینہ منورہ کی خاصیت شمار ہوتے ہیں۔



انتظامیہ نے میوزیم کو 4 شعبوں میں تقسیم کیا ہے جن میں پہلا حصہ سیرت النبی کا ہے جس میں مکہ مکرمہ کی تاریخ سے لیکر نبی اکرم کی ہجرت تک کے حالات کو مجسم انداز میں بتایا گیا ہے۔مکہ مکرمہ کی تاریخ کے حوالے سے بھی انتظامیہ نے بہترین کاوش کی ہے۔مکہ مکرمہ کے اولین دور جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شروع ہو کر ہجرت نبوی پر ختم ہوتا ہے۔کسوہ (غلاف کعبہ) کے تاریخی مراحل کی عکاسی بھی میوزیم میں کی گئی ہے۔

مکہ مکرمہ کی تاریخ کے حوالے سے شعب ابی طالب کا بھی ذکر ہے جہاں بنی اکرم نے ابتدائی ماہ وسال گزارے۔غار حرا جہاں وحی الہی کا پہلی بار نزول ہوا کا ماڈل بھی وہاں رکھا گیا ہے۔مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت جب قریش مکہ نے شیطان کی چالوں میں آکر نبی آخر الزماں کو مجبور کر دیا کہ وہ اپنے رفقاء کے ساتھ ہجرت کر جائیں تو وہ راستہ جو نبی اکرم نے یثرب جانے کے لئے اپنایا اور جس پر موجودہ زمانہ میں شاہراہ ہجرہ قائم ہے کی مجسم عکاسی کیلیۓ انتظامیہ نے بہت بڑے ماڈل کا اہتمام کیا ہے۔اس راستے کو اجاگر کرنے کیلیۓ طریق ہجرہ کو مختلف باریک بلبوں سے نمایاں کیا گیا ہے جسے وہاں موجود گائیڈ زائرین کو مفصل انداز میں بتاتا ہے کہ نبی آخر الزمان اور انکے رفیق خاص ابو بکر صدیقؓ کس طرح ان راستوں سے گزرتے ہوئے اور کن مصائب کا سامنا کرتے ہوئے منزل تک پہنچے۔ہجرہ روڈ پر ام العبد کے مقام کی بھی نشاندہی کی گئی ہے اس کے علاوہ راستے میں آنے والے ان آتش فشاں مقامات کی نشاندہی خصوصی چٹانوں کو بنا کر کی گئی ہے۔یہ چٹانیں مدینہ منورہ کے مشرقی سمت میں واقع ہیں۔ہجرت کے راستے میں ان مختلف مقامات کی بھی نشاہدہی کی گئی ہے جہاں نبی اکرم نے آرام کی غرض سے پڑاؤ کیا۔اس میں ام العبد اور دیگر مقامات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔

مدینہ منورہ کے ترقیاتی ادوار یہ مجسماتی خاکہ سب سے بڑا ہے جو ہال کے وسط میں رکھا گیا ہے۔اس ماڈل میں مدینہ منورہ کے مختلف ادوار کی عکاسی کی گئی ہے۔زمانہ قدیم میں شہر نبی کس طرح کا ہوتا ہوگا، کہاں اور کن مقامات پر نخلستان ہوتے ہونگے، کہاں اس دور کا بازار ہوتا ہوگا کے علاوہ مدینہ منورہ کے اہم مقامات کی بھی عکاسی کی گئی ہے۔دسیوں کتب کا مطالعہ کیا گیا اس کے علاوہ جب یہ ماڈل مرتب کیا جارہا تھا تو اہل مدینہ کے 400 سے زائد ایسے مستند قدیم باشندوں سے استفادہ کیا جنہیں شہر کی عمرانی تبدیلیوں سے واقفیت تھی۔مجسم ماڈل کی تیاری کے مراحل کے دوران ایسے مناظر دیکھنے کو ملتے تھے جنہیں دیکھ کر کام کرنے والوں کی آنکھیں بھی اشکبار ہونے لگتی تھی۔

یہ شہر نبوی کا سب سے بڑا مجسم ماڈل ہے جس کی تیاری میں انتہائی باریک بینی سے کام لیا گیا ہے تاکہ معلومات میں کہیں کوئی کمی نہ رہے۔






مدینہ منورہ کے مختلف ادوار کی نشاندہی کرنے کے علاوہ اس شہر کا یثرب سے مدینۃ النبی کے سفر کا مکمل احوال مرحلہ وار پیش کیا گیا ہے۔ نبی اکرم کی اونٹنی قصویٰ کا اس مقام پر بیٹھ جانا جو حضرت ایوب الانصاری کا تھا جہاں آپ نے قیام کیا اور اسکے بعد اس مقام کی نشاندہی جہاں مسجد نبوی قائم کی گئی۔ اس وقت مسجد نبوی کس طرح کی رہی ہو گی کو بھی مٹی اور گارے سے اس کے ماڈلز تیار کئے گئے جو مرحلہ وار توسیع کی عکاسی کرتے ہیں۔

میوزیم میں غزوہ خندق کے حوالے سے ماڈل کو بہت خوبصورتی سے بنایا گیا تھا۔ ماڈل میں خندق کھودنے کے مراحل کی بھی مجسم عکاسی کی گئی تھی۔ آج اس مقام کا شمار



جہاں اس وقت غزوہ خندق ہوئی تھی شہر کے وسطی علاقے میں ہوتا ہے۔ خندق تو زمانہ ہوا ختم ہو چکی مگر وہ علاقہ سبعہ مساجد یعنی 7 مسجدوں کے نام سے معروف ہے۔ 25 برس قبل تک یہ علاقہ اتنا آباد نہیں تھا جب یہاں جاتے تھے تو آبادی سے کافی دور نکل کر جانا پڑتا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دوسرے شہر کو جا رہے ہیں۔ اب معاشرتی ترقی نے تمام آثار قدیمہ مٹا دیئے۔ تاریخی کتب کے حوالے سے میوزیم کی انتظامیہ کی جانب سے خندق کے بارے میں لکھے گئے نوٹ پر خندق کی لمبائی 1425 میٹر کے قریب بتائی گئی ہے جبکہ اس کی گہرائی 7 گز اور چوڑائی 9 گز بتائی ہے۔ واضح رہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ اپنے زمانے کے عسکری ماہر تصور کئے جاتے تھے انہوں نے اسلام کے بارے میں سنا تو وہ حجاز آئے اور راہ حق کو اختیار کیا۔ انہوں نے اپنی عسکری فراست اور مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے خندق کھودنے کا مشورہ دیا جسے نبی اکرم نے پسند فرمایا۔

متحف دار المدینہ میں مسجد نبوی الشریف کے ابتدائی دور سے لیکر عصر حاضر تک کی مجسم عکاسی انتہائی دلکش انداز میں کی گئی ہے۔ عہد النبوی الشریف میں مسجد نبوی الشریف کس طرح گارے، درخت کی چھالوں اور تنوں سے تعمیر کی گئی تھی بعدازاں توسیع کے مختلف مراحل کو اسی انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ مشاہدین چند لمحات کیلئے خود کو اسی دور میں محسوس کرنے لگتا ہے۔ نقشوں اور رنگوں کی مدد سے مسجد نبوی الشریف میں ہونے والی مرحلہ وار توسیع کی نشاندہی بھی بہترین انداز کی گئی ہے جس سے

اندازہ ہوتا ہے کہ کس دور میں کتنی توسیع کی گئی۔ مسجد نبوی الشریف سے ملحق نبی اکرم کے مکانات کی بھی عکاسی کی گئی ہے۔ ان حجروں کو مٹی اور گارے سے بنایا گیا ہے



جو اس دور میں رائج تھے۔ مسجد نبوی الشریف کا ابتدائی دور جب مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس ہوا کرتا تھا کی بھی مجسم عکاسی کی گئی ہے بعد ازاں جب تحویل قبلہ کا حکم ملا تو دوسری تعمیر کا مجسم بھی ساتھ ہی موجود ہے جسے دیکھ کر قبلہ کے رخ کی تبدیلی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مسجد نبوی کے اندر روضہ النبوی الشریف کو بہت واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے جسے دیکھ کر فی زمانہ ان افکار کی تردید ہوتی ہے کہ رسول اکرم کی قبر کھلی جگہ پر ہے۔



قدیم سکوں کو باقاعدہ فریم کر کے رکھا گیا ہے جن پر انکے اجراء کی تاریخ بھی درج ہے۔ نبی اکرم کے دور کے سکے بھی رکھے ہیں جو یکم ہجری سے لیکر 11 ہجری کے درمیان ہیں۔ سکوں پر درج تاریخ کے مطابق ساسانی دور کے درہم جو 489 عیسوی سے لیکر 521 عیسوی تک کے ہیں کے علاوہ دیگر قدیم نوادارت بھی موجود ہیں۔ میوزیم میں خلافت عثمانیہ میں غلاف کعبہ اور ہجرہ نبوی کیلئے بھیجا جانے والا غلاف جس مخملی بکس میں لپیٹ کر مکہ مکرمہ پہنچایا جاتا تھا وہ بھی اصل صورت میں رکھا گیا ہے۔









زیارت نمبر # 184

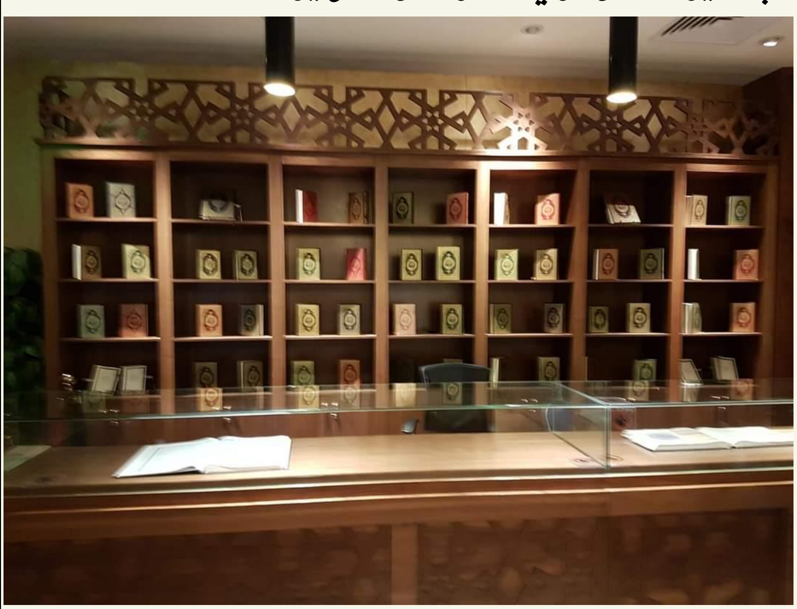
قرآن میوزیم

Location: https://maps.app.goo.gl/9QMqfuQmwhYmQbqz8

اگر آپ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے گیٹ نمبر 6 سے باہر نکلیں تو آپ کے بائیں ہاتھ پہ قرآن میوزیم ہے۔ جہاں آپ کو ایک فری گائیڈڈ ٹُور کے ذریعے میوزیم کی سیر کروائی جاتی ہے۔ اس میوزیم میں بہت سے نادر قرآنی نُسخے محفوظ ہیں جس میں سرِ فہرست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے محفوظ کردہ سب سے پہلے



قرآن کی کاپی موجود ہے جو کہ اُن کاپیز میں سے ایک ہے جو حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دور میں دس یا گیارہ کاپیاں کروا کر اُس وقت کے مسلم ممالک میں روانہ کی تھیں تاکہ سب مسلمانوں کا ایک ہی قرآن پہ اتفاق برقرار رکھا جا سکے۔ اس کے علاوہ محترم محی الدین صاحب جو کہ پاکستان یا افغانستان کے رہنے والے تھے، کا تحریر کردہ 154 کلو وزنی، تقریباً سوا میٹر لمبا اور ایک میٹر چوڑا قرآن بھی محفوظ ہے۔ میوزیم میں ایک چھوٹا سا سٹور بھی موجود ہے جہاں سے آپ مدینہ منورہ میں واقع شاہ عبدالعزیز پرنٹنگ پریس سے پرنٹ شُدہ قرآن پاک اور تفاسیر القرآن ہدیہ دے کر حاصل کر سکتے ہیں. اس کے علاوہ مُختلف قاری صاحبان کی آواز میں سی ڈیز وافر تعداد میں موجود ہیں۔ ایک اور خاص تحفہ ایک بہت خاص قسم کے جاء نماز ہیں جو کہ صرف مدینہ منورہ میں ہی بنائے جاتے ہیں۔ یہ عین اُنہی رنگوں سے مزین وہی خاص ڈیزائن ہے جو کہ ریاض الجنہ میں بچھے ہیں اور جن پہ نفل ادا کرنا کعبہ شریف کے بعد افضل ترین عبادت ہے۔ میوزیم عصر کی نماز کے بعد کُھلتا ہے. وہاں زائرین کی ایک بڑی تعداد لمبی لمبی لائنیں بنائے اپنی باری کا انتظار کر رہی ہوتی ہے، لہذا عصر پڑھتے ہی لائن میں کھڑے ہو جائیں تو امید ہے کہ آپ کو زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ میوزیم میں عربی، انگلش اور اُردو بولنے والے گائیڈز یہی زبانیں بولنے والے زائرین کے گروپس بنا کر انہیں علیحدہ علیحدہ اندر لے کر جاتے ہیں۔ خواتین بھی یہ گروپس جوائن کر سکتی ہیں۔





زیارت نمبر # 185

حجاز ریلوے لائن اور سلطنتِ عثمانیہ

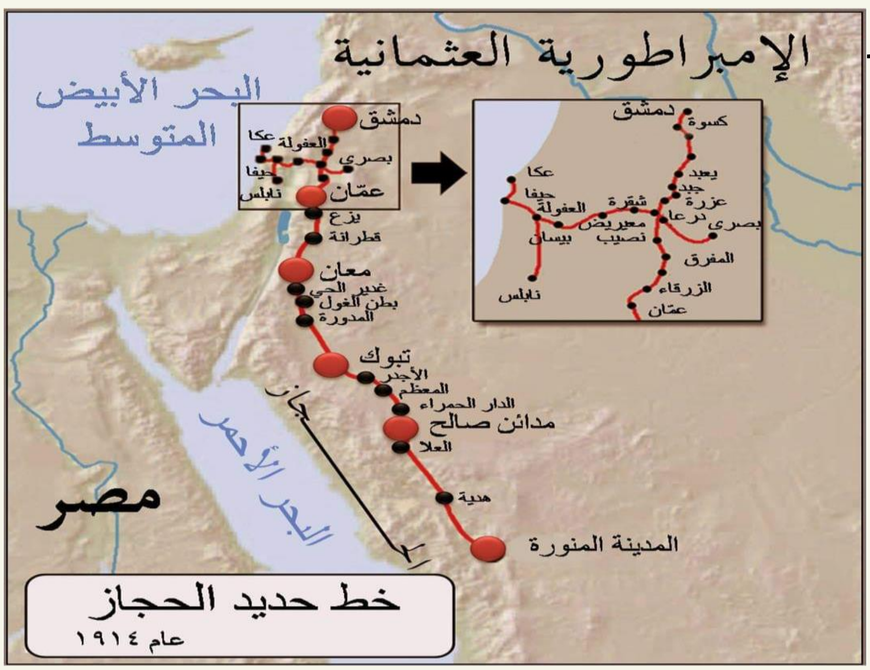
Location: https://goo.gl/maps/s6fGzfsH5waFxjgYA

رواں دواں ریلوے لائن رک چکی تھی، جو جہاں تھا ٹھہر چکا تھا۔ اس کے مسافر، اس کا عملہ، اس کے نگران جو سب محوِ سفر یا وہ جو اپنی انتظامی ذمے داریوں پر اپنے اسٹیشنوں پر متعین تھے، سب کے سب جوں کے توں تباہ کر دیے گئے۔ جا بجا بکھری یہ تباہ شدہ باقیات اس عظیم حجاز ریلوے کی یاد لیے کھڑی ہیں جو ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۶ء تک دمشق سے مدینہ منورہ تک آتی تھی۔



سرزمینِ حرمین الشریفین حجاز ۱۵۱۸ء سے سلطنتِ عثمانیہ کی عمل داری میں شامل تھا۔ یہاں پر ان کا مقرر کردہ گورنر شریفِ مکہ کہلاتا تھا۔ آخری شریفِ مکہ حسین بن علی تھا جو عرب کے ہاشمی خاندان سے تھا اور جسے ۱۹۰۹ء میں عثمانی سلطان عبدالحمید ثانی نے شریفِ مکہ نامزد کیا تھا۔ سلطان عبدالحمید ثانی کا بڑا کارنامہ دمشق سے مدینہ منورہ تک حجاز ریلوے کی تعمیر تھی جو شریفِ مکہ، بدو قبائل اور اونٹوں کے کاروانی مالکوں کی عملی مخالفت اور طویل ترزمینی خدوخال اور موسمی مشکلات کے باوجود ۱۹۰۸ء میں مدینہ منورہ تک مکمل اور رواں دواں ہو گئی۔ تاہم مکہ مکرمہ اور جدہ تک اس کی توسیع میں شریفِ مکہ اور اس کے حواری بدستور رکاوٹ ڈال رہے تھے تاآنکہ ۱۹۱۴ء میں پہلی جنگِ عظیم چھڑ گئی اور یہ منصوبہ مؤخر ہو گیا۔

۱۹۱۶ء میں شریفِ مکہ حسین بن علی نے برطانیہ کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے تحریک بیداریٔ عرب کے نام پر عثمانی ترکوں کے خلاف بغاوت کا اعلان کر دیا اور انگریزوں کی عسکری اور مالی اعانت کے ساتھ لارنس آف عریبیہ کی عملی سرکردگی میں بغاوت کو پروان چڑھا کر سلطنتِ عثمانیہ کی عمل داری کا خاتمہ کرتے ہوئے دمشق سے مدینہ منورہ تک ترکوں کی رواں دواں شہ رگ حجاز ریلوے لائن کو تباہ و برباد کر دیا۔



حجاز ریلوے لائن کے ساتھ سفر

میں نے مدتوں مدینہ منورہ سے عمان (اُردن) تک حجاز ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ سفر کیا۔ صحرا کی وسعتوں میں عربی کی مانوس آوازوں کو سنتے، کھجور کے درختوں، عربی طرز کے مکانات دیکھتے، صحرا کی اڑتی ریت سے اَٹی ریلوے لائن اور سنگلاخ پہاڑوں کو کاٹ کر بنائی گئی پٹڑی کا مشاہدہ کرتے، ترکی طرزِ تعمیر میں تراشیدہ پتھروں سے بنے چھوٹے بڑے خوبصورت اسٹیشن اور ان سے پرے پیچھے ہٹتے ہوئے ترک فوجی قلعے اور بیرکیں، پٹڑی کے لیے کہیں کہیں بنے تراشیدہ پتھروں کے ترک طرزِ

تعمیر کے پل، اس کے ساتھ ہی جا بجا تباہ شدہ ریل کی پٹریاں اور ان پر کھڑی جلی ہوئی زنگ آلود بوگیاں، تباہ شدہ ریل گاڑی کا انجن اور دور جا کر گرے ہوئے ریل گاڑی کے ڈبے، یہ سب عجیب دنیا کا منظر لگتا تھا۔



شہر مدینہ منورہ میں بابِ عنبریہ کے ساتھ سیاہ گنبدوں والی خوبصورت عنبریہ مسجد سے ملحق سرمئی تراشیدہ پتھروں سے بنا مدینہ منورہ کا حجاز ریلوے اسٹیشن عربی اور ترکی فنِ تعمیر کا حسین امتزاج ہے اور عثمانی ترکوں کے آخری دم تک طویل دفاعِ مدینہ کی وجہ سے آج بھی اپنی اصلی ہیئت میں محفوظ ریل کی پٹری، ڈبے اور انجن سمیت عثمانیوں کی یاد دلاتا ہے۔ حجاز ریلوے کی مدینہ منورہ سے دمشق تک جاتی ریلوے لائن کہیں کچی ریتلی زمین پر بچھی ہوئی اور کہیں پہاڑی اُتار چڑھائو میں سے گزرتی ہے لیکن ریگستانی اور پہاڑی دونوں راستوں پر پھیلی یہ ریلوے لائن ہموار اور ستواں ہے۔ گردوپیش ہر طرف پہاڑ ہی پہاڑ ہیں۔ کہیں کسی چھوٹی وادی سے گزرتی اور کہیں خودرو درختوں سے گھرا نخلستان پار کرتی تو کہیں کسی غیر آباد علاقے اور وسیع ویرانے کو عبور کرتی العلا تک پہنچ جاتی ہے۔

جزیرہ نمائے عرب کا قدرتی دفاعی حصار شمال مغرب میں کوہِ لبنان سے شروع ہونے والا وہ پہاڑی سلسلہ ہے جو جنوب میں باب المندب تک اور پھر اس سلسلۂ کوہ پر یہ خط ایک عمود بناتا ہوا ایک دوسرے پہاڑی سلسلے میں سارے جنوبی کنارے پر پھیلتا عمان تک چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ خشک اور بنجر زمین تہامہ ہے جو بحیرہ قلزم کے ساتھ ساتھ چلتی ساحلی میدان کی ایک تنگ پٹی ہے جو پہاڑوں کے ساتھ ساتھ جن کی اونچائی ۴۰۰۰ فٹ تک بلند ہے اور سیدھی ڈھلوان سمندر کی طرف ہے۔ خلیج عقبہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ان پہاڑوں کی اونچائی ۴۰۰۰ سے ۷۰۰۰ فٹ تک بلند ہے۔ حجاز کے ان ساحلی پہاڑوں کا سیدھا مغربی ڈھلوان صدیوں پہلے نمودار ہونے والے غیر معمولی تغیر و تبدل کے نتیجے میں ہوا جب زمین کی سطح سمندر کے ساتھ ساتھ پھیلتی چلی گئی اور بلند و بالا پہاڑوں کے مغربی حصے بڑے بڑے ٹکڑوں کی صورت میں اس بڑی کھائی میں لڑھکتے، پھر بحیرہ قلزم کی موجوں نے اس کھائی کو بھر کر برابر کر دیا۔ حجاز یہ جبلِ سراۃ کا کوہستانی علاقہ ہے جو یمن سے شام تک پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں بے آب و گیاہ پہاڑوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جس میں خشک اور ناقابلِ عبور دروں کا ایک جال ہے۔ یہ تمام علاقہ غیر آباد ہے اور اس خاموش صحرا میں بچھی حجاز ریلوے لائن پر وقفوں کے ساتھ چھوٹے چھوٹے اسٹیشنوں کا ایک ٹھہرائو ہے۔ قدیم حجاز ریلوے کا خوبصورت، مسحور کن نظارہ، اس کا ماحولیاتی حسن اور دیدہ زیب و جاذبِ نگاہ عثمانی طرزِ تعمیر کے دلفریب ریلوے اسٹیشنوں کی ہر چیز ڈحرائی بودوباش کے بدوئوں نے نکال پھینکی اور اسے مالِ غنیمت سمجھتے ہوئے اپنے گھروں کے حفاظتی جنگلوں اور باڑ کے لیے اٹھالے جاتے رہے۔ اگرچہ گزرتے وقت کی طویل مدت اور موسموں کے تغیر و تبدل نے ان کے حسن کو دھندلا دیا ہے مگر پھر بھی تراشیدہ پتھروں سے بنے جا بجا نظر آنے والے یہ شاہکار آج بھی اپنے طرزِ تعمیر میں منفرد ہیں اور اس دور کا عکس پیش کرتے ہیں جب حجاز ریلوے ان کے آگے رواں دواں تھی۔ جا بجا ٹوٹی ہوئی ریلوے لائن بارودی دھماکوں اور انسانی ہاتھوں کے ظلم کی تاریخ بتاتی ہے۔ تاہم فولادی پٹریاں اور سلیپر آج بھی اپنے اعلیٰ معیار کا پتا دیتے ہیں۔ ترکی طرز کے قوس در قوس محرابی پل بنیادوں سمیت ٹوٹے پڑے ہیں اور ان کے اوپر لوہے کے سلیپر لٹکتی ہوئی ریلوے لائن کو سہارا دیے ہوئے آج اپنی تاریخی دفاعی جدوجہد کا منظر پیش کرتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ خودرو جھاڑیوں کے علاوہ بچھی پڑی پٹری کے ساتھ سارا ماحول ویران ہے۔ کئی جگہ تباہ شدہ حالت میں گاڑیاں پٹری سے الٹی پڑی ہیں۔ ایک جگہ ایک انجن چار پانچ ڈبوں سمیت کھڑا ہے جس کے مسافر اور عملہ شاید اس کے ساتھ ہی برباد ہوئے اور وقت کی تہ در تہ بدلتی ہوئی رنگت اور اڑتی ہوئی

ریت کی لہردار تہوں نے انھیں زیرِ خاک کر دیا۔ خالی ڈبے گواہ ہیں کہ ان کا مال واسباب بدوئوں کے لاتھوں لٹ گیا۔ حجاز ریلوے کا ایک انجن اپنے انجام پر نوحہ کناں مدینہ جاتے مسافروں کی بے نشان قبروں پر لوحِ قبر بنا کھڑا ہے۔ پہاڑی راستے ویران ہیں۔ نہ عرب کا صحرائی نشان، نہ رواں دواں اونٹوں کا کارواں، نہ کوئی حدی خواں۔ آسمان کی فضا میں کوئی پرندہ بھی نہیں اڑتا۔ صرف خودرو جھاڑیاں اور سنگلاخ چٹانیں سر اٹھائے کھڑی ہیں۔



مدینہ منورہ کے ریلوے اسٹیشن سے شمال کو نکلتی مدتوں سے ویران پڑی ریلوے لائن جوں جوں آگے بڑھتی ہے اس کی ویرانیوں اور تنہائیوں میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ تباہی و بربادی کا پہلا نشان ابو النعم ریلوے اسٹیشن کے قریب ریلوے لائن پر ڈائنامائیٹ شدہ گاڑیوں کے آثار سے ملتا ہے جو بڑھتے قدموں کو روک لیتے ہیں۔ اس سے آگے چلتے ہوئے ہدیہ ریلوے اسٹیشن کے قریب کھلا ہلکا نیلگوں آسمان اور اس کے نیچے دائیں بائیں آگے پیچھے حدِ نگاہ تک بچھا ہوا صدیوں سے مٹیالی مٹی کی تہوں سے آراستہ میدان جہاں گہرے بھورے رنگ کی سیاہی مائل پہاڑیاں پیچھے ہٹتی ہوئی کھڑی ہیں۔ ایک قوی ہیکل فولادی انجن اپنے بائیں پہلو پر الٹا پڑا ہے۔ اس کے پیچھے ریل کے جلے ہوئے ڈبے کھڑے ہیں۔

العلا سے ۱۶ کلو میٹر پہلے حجاز ریلوے لائن ایک کھلی پُر فضا وادی ہیں سے گزرتی ہے۔ یہاں آج بھی ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ تھوڑے فاصلے پر جلی ہوئی زنگ آلود لائنوں کے ٹیڑھے میڑھے حصے اور ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ جب کہ پاس ہی ایک تباہ حال ڈائنامائیٹ شدہ انجن ریت میں دبا سیدھا کھڑا ہے۔ اس کے آثار آج بھی انمٹ ہیں۔ انجن کے پچھلے حصے کی فولادی زنگ آلود سطح کو طاقتور دھماکے نے ادھیڑ کر رکھ دیا ہے اور یہ آج بھی اپنے ساتھ جلی ہوئی زنگ آلود گاڑیوں کے ساتھ اُڑتی ریت کے تھپیڑے کھا رہا ہے۔

حجاز ریلوے کے ہر اہم اسٹیشن کی طرح العلا ریلوے اسٹیشن بھی گاڑی کے ٹھہرنے کے پلیٹ فارم اور ۱۵ہم عمارات پر مشتمل ٹکٹ آفس، اسٹیشن ماسٹر کا گھر، ۱۵ فوجیوں پر مشتمل قلعہ نما دفاعی استحکام، پانی کا بلند ذخیرہ ٹینک اور ہوا چکی مدتوں سے ویران پڑے مدینہ منورہ کو جاتی حجاز ریلوے کی راہ تک رہے ہیں۔ العلا دمشق سے ۹۸۰ کلو میٹر دور ترک فوج کا انفنٹری ہیڈ کوارٹر بھی تھا۔ مدائن صالح کی طرف بڑھتی ریلوے لائن آہستہ آہستہ ایسے پہاڑوں کے درمیان جا نکلتی ہے جنھیں دیکھ کر گزرے عذاب کا تصور واضح ہو جاتا ہے۔ یہ پہاڑ سیدھے اور بلند ہیں۔ العلا سے مدائن کا راستہ انسان کو حیران کر دیتا ہے۔ اونچے پہاڑ قطار در قطار کھڑے ہیں۔ بعض پہاڑوں کے پھیلائو کے بجائے ان کی بلندی نظر کو کھینچ لیتی ہے۔ لگتا ہے جیسے قوی جسامت کے بھاری بھرکم منار نصب ہیں یا قدرتی کاٹ تراش سے آراستہ دفاعی قلعے یا معبد ہیں۔ سنگلاخ چٹانوں کے ایک ویران شہر کا تصور ابھرتا ہے۔ یہ مدائن صالح الحجر ہے۔ یہ قومِ ثمود کا مسکن ہے جنہوں نے پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر گھر بنائے۔ جنھیں اپنی طاقت اور پائیداری پر ناز تھا۔ الحجر کے نام سے مذکورہ پہاڑوں کو کاٹ تراش کر بنا ہوا قومِ ثمود کا یہ سنگی شہر جس کی پائیداری پر اس قریہ کے لوگ نازاں تھے، شدید عذابِ الٰہی سے نشانِ عبرت بن گیا۔ مدائن صالح الحجر بلند پہاڑی سرزمین پر پھیلا شہر موٹی کھردری ریت اور تہ در تہ جڑے اخروٹی رنگ کے ریتلے پتھروں کے میدان مین قدیم نبطی تہذیب کا مسکن اور احوال و آثار کے حوالے سے سرزمینِ انبیا اپنی تمام تر تاریخ سمیٹے ہوئے ہے۔

مدائن صالح میں کھڑے حجاز ریلوے کے بچے کھچے آثار محفوظ ہیں۔ شیڈ میں چھت تلے محفوظ ایک طاقت ور انجن آج بھی اپنی شناخت لیے کھڑا ہے۔ مدینہ منورہ اور تبوک کے درمیان حجاز ریلوے کا یہ سب سے بڑا پڑائو تھا۔ ریلوے اسٹیشن کی خوبصورت عمارت آج بھی موجود ہے۔ تاہم ریلوے ورکشاپ ویران ہے اور تباہ حال بوسیدہ

گاڑیاں کھڑی ہیں۔ ریلوے اسٹیشن کے ساتھ پس منظر میں ایک پرانا ترکی دفاعی قلعہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے۔ یہ قلعہ اس مقدس کنوئیں کے ارد گرد تعمیر کیا گیا تھا جس سے



حضرت صالحؑ کی اونٹنی پانی پیتی تھی۔ مدائن صالح سے آگے حجاز ریلوے لائن بنجر پہاڑوں اور کھلتی سمٹتی وادیوں میں سے گزرتی المرجم اور ابو طاقہ کے اسٹیشنوں کو پیچھے چھوڑتی ہوئی آگے بڑھتی ہے۔ آگے المطلع کا اسٹیشن ایک ویران ریلوے لائن پر پہرہ دے رہا ہے۔ تبوک حجاز کی سرحد پر واقع ایک ایسی سرزمین ہے جسے بڑی بڑی سنگلاخ چٹانوں اور خودرو جھاڑیوں کے سرسبز قطعات اور شکستہ پتھروں کے تودوں نے ڈھانپا ہوا ہے۔ اس میں کھجور کے درخت ہیں اور چشمے ابلتے ہیں اور اسے دونوں جانب سے پہاڑ گھیرے کھڑے ہیں۔ قدیم شہر تبوک کے کنارے اور نسبتاً اونچی زمین پر کھجوروں کے جُھنڈ میں گھرا ۱۶۹۴ء میں ترکوں کا بنایا ہوا قلعہ دفاعِ تبوک کی یاد لیے کھڑا ہے۔ تبوک میں رسولِ کریمؐ نے مدینہ منورہ سے دور دراز اس مقام پر رومیوں کے خلاف مدینے کا دفاع کیا تھا۔

تبوک سے آگے حجاز ریلوے لائن جبل شرورہ کے دامن کے ساتھ ساتھ حالات عمار اور قلعات المدورہ سے ہوتی تل الشنم اور وادی رتم سے بطن الغول کی خوفناک ویران جناتی بھول بھلیوں میں کھو جاتی ہے اور چکر در چکر سیدھی چڑھائی چڑھتے چڑھتے اوپر کی طرف باہر نکل کر غدیر الحج سے ہوتی ہوئی صدیوں سے آباد قدیم کاروانی ٹھہراؤ معان پہنچ جاتی ہے۔ معان مدینہ منورہ سے آتے ہوئے شمال مغرب میں لگ بھگ ۸۰۰، کلومیٹر اور دمشق سے آتے ہوئے جنوب میں ۴۸۹، کلومیٹر پر حجاز ریلوے کا اہم پڑاؤ تھا۔



سولہویں صدی میں عثمانیوں نے معان کے راستے کو بہتر بنایا۔ شہر کے بیچوں بیچ ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ آب رسانی کے پرانے نظام کو پھر سے قابلِ استعمال بنایا۔ یہاں گارے مٹی کے بنے ہوئے گھروں کا قدیم عربی تعمیراتی حسن اور بہتے پانی سے سیراب ہوتے پھلوں کے باغ تھے۔ چشموں کے وافر پانی کی نعمت سے فیض یاب اس نخلستان میں لوگ انجیر اور انار اگاتے اور گزرتے کاروانوں کو فروخت کرتے۔ شام سے معان تک کے طویل خاموش اور ویران سفر کے بعد جب حج کے کارواں قلعات معان پہنچتے تو شاداب نخلستان کی اس سرزمین پر ۲، روز کے لیے آرام اور قیام کرتے۔

حجاز ریلوے کی داستان اپنے ساتھ بہت سی کہانیاں لیے ہوئے ہے۔

حجاز ریلوے بلادِ شام کے قدیم دارالحکومت دمشق سے اپنے آخری پڑاؤ مدینہ منورہ تک آتی تھی۔ اولی العزم لوگوں کی محنت کا یہ عظیم الشان شاہکار آج آثارِ پارینہ بن چکا ہے۔ اس کے بچے کھچے آثار مدینہ منورہ سے دمشق تک اپنے عہد کے یادگار نشانات کے طور پر باقی ہیں۔ دولتِ عثمانیہ کی حجاز ریلوے کی خاص نشانی ''سلطان بوگی'' دمشق کے قدیم ریلوے اسٹیشن پر کھڑی ہے اور اس میں عوامی ریستوران کھلا ہے جبکہ اس کے قریب ہی پرانے زنگ آلود ریلوے انجن اور بوگیاں کھڑی ہیں۔

زیارت نمبر # 186

قرآن پرنٹنگ کمپلیکس---اشاعت وتشریح کا معتبر ادارہ

Location: https://maps.app.goo.gl/b9QxeUQQPHWKyBq46

یہ کمپلیکس مدینہ منورہ میں واقع ہے، جس کو مرحوم شاہ فہد بن عبدالعزیز نے 1984 میں قائم کیا تھا۔ اس کمپلیکس کی ایک شفٹ میں ایک سال کے دوران تقریباً 10 ملین قرآن کریم کے مختلف نسخوں کی اشاعت مکمل ہو جاتی ہے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس کمپلیکس کے اندر تین شفٹوں میں کام کرائے جانے کی صلاحیت

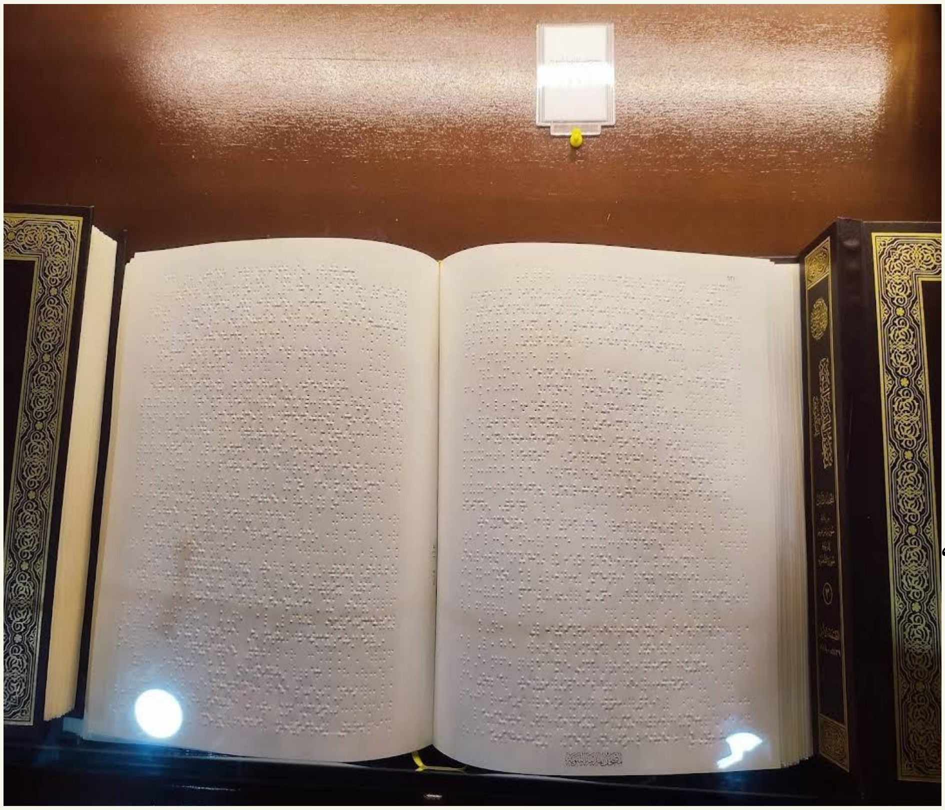


ہے۔ یہ ادارہ نہ صرف عربی زبان میں قرآن کریم کی اشاعت کرتا ہے بلکہ یہاں مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر مکمل قرآن کریم کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اس کے ابواب بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ ابھی تک کنگ فہد قرآن پرنٹنگ کمپلیکس کے علماء اور دانشوروں نے قرآن کریم کا ترجمہ تقریباً 50 زبانوں میں مکمل کر لیا ہے، جن میں سے بنگالی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، یونانی، حوثی، ملیالی، فارسی، تگالوگی، ترکی، اردو اور ژولو زبانیں قابل ذکر ہیں۔ اس کمپلیکس میں تجوید و تلاوت کے کورسز بھی ہوتے ہیں۔ یہاں پر اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ حفاظ کرام اچھی طرح سے قرآن کریم حفظ کر لیں۔ یہ ذمہ داری سند یافتہ ان پروفیسروں یا ماہرین کو سونپی جاتی ہے، جنہوں نے قرآن کریم کی تجوید و تلاوت میں خصوصی مہارت حاصل کی ہوئی ہوتی ہے۔ یہاں پر قرأت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے اور طلبا کو یہ بات سکھائی جاتی ہے کہ قرأت کے دوران قرآن کریم کے کس لفظ کو کس طرح سے ادا کرنا ہے۔

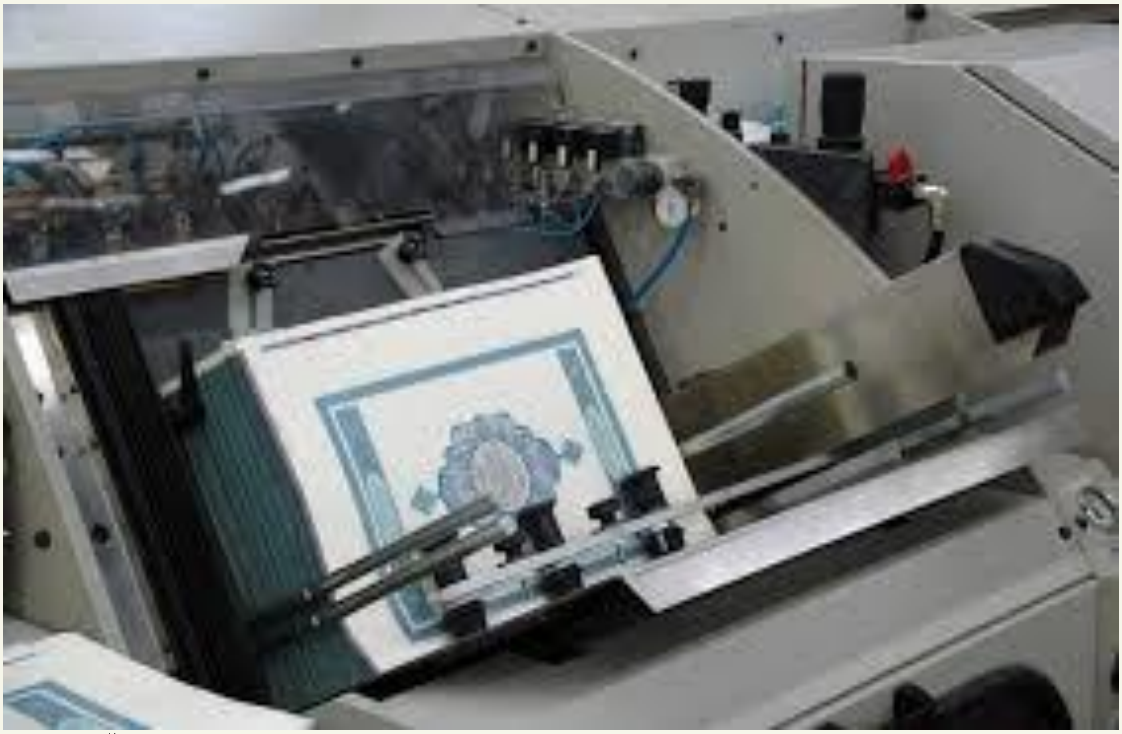


ہر سال فریضۂ حج ادا کرنے کے لئے جو عازمین سعودی عرب آتے ہیں، ان کو اس کمپلیکس میں شائع ہونے والے قرآن کریم کی ایک کاپی بطور تحفہ دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ کمپلیکس نہ صرف دونوں مقدس مساجد میں قرآن کریم فراہم کرتا ہے بلکہ مملکت کے دیگر علاقوں میں قرآن کریم اور تراجم ضرورت کے مطابق فراہم کرتا ہے۔ یہ کمپلیکس عجیب و غریب نوعیت کا اشاعتی ادارہ ہے۔ یہ چھپائی اور تقسیم کاری کرنے والے اداروں سے نہایت برتر و اعلیٰ ادارہ ہے۔ یہ قرآن کریم کے تمام پہلوئوں پر ممتاز مطالعہ اور تحقیق میں سہولت فراہم کرنے والا ادارہ ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کو محفوظ رکھتا ہے۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ پیغمبر حضرت محمدؐ کی سنت اور حدیث پاک کی اشاعت و تشریح بھی کرتا ہے۔ اسلام کے خلاف جو جھوٹے الزامات عائد کئے گئے ہیں اور جو غلط فہمیاں پیدا کر دی گئی ہیں، ان کے سدباب کے لئے یہ کمپلیکس قرآن کریم کے تعلق سے جانکاریاں دیتا ہے، جس کے لئے اس نے برسوں قبل ایک کثیر لسانی ویب سائٹ کا آغاز کیا تھا۔

قرآن کریم کی پرنٹنگ کے دوران اس کمپلیکس میں کوالٹی کنٹرول پر نہایت سختی کے ساتھ نظر رکھی جاتی ہے۔وزارت برائے اسلامی امور کے ذریعہ بھی اس بات کو یقینی بنایا جاتا ہے کہ مختلف شعبوں میں مطالعہ کرنے والے ماہر اسکالروں کے ایک پینل کے ذریعہ قرآن کریم کی عبارت کا باریکی کے ساتھ جائزہ لے کرانہیں جاری کرنے سے قبل مکمل تصدیق کی جائے۔اس کمپلیکس میں ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، جس کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ پروڈکشن کے دوران مختلف مرحلوں میں یعنی پرنٹنگ، ترتیب اور بائنڈنگ سمیت تمام کاموں میں اس بات پر اپنی عمیق توجہ مرکوز رکھے کہ کہیں بھی ذرہ برابر غلطی کا خدشہ باقی نہ رہ جائے۔ چنانچہ قرآن کریم کی اشاعت کے دوران ہر مرحلہ میں چیکنگ ہوتی رہتی ہے۔



اس کمپلیکس کے اہم ڈویژنوں میں ہائی کمیشن، اسکالرس کونسل فار ریویژن آف دی مدینہ مشاف، ریکارڈنگ کی نگرانی کرنے والی کمیٹی، ٹرانسلیشن سینٹر، سینٹر آف ریسرچ اینڈ اسلامک اسٹڈیز اور قرآنی اسٹڈیز سینٹر شامل ہیں۔ان سب کو اعلیٰ ترین کوالٹی اور تصدیق شدہ قرآن کریم جاری کرنے کی خصوصی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔ باہمی تعاون سے یہ تمام ڈویژن نہایت انہماک کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں انجام دیتے ہیں۔



قرآن کریم کی اشاعت کے لئے جب شاہ فہد اس کمپلیکس کا سنگ بنیاد رکھ رہے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ”ہمیں امید قوی ہے کہ یہ پروجیکٹ رحمت اور نیکیوں کا ایک ذریعہ بن جائے گا۔ سب سے اول بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے تعلق سے خدمات انجام دینے کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کے توسط سے پوری دنیا میں اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دینے کا بھی موقع مل جائے گا۔“ شاہ فہد نے مزید کہا تھا کہ ”ہم اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے امید کرتے ہیں کہ وہ ان تمام کاموں میں نہ صرف ہماری مدد اور رہنمائی کرے گا بلکہ اس دنیا میں اور آخرت میں اس کا اجر عظیم بھی دے گا۔ ہمیں یہ بھی امید ہے کہ وہ ہمارے مطلوبہ مقاصد میں ہماری مدد کرے گا اور قرآن کریم کے تعلق سے جو خدمات انجام دی جارہی ہیں، تمام دنیا کے مسلمان اس سے مستفید ہوں گے اور اس کے ایک ایک لفظ پر نہ صرف غور وفکر کریں گے بلکہ اپنی زندگی میں اس پر عمل بھی کریں گے۔

زیارت نمبر # 187

وادی بطحان

Location: https://maps.app.goo.gl/w2mWBWHBpzfYUD6o7

مدینہ منورہ کی بڑی وادیوں میں سے ایک بڑی وادی بطحان نامی ہے، یہ چھوٹی چھوٹی نالیوں سے مل کر ایک بڑی وادی کی شکل میں تبدیل ہوئی ہے، جن میں سے بعض نالیاں یہ ہیں۔



وادي بطحان ، صورة للحوائط الإستنادية لمعالجة انحراف الوادي بقربان
(المجموعة المصورة لأشهر معالم المدينة المنورة)

رانوناء: یہ مدینہ کے جنوب میں واقع ہے۔

مذینیب اور مہزور: یہ دونوں نالیاں مدینہ کے مشرق سے آتی ہیں اور مسجد نبوی کے شمال مغربی میں سیح کے علاقہ سے ہوتے ہوئے جبل سلع کے مغرب تک پہنچتی ہی۔ اور تھوڑے ٹیڑھے پن کے ساتھ زُغابہ کے علاقہ میں مجمع الاسیال میں مل جاتی ہیں، ایک نالی اور تھی جو وادی بطحان میں ملتی تھی جس کو چند سال قبل بند کر دیا گیا جس کا آغاز قربان روڈ کے علاقہ سے ہوتا تھا۔ بطحان وادی کی فضیلت میں متعدد حدیثیں آئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: بطحان جنت کی نہروں میں سے ایک نہر کا دہانہ ہے۔ رواه البخاري في تاريخه 52/20، والديلمي 16/2

زیارت نمبر # 188

وادی رانوناء

Location: https://maps.app.goo.gl/VKxsjWMJ9TdZqTCs9



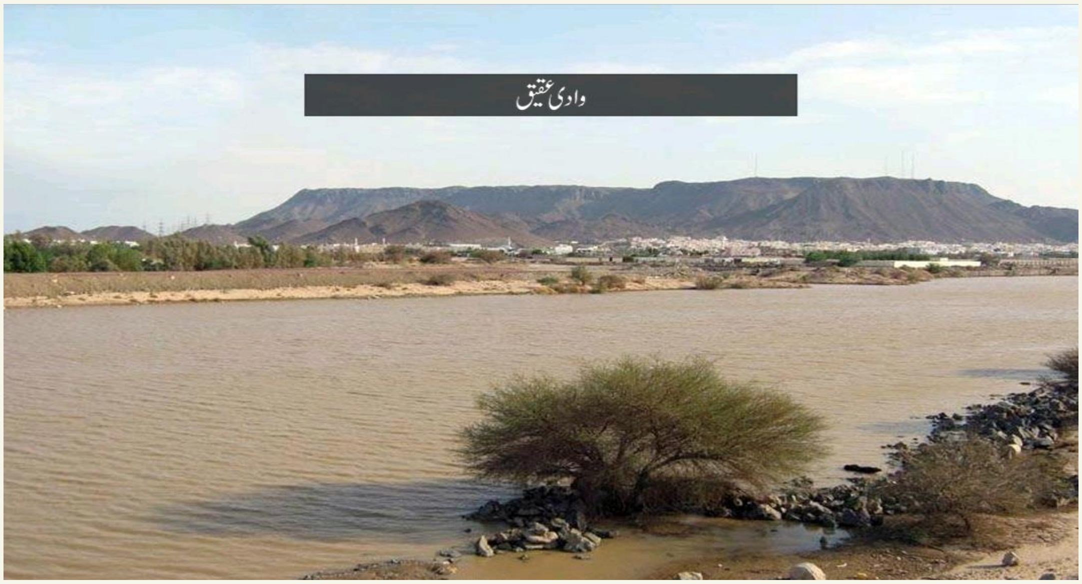
یہ وادی مدینہ منورہ کے شمال میں ایک پہاڑ کی گھاٹی سے شروع ہوتی ہے اور شمال کا رخ کرتے ہوئے محلّہ قباء اور اس کے باغوں میں سے گذرتی ہوئی قربان علاقہ سے ہو کر مغرب میں وادی بطحان کے نالے میں گر جاتی ہے اور اسطرح یہ وادی بطحان کا جزء بن جاتی ہے۔ اس وادی کا مسجد جمعہ سے ارتباط ہے کہ مسجد کی تعمیر اسی جگہ پر ہوئی ہے جہاں سے یہ وادی ہو کر گذرتی تھی۔ مسجد قباء سے شمال میں (۹۰۰) میٹر کی دوری پر اسکا محل وقوع ہے۔ وادی رانوناء کی نالی ابھی موجود ہے، تاہم اس کے بعض حصے ختم ہو چکے ہیں۔

زیارت نمبر # 189

وادی عقیق

Location: https://maps.app.goo.gl/9WXaUubF7b272p1A9

مدینہ منورہ کی مشہور وادیوں میں سے وادی عقیق ہے۔ جو مدینہ کے مغرب سے گذرتی ہوئی جبل عَیر کے شمال کی طرف جاتی ہے، اور مشرق میں تقریباً دو میل گذرتی



ہوئی قبلتین کے علاقہ میں وادی بطحان سے مل جاتی، پھر شمال کے مشرقی کونے سے ہوتی ہوئی مکمل شمال ہو کر وادی قناۃ سے مل جاتی ہے، وادی قناۃ مدینہ منورہ کے مشرق سے آتی ہے, ان دونوں کا سنگم مجمع الاَسیال، جوزُغابہ کا علاقہ کہلاتا ہے، میں ہو جاتا ہے۔ اس وادی کی فضیلت میں کئی حدیثیں وارد ہوئی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عمر بن الخطاب رضي الله عنہ نے فرمایا کہ میں نے وادی عقیق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آج رات میرے پاس میرے رب کی جانب سے آنے والا (فرشتہ) آیا اور اس نے کہا: اس مبارک وادی نماز پڑھو۔ آج بھی یہ وادی بارش ہونے پر جاری ہو جاتی ہے۔ صحيح البخاري، باب قول النبي العقيق وادٍ مبارك 556/2

زیارت نمبر # 190

وادی قناۃ (الشطا)

Location: https://maps.app.goo.gl/6RBSjGFZixkjiVRd9



یہ بھی مدینہ کی بڑی وادیوں میں سے ایک ہے۔ مدینہ کے شمال مشرق سے یہ مدینہ میں آتی ہے اور اُحد پہاڑ کے جنوب سے مغرب کو ہوتی ہوئی تھوڑی سی شمال کو مڑ کر مجمع اسیال (زُعابہ) کے مقام پر وادی عقیق سے جا ملی ہے۔ تاریخی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب سنہ ۶۵۴ھ (۱۲۲۶ء) میں مدینہ کی شمالی پہاڑیوں میں آتش فشاں لاوا ابلا تھا تو اس وادی کا رُخ مدینہ کے بجائے شمال کی جانب ہو گیا تھا۔ اس لئے کہ اس کے بہاؤ کی جگہ پر آتش فشاں پہاڑوں کے پتھر جمع ہو گئے تھے جس کی وجہ اس کے بہنے کا رُخ تبدیل ہو گیا، اور اس کے خلف میں ایک بڑا تالاب بن گیا جو چند سال تک باقی رہا, پھر عاقول کے علاقہ میں ایک دیوار بنادی گئی جس کے بعد سے پانی کی خاصی مقدار یہاں جمع ہو جاتی ہے, اور بارش کا پانی یہاں کئی ماہ تک ٹھہرا رہتا ہے۔

زیارت نمبر # 191

وادی جن کی حقیقت

Location: https://maps.app.goo.gl/ZfwGUNY4xFSRiaqq5

مقصود و مطلوبِ مضمون ''وادی جن'' جس کا تاریخی نام ''وادی بیضا'' (بعض جگہوں پر اس کا نام ''بیداء'' بھی لکھا گیا ہے) جو کہ شہر رسول مدینہ منورہ سے باہر نکلتے ہوئے پینتیس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک ویران علاقے میں واقع ہے، جہاں اس وقت تک کوئی انسانی آبادی نہیں ہے۔ یک طرفہ سڑک، کھجوروں اور دیگر زرعی اجناس کے باغات سے سڑک کی دونوں اطراف سبز بہاروں کا منظر پیش کرتی ہیں۔ اونچ نیچ اور سطحی طور پر غیر ہموار اس راستے پر آپ کو اکثریت پاکستانی، ہندوستانی یا مشرقی معاشروں سے تعلق رکھنے والے زائرین کی ہی نظر آئے گی۔ یہ سڑک ایک ایسے مقام پر جا کر ختم ہو جاتی ہے جہاں ایک گول چکر بنا ہوا ہے۔ اس چکر کی تین اطراف میں دیوار نما پہاڑ جو قربِ قیامت کے مناظر کی عکاسی کرتے ہیں اور طرفین میں وسیع کھلے میدان جہاں سیاحتی شوق رکھنے والے خیموں میں کیمپنگ کرتے ہیں۔ نیم صحرائی شکل کی موافق الماحول اس وادی میں وقت گزارنا انسان کی قلبی رومانویت اور ذوق کی عکاسی کرتا ہے۔ تاہم وقت کے تنگ دامن نے مجھے آج تک یہاں خیمہ زن ہونے کی اجازت نہیں۔

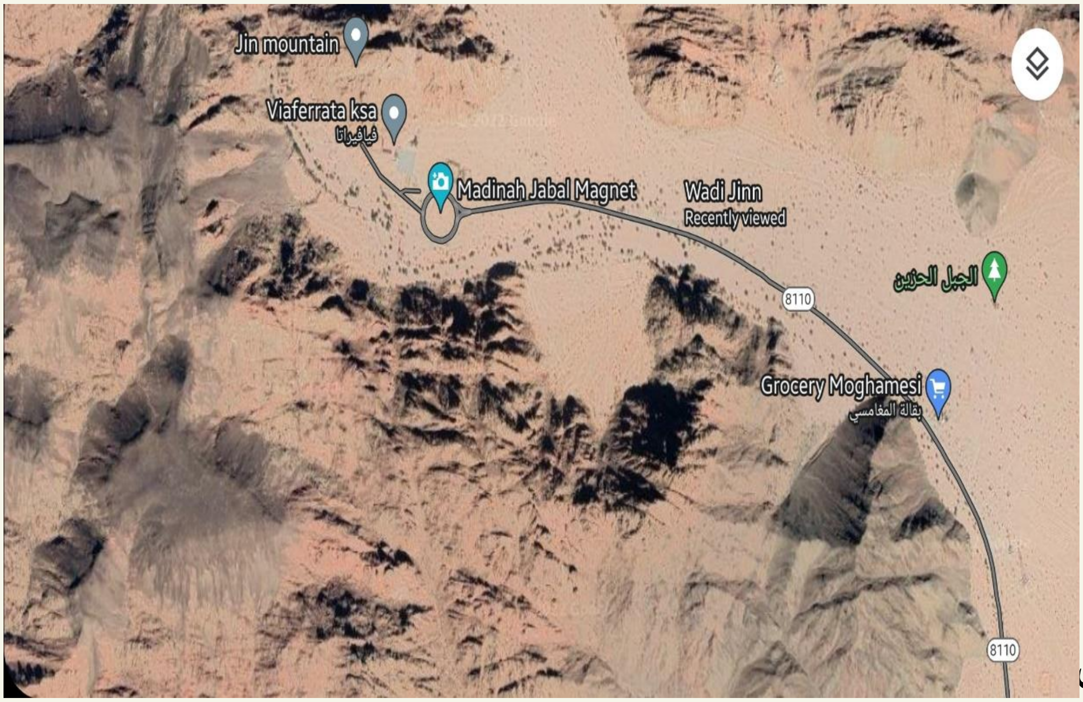


اس وادی کے مشہور کرامت یہ بیان کی جاتی ہے کہ یہاں گاڑی بغیر قوت کے کئی کلو میٹر تک چلتی ہے، پانی سڑک پر گرائیں تو وہ مخالف سمت میں اونچائی کی طرف جاتا ہے، مدینہ منورہ کی طرف گاڑی کا رخ کریں تو گاڑی خود بخود تیز رفتار سے بھاگنا شروع کر دیتی ہے اور رفتار 130 کلو میٹر فی گھنٹہ تک چلی جاتی ہے، یہ تجربہ حال ہی میں میری گاڑی کے ساتھ بھی ہوا، بذاتِ خود میں نے اپنی گاڑی کو وہاں لے جا کر تجربہ کیا جو یقیناً حیران کن اور خوشگوار تجربہ تھا۔۔۔ توہمات پر یقین رکھنے والے لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ جنات کی طاقت ہے، یا کوئی مرئی مخلوق ہے جو گاڑی کو یہاں سے واپس مدینہ منورہ کی طرف دھکیلتی ہے تاہم مجھ جیسے روحانی علوم کے طالب علم کو وہاں پر جنات کی کوئی ایسی طاقت نظر نہیں آئی جس کو بنیاد بنا کر اس وادی کو جنّات کا مرکز قرار دیا جائے۔

اس وادی اور مقام کے بارے مشہور تمام باتوں کو غیر مستند پایا۔ تاہم چند روایات جو کتبِ احادیث اور تاریخ میں موجود ہیں وہ موجودہ قیاس آرائیوں اور افواہوں سے بالکل مختلف و متضاد ہیں۔ اس وادی کے بارے ایک تاریخی واقعہ بسند موجود ہے وہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہار کا اس وادی میں گم ہونا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی تاریخی واقعہ اب تک یہاں پیش نہیں آیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گمشدہ ہار کے بارے مکمل بحث کتبِ تاریخ میں موجود ہے جس کا یہاں درج کیا جانا غیرِ متعلقہ ہے تاہم اس ہار کی گمشدگی کا مقام یہی وادیِ بیضا ہی ہے۔

اس وادی کے حوالے سے ایک روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قیامت کے قریب ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کرے گا، جب وہ مقام بیضاء میں پہنچے گا تو انہیں اول سے آخر تک سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ علیہ الصلاۃ والسلام، وہ شروع سے آخر تک سارے کے سارے کیوں دھنسا دیئے جائیں گے حالانکہ وہاں ان کے بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی ہوں گے جو ان لشکر والوں میں سے نہیں ہوں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، ہاں شروع سے آخر تک سارے کے سارے زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے پھر اپنی اپنی نیت کے مطابق ہر کوئی اٹھایا جائے گا۔
(بحواله ـ بخاری کتاب البیوع: باب ما ذکر فی الاسواق)



سائنس، طبیعیات اور ارضیات کے ماہرین خیال کرتے ہیں کہ یہ کششِ ثقل کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ کششِ ثقل وہ قوت ہے جس سے کمیت رکھنے والے اجسام ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں، سادہ لفظوں میں یہ ایک ایسی قوت ہے جس سے زمین تمام اجسام کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اس سلسلے میں نیوٹن کا عالمی تجاذبی قانون اور آئن سٹائن کا نظریہ اضافت قابل ذکر ہیں۔ اس قانون کے تحت زمین کے اندر یہ قوت اس شدت سے موجود ہے کہ یہ ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور جوں جوں اجسام زمین سے دور ہوتے جائیں ان کا وزن کم ہوتا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں ٹن کا وزن اٹھا کر ہوائی جہاز فضا میں بلند ہو کر تیز ترین رفتار سے اڑ سکتا ہے۔ جب ہم کسی چیز کو فضا یا خلا میں اچھالتے ہیں تو وہ چیز واپس زمین کی طرف انتہائی سرعت کے ساتھ واپس آتی ہے۔

وادی جن یا وادی بیضاء جو اس وقتِ موضوعِ بحث ہے اس میں جنات، ہوا کسی مرئی طاقت کا اسلامی کتب میں کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اب سوال اٹھتا ہے کہ کیا یہ کششِ ثقل کی وجہ سے ایسی حرکت وجود پاتی ہے ؟؟؟

اگر یہ کششِ ثقل کی وجہ سے ہے تو پھر اس کشش کا اثر صرف گاڑی یا مائع مواد پر ہی کیوں ؟ گاڑی کی رفتار 130 کلو میٹر فی گھنٹہ تک پہنچ جاتی ہے مگر اسی سرزمین پر کھڑے انسانوں پر اس کشش کا اثر کیوں نہیں ہوتا؟ کششِ ثقل، نیوٹن اور آئن سٹائن کے نظریات و قوانین کا اطلاق ہر جسم بشمول انسان پر ہوتا ہے۔۔۔ زمین کے اس مخصوص حصے اور مدار میں خود میں نے دیکھا کہ وہ صرف گاڑیوں اور مائع مواد کو حرکت دیتی ہے۔۔۔ انسانی اجسام پر اس کا بالکل کوئی اثر نہیں ہے۔ تحقیق و فن میں کوئی بھی چیز حرفِ آخر نہیں ہے۔۔۔ اگر سائنسی بنیادوں پر کام کیا جائے تو یہ سرزمین کئی راز اگل سکتی ہے۔ اللہ کرے البیرونی کے وارث ثقافت و سلطنتِ اسلامیہ کے اس مقدس دارالحکومت کے جوار میں واقع اس سائنسی و تاریخی مقام پر تحقیق کریں تاکہ اس معمہ کو حل کیا جا سکے !!! علمی تشنگی رکھنے والوں کی طرح میں بھی منتظر ہوں کہ اگر تاریخی، اسلامی اور ارضیاتی علوم اس وادی کے بارے میں خاموش ہیں تو پھر حقائق کیا ہیں ؟ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہم اس بارے کسی نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

واللہ و رسولہ اعلم بالصواب۔

زیارت نمبر # 192

ہجرت نبوی ﷺ سے پہلے مدینہ منورہ اور اس کے قبائل

جن افراد کو مدینہ منورہ میں مسجد النبوی ﷺ کے قریب نمائش دیکھنے کا موقع ملا ہے یہ تصویر اس بڑے مدینہ کے ماڈل کی سامنے والی دیوار پر لگی ہوئی ہے یہ اسی تصویر کی سافٹ کاپی ہے

پڑھنے کے قابل تصویر پر جانے کے لیے یہ رابطہ لنک استعمال کریں۔

https://2u4z4w-sn3302.files.1drv.com/y3mH5XddTZ9KknCeOKOtifk1A3woJZdV8wbfXuXmCtF0cnkMfE3zHM6biMvqViUxlTvhV1Pf9B-45uqYgv6zdoaojCLtwk8ZoElejpNAQPG-wOGfQuB8N5bjBImyK1_n0CZEuQJXxyVW0rDMrZMvOFYpwiV040O6Ghu0bc2n_-DCv8/12.jpg?psid=1

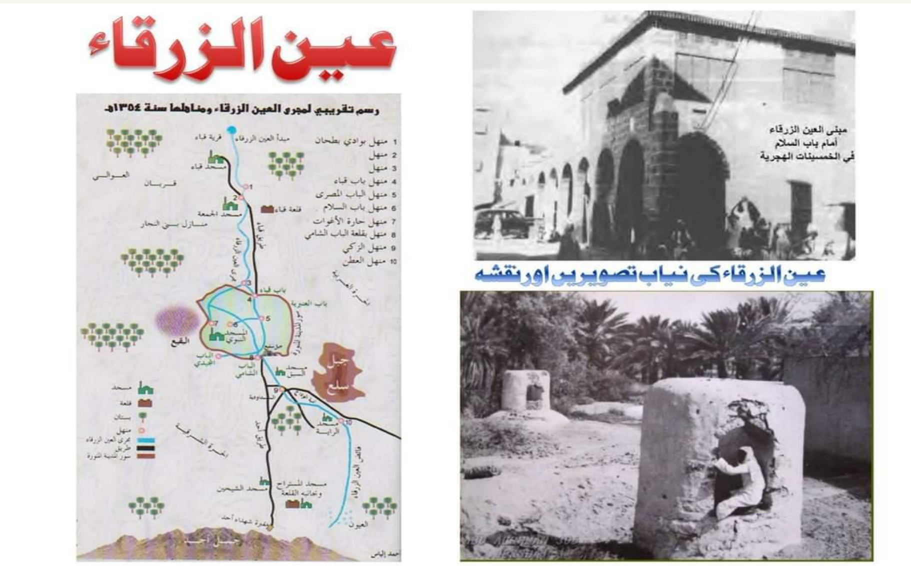


زیارت نمبر # 193

عین الزرقاء

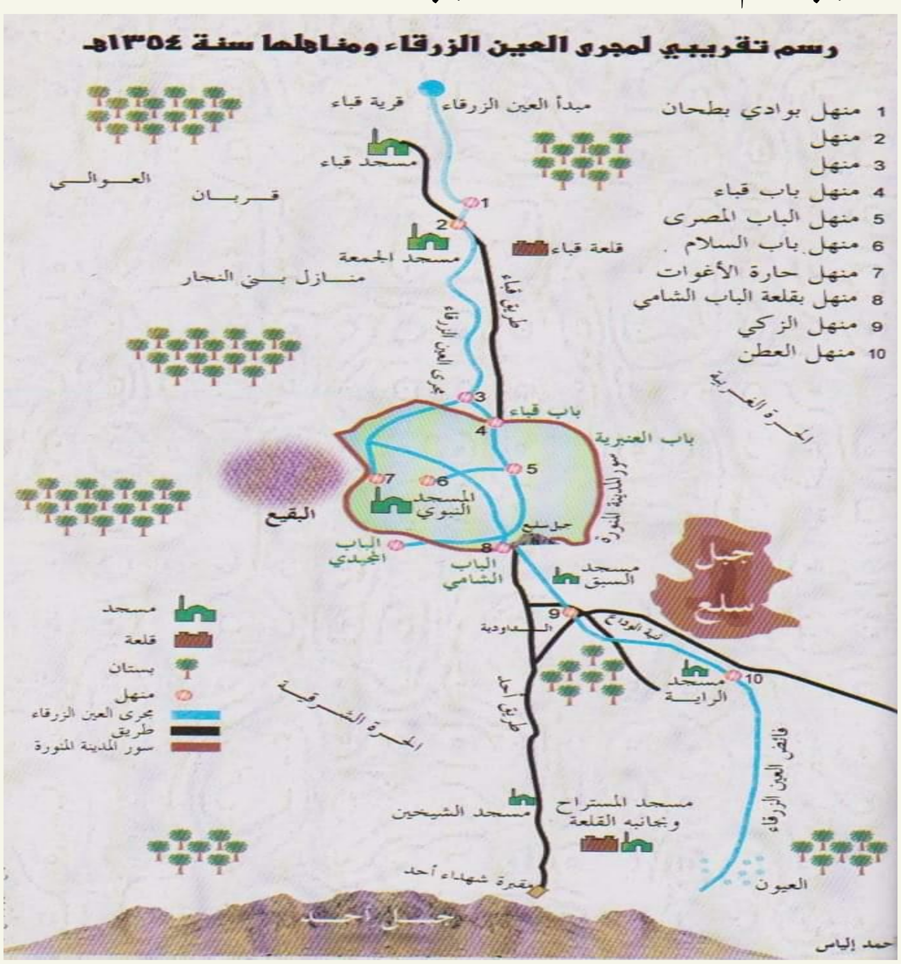
Location:

مدینہ منورہ کے رہائشی کنوؤں کا پانی استعمال کرتے تھے۔ 51 ہجری میں جب امیر المومینین معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ نے دمشق میں آب رسانی کا جدید نظام قائم کیا گیا تو مدینہ کے گورنر کو خط لکھا کہ مجھے حیاء آتی ہے کہ دمشق کے باسیوں کو گھر کے قریب پانی ملے اور مدینہ کے باسی دور دراز کنوں سے پانی لائیں لہذا وہاں بھی آب رسانی کا بہتر نظام قائم کیا جائے مدینہ کے گورنر مروان نے ماہرین سے مشورہ کرنے کے بعد قباء کے کنوؤں کو باہم ملایا اور ان کے پانی کو ایک زیر زمین نہر جاری کیا جو قباء سے شروع ہو کر مدینہ منورہ سے گزرتی اور مختلف جگہ سے اس انداز سے کھولا کہ لوگ اپنی ضرورت کا پانی لے سکیں۔



اس پانی کو دس مقامات سے حاصل کیا جاسکتا تھا۔

1-وادی بطحان، 2-بنو سالم، 3-مسجد جمعہ، 4-باب قباء 5-باب المصری، 6-باب السلام، 7-حارۃ الاغوات، 8-قلعہ باب الشامی 9-زکی، 10-العطن



یہ نہر چودھویں صدی کے وسط تک اہل مدینہ کو سیراب کرتی رہی۔ 1349 ہجری میں ملک عبد العزیز نے ایک نگران کمیٹی تشکیل دی جس نے اسکی مرمت کی اور پھر اس میں پائپ ڈال کر آپ رسانی کے ایک جدید نظام کی بنیاد رکھی۔ تاآنکہ ہر گھر میں سرکاری پانی کا کنکشن دیدیا گیا پھر پانی کے بڑھتے ہوئے استعمال کے پیش نظر سمندری پانی کو صاف کر کے اسمیں ملادیا گیا اب محکمہ آب رسانی نے مختلف علاقوں میں بیس ٹینکیاں بنادی گئی جہاں سے پانی سپلائی ہوتا ہے سب سے خوبصورت ٹینکی قباء میں ہے جسکی بلندی 90 میٹر ہے۔